

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU-232766**

UNIVERSAL  
LIBRARY



# اشاعت الاسلام علی النبی

علی علیہ السلام

نہایت

بابت ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۷ جولائی ۱۸۷۹ء

جلد دوم

جو دو حصوں میں تقسیم

حصہ اول میں بعض اصول اور کلام کا ثبوت ہے حصہ دوم میں بعض مضامین پر بیلا خلاق ہر بحث

اور بعض جملہ اہل انجیل کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کمال میں جاوے گی

منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشاعتی مہاشح قیمت غیر ماموں متعلقہ سالہ

(۱) لاہوری سالہ مذہبی ہر ملکی یا قومی باتوں سے

ایسی تقریباً نصف نہیں

درہم اس کی تمام قیمت لکھنا نہ ہوا ورنہ میں خاص قیمت جو

دوسرا دیکھتے ہیں کہ کم سے کم ایک پلہ ہوا اور بعض

دو دو تین روپیہ ہوا بھی دیکھتے ہیں۔ وہ لوگ

انجمن اشاعتی السنہ کو ممبرین۔ رعایتی قیمت جو بشرط

سالانہ پیشگی ادائیگی کے تین روپیہ ہوئی ہو جائے نہ ہوا

اس رعایت کے مستحق دوسرے لوگ ہیں تمام لوگ ان

جو نہ پوری دقت رکھتے ہیں کہ پوری اعانت کریں

تو شخص سکین میں کہ مفت لین۔

قسم دوم وہ لوگ ہیں جو تہذیب و اخلاق کے متعلق ہیں

رسالہ کو ابھی متہ نہیں ہو یا دوسروں میں

اور بغیر تحقیق و تامل کے دیکھتے ہیں کہ وہ ہر سال

رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہیں سمجھتے اور بعض

بھی اتھاق نہیں سمجھتے۔ یہ کہ اوکریکی شرط دونوں

کراچی اور عربیہ دارالکتاب کے تاریخ و اصول پر سے لکھا

مقرر ہوئی ہے۔ جو اشل میں سالانہ نہ بھیجا اس سے

آٹھ روپے ماہوار سے کم نہ لیا جاوے گا۔

(۳) زرچندہ بذریعہ ہندوستانی روڈر سال فراہم

نوٹ یا ٹکٹ بھیجیں تو بذریعہ برٹشری بھیجیں۔ آٹھ روپے

مطبع مصطفیٰ لاہوریہ مطبع ہوا

نہایت

دوسرا دیکھتے ہیں کہ کم سے کم ایک پلہ ہوا اور بعض دو دو تین روپیہ ہوا بھی دیکھتے ہیں۔ وہ لوگ انجمن اشاعتی السنہ کو ممبرین۔ رعایتی قیمت جو بشرط سالانہ پیشگی ادائیگی کے تین روپیہ ہوئی ہو جائے نہ ہوا اس رعایت کے مستحق دوسرے لوگ ہیں تمام لوگ ان جو نہ پوری دقت رکھتے ہیں کہ پوری اعانت کریں تو شخص سکین میں کہ مفت لین۔

بروم نمبر ۱۱ سے نمبر ۱۲ صفحہ ۱۱  
 اٹل نیل دوم (نہجہ دلائل عقلیہ اصل اور  
 نہجہ اصول جواب اولہ کاملہ) کا بیان ہے  
 جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف  
 و توافض کے سبب بھڑکے لایق نہیں ہے  
 اور اچھا کم تشبیہ و تجویز کا وہ منصب  
 نہیں رکھتے۔ اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل  
 اول کا بیان ہوتا ہے

**دلیل سوم** یہ کہ عقل انسانی بشریت  
 کی بتائی ہوئی بہتیر سی باتیں کما حقہ  
 و مدار و مہنی سمجھ نہیں سکتے پھر وہ ان  
 باتوں کو بن بنائے کیونکہ سمجھ سکتے ہیں  
 ان پر احکام حلال و حرام کس طرح لگا  
 ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن و قبح  
 کا یہ قول کوکا الشاسع و کانت الافعال  
 لثبت الاحکام یعنی شارع نہ تو افعال  
 پائی جاتے تو ان پر یہی احکام لگائے  
 جاتے غلے العموم والاطلاق کس طرح  
 صحیح ہو سکتا ہے۔

**تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر چند  
 تاثر یہ کہ مذہب کے منافق ہزار ہا ہوں

جو شرع نے ہم کو بتائی ہیں ہم سمجھتے  
 ہیں اور ان کی مشر و عیت کی وجہ عقل  
 پہچانتے اور بیان کرتے ہیں

### تمثیلات

(۱) عبادت میں شکر نعم پایا جاتا ہے  
 وہ واجب ہوئے

(۲) کفر و شرک میں ناشکری احسان فراموشی  
 ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی۔

(۳) نکاح میں نفقہ و حفظ صحت و بقا نسل  
 و تربیت اولاد ہے اس لئے وہ شروع  
 ہوا۔

(۴) سفاح (یعنی زنا) میں حق تلفی غیر  
 قطع نسل و اضاغت اولاد ہے اس لئے  
 وہ حرام ٹھہرا۔

(۵) سود و قمار و فاسد بیع و من ربیبہ  
 کچے پہلو کو کچو بیچنا و وہو کہ و فہن فاش سے  
 بیع کرنا ظلم و اید از خلائق ہے اس لئے  
 ان پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع و شرا بیع رفاعہ عیش خلائق کا  
 مدار ہے اس لئے اسکو حلال کیا۔

(۷) بول و براز وغیرہ متعفن چیزوں سے



افراج اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیسات و ستھری چیزوں سے بچنا۔ بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو مٹانا ضروری ہے۔

(۹) رہائشی تباہی و جدالت و مروت معاملات دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہیں اس لئے اُن کو دین ٹھہرایا۔

(۱۰) ظلم و تعدی و دروغ گوئی جن معاشرت میں خلل انداز ہیں اس لئے اُن کو حرام فرمایا فقال عز من قائل ان الله يامر بالعدل والاحسان ویتعاضد فی القربی

وینہی عن الفحشا والمذکر والبعی۔ اسی قسم کے ہزاروں احکام ظالم و عوام میں جنکے جن قبیح کو ہم بعد

درود شیعہ و سنجابی سمجھ رہے ہیں لیکن مع ذلک صدائے باتین شریعت کی انجلی میں جن کو ہم سمجھ نہیں سکتے اور اُن کی شہادت

و عدم مشرعت کی ایسی عقلی وجہ جس میں اشتباہ باقی نہ رہے اور چون و چرا عقل کا انقطاع ہو جاوے بیان نہیں

کر سکتے۔

## تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے تمام بدن کا ناپاک ہو جانا جسکو حدیث کہتے ہیں۔

(۲) پھر اس ناپاک بدن کا فقط ماتھ پاؤں مونہہ دھونے سے (جسکو وضو کہتے ہیں) پاک ہو جانا۔

(۳) اس پاکی یعنی وضو میں ماتھ کی حد کہنوں تک پاؤں کے ٹخنوں تک مقرر کرنا۔

(۴) اس میں بجائے غسل مسح کافی ٹہپا نا اور اس مسح کے لئے سر کی چوٹی یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اس میں بجائے غسل پاؤں کے موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی پہنچے مٹی کو مونہہ اور ہاتھوں پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤں کو مستثنیٰ کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیت نماز ادا کرنا اور

اس میں خاص خاص صورتیں اور خاص  
خاص افکار اور خاص خاص اوقات اور  
خاص خاص عہد و رکعات اور خاص سمت  
و جہت مقرر کرنا۔

(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب  
آفتاب تک وقت مقرر کرنا بجا بھر تمام سال  
کے مہینوں سے ایک ماہ رمضان اس کے  
واسطے مخصوص کرنا اور اس سے دوسرے  
دن (یعنی غرہ شوال) کا روزہ حرام  
ٹھہرانا۔ اور روزہ توڑ دینے پر کفارہ  
خاص تجویز کرنا۔

(۹) وجوب زکوٰۃ کے لئے ایک عدد  
خاص کو اگر کہ بکریاں جن تو کم سے کم چاس  
ہوں۔ اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم  
پچاس تولہ (مخصوص کرنا۔

(۱۰) حج کے لئے خاص خاص رکان خاص  
مکان خاص زمان خاص خاص دعوات و انکاء  
خاص صورت و لباس معین کرنا۔

(۱۱) وراثت کے باب میں باب کا چہٹا  
حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چہٹا۔ بیٹی کا  
نصف۔ بیٹے کا اس سے گنا۔ صلبی

اولاد سے مرد و عورت دونوں کو وارث بنانا  
نسائی کی اولاد سے عورتوں کو مردوں کے  
ہوتے محروم ٹھہرانا۔ بہن کی اولاد ہوتو  
دونوں فریق کو کرنا۔

(۱۲) ازدواج کے قانون میں باپ کی بیٹی کو حرام  
ٹھہرانا چچا (جو عرفاً و شرعاً باپ کی مثل ہے)  
کی بیٹی کو حلال فرمانا۔ خالہ کو حرام کہنا۔  
خالہ کی بیٹی کو حلال بنانا۔

(۱۳) پرورش کے دستور میں دودھ پلانے  
کی عیساکو دو سال سے محدود کرنا اس  
سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام  
ٹھہرانا۔

و علیٰ ہذا القیاس صدقات تو ان کو ہرم  
سمجھ نہیں سکتے اور اس کے وجہ عقلی  
جس میں جائے سوال باقی رہے۔ بتا  
نہیں سکتے۔

**یہ تو فروعات میں** خوب بط و حصر سے باہر  
ہیں۔ اور ان کی کثرت کے سبب ہر ایک  
کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے۔ ہم بعض  
اصول اسلام کو (جو محصور و محدود ہیں)  
اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان کی

اصلیت حقیقت و صورت و کیفیت کو عقل کے ذریعہ سے بتا نہیں سکتے۔ بلکہ جو کچھ خدا و رسول نے بتایا اس کو ہم ماننا و اعتقاد دانا ہے اور خدا و رسول کی تقلید سے اس کو حق مانتے ہیں۔

## تشکیلات

(۱) خدا تعالیٰ کے دو کوہ ہمزبور کے کہ وہ ہے کچھ نہیں جانتے۔ اور اس ہونے کی صورت و کیفیت خیال میں نہیں لاسکتے۔

جن صفات سے خدا تعالیٰ نے ہم کو اپنا ہونا بتا یا ہے۔ کہ وہ وہ ہے جس آسمان یا آدم علیہ اسلام کو اپنے ماتھے سے پیدا کیا اور وہ عرش پر اور بولتا اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہے ہم ان صفات کو بھی اچھی طرح نہیں سمجھتے اور ان کی صورت و کیفیت کو خیال میں متعین نہیں کر سکتے

اس میں ہم سمجھتے ہیں تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں سمجھتے اور جو سمجھتے ہیں

خدا کو اس کے لائق نہیں جانتے

ہماری عقل اس میں گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی خبر لاتی ہے کہ حکما خطر ہیا لك فالله تعالیٰ منزه عن ذلك یعنی جو تیرے خیال میں آدمی خدا تعالیٰ سے پاک ہے جو خدا تعالیٰ کو ہم عرش پر جانتے ہیں تو ایسا نہیں جانتے جیسے کوئی بادشاہ اپنے تخت یا چوکی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے بلکہ ایسا کچھ جانتے ہیں جیسا اس کی ذات کو لائق ہے۔ اور ہمارے فہم و ادراک سے اس کی صورت و کیفیت خارج ہے

(۲) برزخ کی حالات سے روح کا جسم سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب ثواب کا محمل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہیں تو اس تعلق کی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو کچھ نہیں جانتے اور لوازم حیات و دنیا میں ہم دیکھتے اور سمجھتے ہیں وہ بھی یہاں تجویز نہیں کر سکتے بلکہ اتنا ہے کہتے اور جانتے ہیں کہ روح گوہم سے رگوں کی سی ہی صورت میں چلا جائے آگ ہو جاوے یا پانی ہو جاوے

یہی) اس قسم کا اور اس قدر خشن ہو جاتا ہے جس سے وہ لذت و عذاب کا اور اکل کرکتا ہے اور وہ پورا پورا ہمارا ہی سمجھ میں نہیں آتا۔

(۳) قیامت کے حالات سے مردوں کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدانِ حشر میں حاضر ہونے کو اور دوزخ و بہشت میں رنج و رحمت پانیکو کا فہمِ اسلام مانتے ہیں تو اسکی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہیں جانتے اور جو کچھ شیعہ میں اُس کا بیان آچکا ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی کے قیاس پر اُس میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

اور جب عقل انانی شرع کی بتائی ہوئی بعض اصول و فروع کو سمجھ نہیں سکتے تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتاے کیونکر سمجھ سکتی ہے۔ اور ان پر اعتقاد یا عملی احکام کس طرح لگا سکتے ہیں۔

جو امر کسی کے خواب و خیال میں نہیں آتا اس میں وہ کوئی تجویز کب کر سکتا ہے یہاں اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ ایسی بات کا جڑ سمجھ میں نہ آوے

تجویز کرنا اور اس پر کوئی حکم لگانا محال ہے تو اسکو کیسی تفہیم سے مان لینا کب جائز ہے۔ پھر اہل سلام ایسی باتوں کو تقلید پیغمبرؐ کیوں مانتے ہیں اور ان پر عمل و اعتقاد کیوں رکھتے ہیں بے سوچے بے سمجھے ان باتوں کا مان لینا جائز ہے تو پھر ان میں اور کیا کے اعتقاد و تثلیث میں کیا فرق ہے؟ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ یہ مذہب کی بات ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہئے اور اس میں چون دہرا لٹکنا چاہئے۔

تو جواب اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا جو اسکی سمجھ میں نہ آوے مان لینا واجب ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل میں توقف کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت ہوتا ہے اور کبھی اس کی ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت میں ہے کہ مثلاً وہ درود ذاتِ الجنب میں مبتلا ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

و مہول الکھف ہیں۔ اور تثلیث محبت الوجود  
و معلوم البطالان ہے۔ یعنی وہ باتیں  
گوہنار سی سمجھ میں نہیں آتیں لیکن  
جائزہ اور ہو سکتی معلوم ہوتی ہیں۔  
بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے  
ہیں پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے  
ہیں۔

اس امر کی تفصیل ہم بحث اثبات نبوت  
میں کرینگے اور اصل سوال کے جواب  
کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۳۳ وغیرہ میں  
بھی ہو چکی ہے

ہمارے ہی اس دلیل سوم  
کے تسلیم کرنے اور اسکو اپنے اوپر  
حجت ملزمہ سمجھنے میں معتزلہ وغیرہ  
ہمارے قدیمی مخالفین کو توجائے عذر  
و کلام نہیں اس لئے کہ شریعت کی بعض  
باتوں کے عقل میں نہ آنے سے انکو  
انکار نہیں۔

لیکن شاید صحیح کو مذہب مانے والے  
اس دلیل کو نہ مانیں اور اس کے خلاف میں  
اس بات کو مدعی ہو جاویں شریعت کی

سے توقف ہو اور یہ بات کہتا ہو کہ جب تک  
ہمکی و جہ معقول نہ سمجھ لوں گا اس پر  
عمل نہ کروں گا یہ شخص سید طح اس حکم کی  
عمل سے متوقف رہے گا اور بے نتیجہ  
ملاج کرنا پسند نہ کرے گا تو تھوڑی دیر  
میں ہلاک ہو جاوے گا۔ اس حکیم کی تجویز  
معترض ہونا اور اسکی تعمیل میں توقف  
رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم  
و حکیم نہیں سمجھتا اور آپ علم حکمت میں  
برہے زیادہ مہارت رکھتا ہے  
اسی طرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتوں کا جواب  
سمجھ میں نہ آوے گا لیکن واجب  
ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا  
اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا  
ہے۔ نبی پر اعتراض کرنا اس شخص کا  
کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود  
انصب نبوت رکھتا ہو اور اسکی  
نسبت علوم میں زیادتی کا مدعی ہو  
یہ جواب اس امر کا کہ ایسی باتیں ماننے  
اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے میں کیا فرق  
ہے سو یہ ہے کہ یہ باتیں ممکن الوجود

ہر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہیں اور جو ہماری عقل میں نہ اُسے اسکو شریعت نہیں جانتے۔ اور اُس پر وہ اس بات کو دلیل نہیں دین جو انمیکل سید احمد خان صاحب بہادر حسی ایس آئی نے مضمون کا شنس میں کہی ہو کہ ان عقل کے سبب مکلف ہوا ہے تو بالضرورة جب بات پر وہ مکلف ہو وہ عقل انسانی سے خارج نہیں ہے۔

یہ دلیل قائم کریں کہ عقل اپنی ذاتی قوت سے اور ان بعض احکام سے قاصر و عاجز ہے تو کیا ڈر ہے۔ اسکے ساتھ اسکا رہنما و حاکم قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہر چند ان حضرات کا جواب حصار دل میں اجنبی ہے اسلئے کہ اس امر کی واسطے حصر کو منہ جس کیا گیا ہو لیکن تبعا و اقتضا ہر مقام پر یہاں بھی قبل جواب رہنا نہیں جاتا اور فقہاء اگر اس میں کیا جاتا ہے تو دعویٰ انکاح یہ نہایت و اعتقاد و حقانیت رسالت کے مخالف جو نہایت اسکا ثبوت یہ جو صنف (۱۳۳) وغیرہ میں گذر چکا ہے اور

**دلیل اول** ان اثبات مدعا سے قاصر ہے اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازم نہیں ہے کہ جن بات پر وہ مکلف ہوا ہو وہ اسکے عقل سے خارج نہ ہو۔ اسکا ثبوت نمبر چارم صفحہ (۱۱۴) میں ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد وہ جو پر قائم ہے یعنی جس قانون قدرت کی وجہ پر اس دلیل کی بنیاد ہے ہوا اسکا نام شان نہیں ہے اس کا ذکر نمبر پانچ سے سابقہ میں ہو چکا ہے ہوا ہے اور خاص کہ نمبر ششم کا دوسرا حصہ اسکی بحث میں گذرا ہے

**علاوہ** بران کچھ یہاں تا مذکر اشارت کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات کا عقل میں آجانا ضروری جانتے ہیں اور جو عقل سے خارج ہوا اسکو دین سے خارج سمجھتے ہیں۔ تو ان پر لازم و واجب ہے کہ ان امور کی (جسکو ہم نے مہول اکھنہ یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کتبہ بنا دین اور انکو عقل سے موافق و مطابق کر دکھادیں۔

نہیں تو انکا خارج از دین ہونا ثابت کریں

اور اس کا ثبوت دین کہ یہ باتیں مجھ کو لورین  
نے ان خود بنا دہر سی میں خدا و رسول نے

یہ باتیں ہرگز نہیں بتائیں

سبھی باتوں کی نسبت یہ کام نہ ہو سکے تو  
فقط وجود و صفات خالق و صورت کذا  
نماز کی باب میں کچھ کام کر دکھا دیں اور  
انکی کہندہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر  
میں کیا صفات باری تعالیٰ دیکھنے کے حقیقت  
بیان کریں اور بتا دیں کہ دو کس طرح دیکھتا  
اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا ہوا  
کہا یعنی رکھتا ہے ؟

اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے  
اسکا علم لینے جانا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے  
کے مانند کچھ بھول کچھ صفت ہے۔ پہلے سیکھ  
تباوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور  
وہ کس طرح جانتا ہے اور اسکا علم عین  
اسکی ذات ہے یا اسکی حُب یا کوئی امر اس  
علمیہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع  
موجود ہو رہا ہے۔

ان شقوق سے جس شق کو جواب میں اختیار کریں گے اور یہ کہیں گے کہ اسکا علم عین اس کے

ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ  
کوئی چیز نہیں ہے تو یہ خود محبوب الٰہ کنہ  
امر ہے۔ پہلے اسکو بتلا دیں کہ اسکی ذات  
کیا چیز ہے اور اسکی ائیت و اصلیت  
کیا ہے۔

اس ذات کو کسی دوسرے صفت (مجیدہ) جو  
یا خالقیت سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ  
سوالات اس میں جاری ہوگا۔ جس صفت کا  
نام لینگے۔ ہم اس کی نسبت کہینگے کہ یہ صفت  
بھی مہول کچھ ہے۔ پہلے اس کو بتا دیں اور  
اسکے حقیقت بیان کریں۔

مثلاً وجود کی نسبت ہم یہ سوال کہیں گے کہ خدا کا وجود کس طرح کا ہے اور کیا اہلیت رکھتا ہے انسان کس طرح ہے۔ یا آسمان کی مانند۔ پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مثل۔ بہتات کو ہم فلسفی اصطلاح پر یون پوچھیں گے کہ وجود بمعنی مصدر و انتزاعی (جس کو ہندوین میں ہونا کہتے ہیں اور فارسی میں ہستی) تو کچھ اہلیت و تحصیل نہیں رکھتا تا نفع و انتزاع و انتزاع متزع کے ہوتا ہے۔ وجود باری مجسے منشا آثار خارجہ یا مجسے

(۳) جنگجو  
 وہ پیر و بزرگ و سچے  
 کیون کہ لڑائی میں  
 جادو کا کھیل کھیلے  
 تجلیا۔ یہی ہیں جو زبان  
 تلخ لہجے و دھندلے  
 کلمے و بدبو و خوراک  
 کوئی کھیلے کہ اس کی  
 توجہ جانے ہو جو اس  
 شہرت کے لئے جس  
 خانہ خالی کو در حال  
 نہیں ڈر رہا ہے

ماہ الوجودیتہ تبارا اور اسکے انیت و صلیت  
ظاہر کرو۔

**اور خالق ہونیک کی نسبت کہیں گے**

کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت و حقیقت ہمارے  
علم و مشاہدہ میں ہر لحاظ سے واسطے مادہ  
و آلات و زمان و مکان وغیرہ اشیاء کا  
ہونا ضروری ہے اور بدو ان کے اسکا وجود  
ناممکن (وہ تو اس خداوند کی خالق ہونے  
میں متصور نہیں پہ وہ خالق ہے تو سطح  
پر ہے اور اسکے بنانے کی کیفیت و صورت  
و حقیقت کیا ہے

آخر کیا تو لاچار ہو کر یہ اقرار کرینگے کہ اسکے  
دیکھنے کی حقیقت ہم نہیں جانتے اور اسکے  
علم کی حقیقت بھی نہیں پہچانتے اسکا ذات  
کی کہ نہ بھی نہیں سمجھتے اسکے وجود کو بھی  
کچھ بتا نہیں سکتے۔ ان صفتوں کو انہی  
لازم سے پہچانتے ہیں۔ اصل حقائق کو بھول  
اکٹھ مانتے ہیں۔ اسمین ہماری بات کی تسلیم  
و تصدیق کرینگے۔ اور کیا وجود ذات و علم  
و رویت و خالقیت خدا سے انکار کرینگے  
اور اسلام سے ماتھ و بہو بیہین کے۔

**و منجملہ مسیات و ادواب و اذکار نماز**

اہیت سجود کی وجہ بیان کریں کہ اسمین سکر  
پنچا در قعد کو اوپر کرنا کیوں تجویز ہوا۔ سجا  
اسکے وہ سجدہ جو عیسائے گزشتہ کی کسی پر بیٹھی بیٹھی  
مینر پر پیشانی لگا دیتے ہیں کیوں تجویز نہوا۔  
اور اسمین لفظ سبحان ہر جی اسلا علی  
نے کیا تصور کیا۔ اور قرآن پڑھنا یہاں کیوں  
ممنوع ٹھہرا۔ اسمین جو وجوہات نکالینگے  
وہ اسی قسم کے سوالات کا رموز دہن گچ۔

آخر لاچار ہو کر کیا تو ہماری بات کو مانیں گے  
اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار و ہیات  
کی وجہ ہم نہیں جانتے اور انکو علیحدہ جانی  
دیکھیم یا نبی (محمد رسول اللہ صلعم) کے  
کہنے سے مان رہے ہیں یا یہ کہہ اٹھینگے  
کہ یہ خصوصیات و ہیات اصل اسلام و حقیقت  
عبادت سرخارج ہیں جو مولوی لوگوں نے  
از خود نکال کر دین میں داخل کر دی ہیں۔  
خدا کو جسطح کو چاہے یاد کرے۔ تو نبی  
اذکار سے۔ یا شاستری ہنجون سے۔  
راؤ مانکن رہ کر یہ مسلمان بنکر دھوتی تیلون  
پہنکر نگے میں زنا رڈا کر ماتھی پر تلک



لگا کر۔ یا شرعی صورت و لباس میں اگر مسجد  
میں بیٹھ کر یا شو الی اور گرجا میں جا کر۔ یہ کھینکے  
تو بھی سلام سے ماتھے دھو بیٹھیں گے۔ آئندہ  
ہر کسے مصلحت خویش بخوبی داند

### تنبیہ

کوئی صاحبانِ سوہ کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا  
چاہیں تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھیں کہ جو عقل  
بیان کریں اس میں نقل و تقلید نبوت کو دخل نہیں  
اور صاحبانِ تصانیف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ  
تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید کریں  
اسرارِ احکام شریعت میں جو ان حضرات بیان کیا ہے  
وہ ایسا عقلی بیان نہیں ہے جس میں نقل و تسلیم نبوت

کا دخل نہ ہو۔ ایسا عقلی نہیں جس میں چون چڑا  
عقل کو گنجائش نہ ہو  
ان لوگوں نے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہیں عقل  
کو نقل کی تائید کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں نے  
مانے و احتجاج کر نیکے لائق نہیں جو عقل کو  
مستقل عالم جانتے ہیں۔ اور بدین شہادت  
عقل نقل کی کوئی بات نہیں مانتے۔

### تمثیل

میں اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرنا ہوں  
اور جو یہ لڑنیاں ہے وہ لوگوں کو  
سمجھاتا ہوں۔

### حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فی حجبہ اللہ النعمین برائے کائنات فرمایا

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس مطلق (بارگاہ الہی) میں  
اچک کر لیا جاتا ہے اور وہ اس درگاہ میں پوری طرح  
مل جاتا ہے اور اس پر ان سے مقدس تجلیات نازل  
ہوتے ہیں جن کا اس کے نفس پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ وہ  
وہ کچھ دیکھتا ہے جس کے بیان پر زبان کو قدرت  
نہیں ہے۔ پہر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسیت)  
میں پہنچا جاتا ہے۔ تو وہ ان اس کو چین نہیں آتا۔  
پس ایسی حالت پیدا کرنے میں (جو عالم عقلی کی حالت)

اعلم ان الانسان قد يختطف  
الى الحظيرة المقدسة فيلصق  
بجباب الله تعالى ثم يلصق  
وتنزل عليه من هنالك التجليات  
المقدسة فتغلب على النفس و  
يتشاهد هنالك ما لا يقدر  
الانسان على وصفه ثم يرد الى حيث  
كان فلا يقرب به القرار فيعالج

سفر حجۃ الوداع

استغراق النفس في مغرقة بارئها  
ويتخذها شركا لا قتناص ما فاته  
منها وذلك الحالة هي التقطير الخضوع  
والمناجات في ضمن الحال واخوال انبت  
لذلك وتيلو رجل سمع المخد الصا  
يدعوه الى هذه الحالة ويرغبها  
فصدقه بشهادة قلبه ففعل ووجد  
وعده حقا وارتقى الى ما يرجو  
ثم يتلو رجل الحجة الانبياء الى  
الصلوات وهو لا يعلم بمنزلة الولد  
يحبس ولياءه على تعليم الصناعات  
النافعة وهم كارهون

واصل الصلوة لئلا يشياء -

ان يخضع القلب عند ملاحظة

جلال الله وعظمته ويعبر اللسان

عن تلك العظمة وذلك الخضوع

استغراق سے جو ہو خدا کی معرفت میں حاصل ہوتا ہو  
قریب ہو۔ ماتھ پاؤں مارتا ہے اور وہ اس حالت کے  
(جو اسے فوت ہوئی) شکا کر نیکے لئے اس حالت میں  
کو دم بناتا ہو وہ حالت تقطیر میں بخور و مناجات کا نام ہے  
جو بضمن اذنی سلوان ورتو لو کٹے پائی جاتی ہے  
جو اس حالت کے مقرر رکھی گئی ہیں ایسے شخص کے  
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہو جو بخبر صادق  
کی (جو اس مقدس حالت کی طرف بلاوے اور اسکے  
رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہو اور سکوداں کی تہا  
سے سج جانتا ہو پس جو کچھ وہ کہتا ہے سو کرتا ہے  
اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کی نظر  
جسکا امیدار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے  
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت  
کو نہیں جانتا انڈیا اسکولاس حالت کے فعلو نیر (جو نماز  
سے عبارت ہو) مجبور کرتے ہیں جیسے مان بال بنی  
اولاد کو نافع ہنر و صناعتوں کے سکھانے پر مجبور  
کرتے ہیں اور وہ اسکو برا جانتے ہیں۔

نماز کی تین اصول ہیں۔ بوقت ملاحظہ

عظمت و جلالت خداوندی و اکل عاجز ہونا۔

خدا کی عظمت اور اپنی دل کی عاجزی فصیح عبارت بیان

ماتھ پاؤں وغیرہ جو اس کو اس عاجزی کے موافق

عبارة وان يود الجوارح حسب  
ذلك الخضع قال القائل شعر  
اذا تكلنما بنى ثلثة بيلك ولسا وليم  
من الافعال التنظيمية يقوم بين يديه  
مناجيا وبقبل عليه واجها واشد من  
ذلك ان يستشعر ذلك وغرة ذنبه  
راسه اذ من الامر المجهول وقاطبة  
البشر والبهايم ان رفع العنق الى الجنة  
والتكبر وتكيسه الخضع والاختبا  
وهو قوله تعالى فطعت اعناقهم  
لها خاضعين

واشد من ذلك ان يعفر وجهه الذي  
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه  
بين يديه فذلك التعظيمات لثلاث  
الفعليته شائعة في طوائف البشر  
لا يزالون يفعلونها في صلواتهم  
عند ملوكهم وامرائهم واحسن الصلوة  
ما كان جامعاً بين الاوضاع الثلاثة  
مترقياً من الالاف الى الاعلى التحصيل  
في استشعار الخضع والدنال في  
الترقي من الالاف الى الاعلى افراد

مؤوب رکھنا۔ چنانچہ کسی شاعر نے اپنی محسن کی بوج  
میں کہا ہے۔ تمہاری نعمتوں نے میری تینوں چیزوں کو  
لے لیا۔ ماتھہ کو اور زبان کو اور اس گل کو جو پہاڑ ہے  
وتمجید تعظیمی فعل کو بخیرہ امر ہے کہ خدا کے سامنے مناجات  
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دکھو اسکے سامنے رکھے  
اس سے بڑھ کر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت  
کو سوچ کر پس سرنگون ہو جائے یہ سب انسانوں اور  
اور جانوروں میں جلی امر ہے کہ گردن اٹھا پتھر کی نشانی  
ہے اور سنہ جھکا نا عاجزی اور فروتنی۔ اسی بنا پر  
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھیں تو انکی گردنیں اٹکے  
آگے ذلیل رہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ امر ہے کہ وہ اس میں نہ کو حوام  
اعضا سے شرف ہے اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک  
میں ملاؤ۔ یہ تینوں فعلی تعظیمیں انسان کو تمام مرتبوں  
میں مروج ہیں وہ ہمیشہ اپنی بادشاہوں اور امراؤں کو  
بامنہ اور اپنی عبادتوں میں ہی کام کرتے ہیں۔  
نماز میں اچھی وہ نماز ہے جو تینوں مراتب تعظیم کے  
جامع ہو اور اس میں ان سے اعلیٰ کی طرف ترقی  
ہو تاکہ انسان کو اپنی خضوع و عاجزی کے سہ چہ  
سمجھنے میں ترقی پیدا ہو اور ترقی میں وہ فائدہ  
ہے جو نہ فقط اعلیٰ درجہ کی تعظیم میں فائدہ ہے

الاصحی ولا فی الاخط طمن الا علی  
الی الادی وانما جعلت الصلوة دین  
الفکر فی عظیمۃ اللہ ودون الذکر الدائم  
لان الفکر الصیح فیہ لا یثاب الا قوم علیہ  
نفوسہم قلیل ما ہو وسو اولئک لو خاضوا  
قیدہ بلد واد بطول اس ما لعم فضلہ  
فائدہ اخری الذکر ہدایت ان بشیرہ  
عمل تعظیمی علیہ بحوارہ یعنی ادبہ  
خالئہ عن الفائدۃ فی حق الاثرین اما  
فہی المبحون المركب من الفکر المصرد  
عظمۃ اللہ بالقصد لکن والافتات السعی  
المتانی فکل واحد لا یحصر الاستعداد  
المخوض فی حجة الشہوان یغوض بل ذلک  
منہ لہ اتمہ تبتدین من الادعیۃ المبدیۃ لخالص  
عملہ اللہ ولو جہت بجمہ تلقاء اللہ وقصر الاستعداد  
فی اللہ ومن افعال تعظیمیہ کا السبح والکرم  
فیصیر کل واحد عضدا لآخر ومکمل للمنتعلیہ  
فصارت نافذہ لعمادہ الناس خاصۃ تہر باقوی  
الا تیکون کل انسا مہما استوجب اصل استعدادہ

نہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر ادنیٰ درجہ کی تعظیم کر دین  
وہ فائدہ

اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا۔ فکر اور ہمیشہ  
کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹھہرایا۔ اسلئے کہ فکر صحیح  
تو سب ان لوگوں کے جنکے نفوس عالی ہین ہوں ہین  
سکتا۔ اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انہی سوا اور لوگ  
اسین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کہو  
بیٹھین۔ اور ذکر سوا اسے کہ کوئی تعظیمی  
فعل تھا پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز  
ہوتی ہے جو بہت لوگوں کو حق میں فائدہ سے خالی  
ہوتی ہے اور نماز ایسے عجوبہ مرکب ہر جسمین فکر بھی  
ہوتا ہے جو قصد التفات سے خدا کی عظمت میں ہر ایک شخص  
گنا سکتا ہے جسکو اس فکر میں غوطہ لگانا نیکی استعدا ہو اسکو  
اس نماز میں کوئی مانع نہیں ہے بلکہ نماز اسکو بہتر  
خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس میں دعا میں رہنی  
ذکر بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص و موند کو خدا  
کی طرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان  
ہین۔ اور اس میں فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع  
وسجود۔ ان میں ہر ایک دو سے کہ مؤد و مکمل ہوتا ہے  
پس نماز ہر ایک کے لئے عام ہوں یا خواص ہوتے  
اور تریاق قومی تاثیر ٹھہری۔ تاکہ ہر ایک کو اس سے

وہ فائدہ پہنچے جو اسکی استعداد تھا ضائع کرے۔

اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہدایت میں کہتا ہے کہ جن صورتوں کا نام ازین حکم ہوا ہے انکا مدار و مرجع کئی معنی ہیں۔ از انجملہ عاجز سے ثابت کرنا اور ماتحت یا کوئی ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوچنا جو رعایا کو شاہ کے پاس نص کر کے وقت پیش آتی ہے یعنی بہت اور دہشت اور دونوں قد موٹو ملائی رکھنا اور دہشت کو بائیں پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نہ کرنا از انجملہ اپنے ذکر کو اور بات کو کہ اس نے خدا کو سب چیزوں سے چن لیا ہے اپنی آنکھوں اور دماغ سے بیان کرنا جیسے دل میں سمجھتا ہے اور زبان سے کہتا ہے جیسے دماغ ہاتھ کا اٹھانا اور انجیات میں انکلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید اور انجملہ یہ کہ صورت و قار و بہترین عادات کو اختیار کرنا اور نیک اور ایسی صورت جسے کمزور عقل پسند نہ کریں بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چنچ مارنا یا کبھی کیطیح بیٹھنا یا درندوں کیطیح پاؤں کو بچھنا

از انجملہ یہ کہ عبادت طاعت و نرمی سے ہو۔ جیسے طبع استراحت کرنا۔ اور قعدہ ولی میں دامنا پاؤں کھڑے کر بائیں پر بیٹھنا کیونکہ اس میں قیام کے لئے سہولت ہے اور دوسرے قعدہ میں ران پر بیٹھنا اس کے لئے سہولت

وقال فی بیان امر ما ذکرنا الصلوٰۃ و  
المندوبۃ الیہا والہیات المندوبۃ لہا  
معانہا تحقیق الخ ص ۱۸۷  
والتذیۃ للنفس علی مثل الحالۃ الی حدیثی  
السوۃ عند مناجاة الملک من اللہ و  
الدھش کصف القدامین وضع الیمنی علی الیسر  
وقصر النظر وتزلزل الالفاظ  
ومنها محاکاة ذکر اللہ وابتداء علی سواہ  
باصابعہ یلحد و ما یقلع بجانہ و یقول  
لبسانہ کفر ینیدین والاشارة بالمتبعۃ  
بعض الامر معاضد البعض

ومنها اختیار ہدایات الوقار و محسن  
العادات والاحتراز عن الطیش والعیسا  
التي ینحھا اهل المرء و ینسبونھا الی غیرہ  
العقول کمقر الدیك اثناء اکلک واجتناب  
ومنها ان تجن الطاعة بھا ذینہ و سکون  
وعلی سبل جلستہ الاستراخۃ و نصب  
الیسر فی القعدۃ الاولۃ نہ اسیر لقیامہ والفقہ  
علی لورک فی الثانیۃ لانه اکثر راحة

یا زور کی طاعت میں عبادت کیطیح بیٹھنا

امام زیادہ ہے۔

اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہیں از انجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجز نہ رہے کہ لٹی خبر دار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہو رہا ہے۔ جیسے رکوع و سجود کے اذکار میں از انجملہ یہ کہ وہ پکار کر ہو تاکہ مقتدر ہی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف رجوع کرنا جان جائیں جیسے تخیلات انتقال میں۔ از انجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نہ رہے جیسے تخیلات انتقال و اذکار رفوع و جلسہ میں۔

اور اس سے تہوڑا سا پہلے کہا ہے کہ اذکار میں تہجیز چاہئے اس میں انجلی براگندگی سے جمعیت اور انجلی و کوٹھو تا بیع کرنا۔ اور اس سے دور رکھنا کہ ہر اکابر فطر جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا بُرا) چاہے یا رکعات کو خاص خاص عدد پر تقسیم کرنا سو انبیاء رسا بقیہ کی روش و طریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار میں مذکور ہے کہ امام حضرت شاہ ولی اللہ باختصار تمام ہوا

یہ کلام باباغت نظام بلا ریب قابل تسلیم و اعتقاد ہے۔ اور اس پر اعتبار و اعتماد ہے اس میں وجوہات عقلیہ نامذکور کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان و یقین و ایمان ہو سکتا ہو۔ ہم نے اسلوا سطر ان وجوہات کو تفصیل نقل کیا ہے کہ مقتضی اسلام مسلمان سلام کی خوبی پہچانیں و تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھ لیں۔ و لیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہیں جنہیں نقل و تقلید صاحب شریعت کا دخل نہ ہو۔ ایسے قطعی

واما الاذکار فترجم المعانی منها ایقار النفس لم تنسب للخصوع الذی وضع له الفعل کا اذکار المرکوع والسجود۔ ومنها الحجۃ کہ اللہ لیکن تنبیہا للقوم بانقال الامام رکن الی رکن کا التبدلات عند کل خفض و رفع ومنها ان لا یخلوا حالۃ فی الصلوۃ من ذکر کا التبدلات و اذکار القومۃ والجلسۃ

وقال قُبیلہ۔ اما الاذکار فلا یامین توقیۃ ایضا فان التوقیۃ اسم للشدائم واطوع وایحکم وایعد من ان یدخل کل احد المعانی فیہ رایۃ حسنات کان وبقیہا۔ واما توزیع الرکعات علی الاعمال فمذنبی علی انہ الا نبیاء السدانہ علی ما یدکر فی الاخبار انہی کلامہ مختصرا

نہیں جنہیں جو عقل کی جگہ باقی رہی ہو  
بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو عقل تقلید  
شرعیہ سے متضاد ہیں) موقوف ہو اور سوالات  
عقل کو ہنسوزا سمین گنجائش ہے

### وہ امور یہ ہیں

(۱) حالت قریب حاصل کرنے کے لئے چند اقوال  
و افعال کو مقرر کرنا

(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص  
سے مخصوص کرنا

(۳) ان الفاظ کے لئے خاص حاصل مقرر کرنا  
(۴) ان الفاظ کو لکھو خاص منقہ جہاں اخراج ہو  
(۵) ان افعال کے اعداد و اتباع انبیاء و ائمہ

پر چھوڑنا

### وہ سوالات اس قسم کی ہوتی ہیں

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سے کیوں مقرر کیا گیا  
اس سے بہتر یا اسکی شکل کوئی اور لفظ نہ تھا

(۲) ان اذکار کو ان باریع سے کیوں مخصوص کیا  
اذکار کو عہدہ میں کیوں جائز نہ ہو کر اور اذکار

سجود کو عہدہ میں کیوں تجویز نہ کی گئی  
(۳) بعض اذکار کو ہر سے اور بعض کو انھار سے

کیوں مخصوص کیا۔ التحیات کو جہاں اڑھنا کیوں

تجویز نہ ہوا اور سورہ فاتحہ کو سر اڑھنا کیوں نہ  
(۴) چہرہ کو خاک میں ملانا تعظیم سے تو ہٹو رہا  
منہ جھکا کر زمین سے خاک اٹھا کر چہرہ کو مل لینا  
بجائے سجود کیوں تجویز نہ ہوا۔ اور فرش لغین پر  
سجدہ کرنا چاہا وہ مقصود حاصل نہیں ہوتا کیوں

جائز نہ

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان میں دخل نہ  
اور ان سوالات عقل کا یہاں موقع ہے تو اس  
بیان کو بخیر ان لوگوں کے جو عقل کو تابع نقل  
سمجھتے ہیں اور انہیں کہ بعض ان کو بخیر سمجھتے  
بھی ان لیتے ہیں کون ان کو انہیں نقل کو  
بشرط مطابقت عقل ماننے والا اس کے کیا دوازیہ

کہ کتنا ہی بیان کیا سوال وار دہوتا ہے

جو بادی النظر میں سخت مشکل دکھائی دیتا ہے  
وہ یہ کہ یہ سائل اگر بدون پابندی نقلی تقلید

صاحب شریعت سمجھ میں نہیں آتے اور سبب  
عقلی وجوہات کسی سے ہیں نہیں سکتے۔ تو ہم

مذہب اسلام کی خوبی ہنسود یا عیسایہ کو  
جو ہمارے مذہب صاحب ہر کے مقلد و معتقد

نہو گئے کیونکر سمجھا دینگے اور انکو اسلام پر  
کیونکر بلا دینگے

اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ہم بہت مسائل اسلام

کی وجوہات عقلی سمجھ نہیں سکتے، لیکن ان سے

بڑے مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہیں

اور اچھے طور پر بیان کر سکتے ہیں چنانچہ اسکے

تشریح ہم صدر تقریر میں کر چکے ہیں

پس جب ہم کسی مخالف و منکر اسلام کو سلام

یکطرفہ بلا دیتے۔ اور محاسن اسلام اسکو سمجھا دیتے

تو اسکے سامنے مسائل نماز روزہ و وضو و غسل

و تیمم جو پورے پورے ہمارے ہی سمجھ میں نہیں آتے

پیش نہایت تھے۔

بلکہ انکو وہ مسائل اصول و فروع جنکو ہم خوب سمجھتے

ہیں اور انکی وجوہات عقلی بیان کر سکتے ہیں

بتا دیتے اور انکے ذریعہ سے اسلام کی عقلی

انہر ظاہر کر دیتے۔

اور جب وہ اہل عقول المعنی معلوم الوجہات کے ذریعہ

سے حسنِ حقانیت اسلام کو مان جا دیتے تو ان

مسائل کو جو عقل میں نہیں آتے وہ خود تسلیم کر لیتے

اور انکے جس کہنے دین اسلام بلکہ عقل و ذہن

کے نام کو انہر عدم تحقیقاً اختیار کیا ہے وہ اس

سے بڑھ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ ایسا کوئی نہیں

جس نے کسی نہ کسی کل اصول و فروع پر طعن کرنا شروع کیا ہے

داخل نہ کر سکی تھی جس سے ہی بات کو جو عقل کے

مطابق کر لیا ہو۔

پس جو بات کسی نے منہ جھٹکے سے نہائی ہو اور نہ تو

وہ ہم سے کون طلب کر سکتا ہے۔ اور جب بات سے

اسکا ذہن خراب ہو اس اسلام پر لازم کرنا کہ

اس امر کے زیادہ توضیح بحث ثبوت ثابت میں

ہو گئے انرا استدعا

اس بیان سے یہ سچ کو نہ سب بنالے والوں کے

اعذار و لائل کا جواب پورا ہوا۔ اور یہ سچو بلے

ثابت ہوا کہ شریعت کی بعض باتوں کا عقائد پر

واجب تسلیم ہے نہ اس سے ہمارے خود بخود عقلی

(معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ سچ کو

نہایت ذہنی والوں کو انکار کی گنجائش ہے

یا بحکمہ ہمارے دلیل سیوم باتفاق کل صحیح مسلم

ہے یا یون کہنے کہ بالاتفاق مسلم ہوئے

لائق ہے

وباللہ التوفیق

باقی آئندہ



## تمتہ بحث کا شناسیہ فیضیہ سوال وجہ

سوال اگر وجود قانون قدرت علاوہ از قرار و عقل  
تہا رہی نزدیك شخص مقرر نہین تو پھر یہ سبب  
عقل جو اس کو خطاب سے بچا دے اور اس کے بچا  
ہوئے باتوخی صحت و تم کا معیار ہو سکے تہا  
نزدیک کیا جیتے؟

جواب وہ نبی ہر جو عقل کے لئے بمنہ حلیہ  
ہے جو اندہیری کو ٹھہری میں آنکھ کی رہنمائی  
کرتا ہے۔

سوال اس نبی کی سچائی اور رہنمائی پر کیا  
دلیل ہے اور اس کی تصدیق کے کیا صورت ہے؟  
جواب ہمارے عقل ہی اس کی مادی ہونے  
پر دلیل ہے اور اس کی تعلیمات کا عقل کے موافق  
ہونا اور اس نقص سے (جس نے عقل کو بے اعتبار  
کر دیا ہے) خالی ہونا اس کی تصدیق کرتا ہے

سوال جب تم عقل کو صداقت نبی پر دلیل  
ٹھہرایا تو پھر تمہاری عقل اس لئے موقوف  
یا دور (جو تم نے مخاطب پر وار کیا تھا) وارڈ  
تقریر لازم تناقض یہ کہ پہلے تم نے

عقل کو ادراک احکام میں بے اعتبار بنایا ہے  
پہر نبی کی سچائی و رہنمائی کے میں (جو منجملہ  
احکام ہے) اسی کا اعتبار کیا۔  
تقریر لازم دو دیکھ عقل کو ہدایت نبی کا  
محتاج ٹھہرایا۔ اور نبی کا مادی ہونا تسلیم  
و تجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب جبکہ میں نے عقل کو بے اعتبار  
ٹھہرایا ہے۔ اسی میں عینہ اس کا اعتبار نہین  
کیا۔ پس تناقض (جس میں حدت ثانیہ وحدت  
محل وحدت مشروط وحدت فرد کل وغیرہ کا ہونا  
شرط ہے) کہاں متحقق ہوا۔ اس کی بے اعتباری  
تو جملہ احکام کے ادراک میں ٹھہرایا گئی ہے۔  
اور معتبر ہی فقط ایک حکم تصدیق نبوت میں  
مسلم ہوئی ہے۔ اور اس میں آئین کچھ ناقص  
و اختلاف نہین۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کی کل  
سے کسی حکم کی نفی ہو اور اس کی حسیہ وین  
اسکا اثبات

تمثیلات  
منطقی تمثیل

(۱) اصدق قولنا انہی لیس باسودا کل

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضہ  
یعنی ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ  
نہیں ہوتا یعنی اسکا جسم سبک سیاح  
نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اسکے دانت و ناخن سفید  
ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا  
ہوتا ہے یعنی اسولے دانت وغیرہ کے اسکا  
بدن سیاہ ہوتا ہے

### عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلاں شخص منطق یافتہ  
یا حساب نہیں جانتا۔ یعنی اسکے جملہ مسائل  
سے واقف نہیں اسلئے وہ ان علوم میں  
اعتبار رکھنے کے لائق نہیں۔ اور یہ بھی سچ  
ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنی  
بعض مسائل سے واقف ہو اسلئے انہیں اسکا  
قول مستحب

(۳) یہ چہرہ کاٹ نہیں سکتے (یعنی لومہ کو)  
سچ ہے۔ اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کانٹا سکتی  
ہے (یعنی قلم کو) نیز سچ ہے

اب یہی عینہ ہنر عقل کے اعتبار سے بے اعتباری  
میں کیا ہو۔ جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے  
بلا استقلال جان لینے میں اسکو بے اعتبار

تہیہ کیا ہے اور خاکہ تصدیق یا اسکے بعض  
تعلیمات کے امتحان میں اسکا اعتبار کیا ہے  
پہلے سمین تناقض کہاں پایا جاتا ہے  
اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور ہو  
اٹھ سکتا ہو اور اس میں یوں کہا جاسکتا ہو۔  
کہ عقل ہدایت نبی کے محتاج ہو تو تمام احکام  
کے جاننے میں محتاج ہے۔ اور نبی کو عقل  
کی طرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات  
میں ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت  
جاننے میں ہے جن سے وہ نبی کو نبی مان لے  
اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے بچا سکو  
اپنی تجویزات میں پیش آتا ہو (یعنی غور و نظر)  
خالی جائزہ اسکو متی جان لے۔ اور کسی چیز  
کا ایک بات میں کیسا محتاج ہونا اور دوسرے  
بات میں اسکا اسی کی طرف حاجت مند ہونا جائز  
و ممکن ہے۔

### تمثیلات

#### فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بگاڑ اور وجود میں صورت  
کا محتاج ہے۔ اور صورت اپنی شکل میں ہیولے  
کی محتاج۔

## عام فہم مثل

(۲) دور بین اور آنکھ ایک دوسرے کو محتاج میں  
آنکھ نہ ہو تو دور بین کام نہیں آتی۔ دور بین کے  
سواے دور کی چیز کو آنکھ دیکھ نہیں سکتے  
دور بین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت  
رہیت کے اظہار میں آنکھ کے محتاج ہے۔

اور آنکھ دور کے مشاہدہ و رویت میں  
دور بین کے محتاج

آنکھ دور بین کو ان چیزوں پر جبکو وہ خود دیکھ  
سکتے ہے نگاہ اسکی قوت و صداقت کا امتحان  
کرتے ہیں۔ یہاں چیزوں کے مشاہدہ میں جبکہ  
رویت سے غور عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت  
سے اُن تک پہنچ نہیں سکتی دور بین کے  
محتاج اور مقصد اور اس پر متعہ ہو جاتی ہے۔

(۳) آنکھ اور پسین بھی پسین ہی نسبت  
میں آنکھ نہ ہو تو چراغ کسی کام نہیں آتا۔ چراغ  
کے سواے اندیسری کو ٹھہری میں آنکھ  
بے کام نہیں نکلتا آنکھ چراغ کی روشنی  
کا مشاہدہ تجربہ کر کے اسکا رہنما ہونا ثابت  
کرتے ہیں۔ یہ چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے  
یہی نسبت بعینہا منہ عقل اور نبی میں تجویز

کے ہے۔ اور ایک دوسرے کی طرف اسی  
قسم کے حاجت مسلم رکھی ہے  
نبی نہ تو عقل سے ہم اُن اخلاق یا احکام  
کے رجوع ثواب و عذاب اخروی اور رضایا عتاب  
الہی کے متعلق میں دریافت کر نیکا کام نہیں  
لے سکتے۔

عقل نہ تو نبی کا نبی اور نہ نبی ہونا پہچان نہیں  
سکتے۔ عقل کے ذریعہ سے منہ نبی کو سچا  
جانا۔ اور اسکی تباہی ہوئی۔ دس۔ بیس  
سو دو سو ہزار دو ہزار با تو نکاح حق و نفیس  
الامر کے مطابق ہونا پہچان سکو رہنما  
جان لیا۔ یہ عقل کو ان اخلاق کے جاننے  
میں (جبکو وہ پہنچ نہیں سکتے اور اگر پہنچتی  
ہے تو شبہ و اختلاف میں رہتی ہے)  
اسکا محتاج قرار دیا۔ پس اس میں دور کہاں رہتا  
یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناقب اختیار نہیں  
کر سکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض زدوم  
اور تناقض وہ اپنی تعریف سے اٹھانہیں  
اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قابل نہیں  
اور اس بات کے متعہ نہیں کہ بعض باتوں کے  
اور اک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے میں پیچیدگی کے محتاج و متعلقہ  
بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استثناء دہی کا  
محتاج فرماتے ہیں دیکھئے علی العموم نبی کی  
ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر  
موقوف ٹھہرتے ہیں۔ پس وہ اس عموم  
کی جانچ میں اعتبار کرنے سے وہ بات  
نہیں کہہ سکتے

سوال ان تقریروں سے اعتراض تراویض  
و دور تو بے شک اٹھ گیا و لیکن اس کیسے  
اور اعتراض جو اس اعتراض سے بڑھ کر ہے  
پیدا ہو گیا

وہ یہ کہ عقل کو تنہا نبی سے وہ نسبت دی  
ہے جو ان کے منطقی یا محاسب کو ایک بڑے  
منطقی یا محاسب دان سے ہوتی ہے۔ یا انہیں  
کو دور بین یا چراغ سے حاصل ہے۔ جس سے  
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمائی  
پیچیدگی بھی ادراک احکام کر سکتے ہیں جیسے  
انہیں بدون معاونت دور بین بعض اشیاء  
کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ بات تنہا صراحتہ  
ہی کہہ دی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی  
بعض تعلیمات کی سچائی عقل نبی ذاتی قوت

سے پہچان سکتے ہیں اور یہ بات تمہارے  
اصل مذہب کے (کہ عقل بدون رہنمائی پیچیدگی  
اور اک احکام میں استقلال نہیں رکھتی  
اور حسن قبح اشیاء عقلی نہیں ہے) مخالف  
ہے

جواب یہ اعتراض اس خیال میں آئیگا جو  
ہمارے کلام کا مطلب نہ پائیگا۔ عقل کو آنکھ  
کے ساتھ تشبیہ و نیچر سے یہ لازم نہیں آتا  
کہ جن باتوں کو نبی سے خصوصیت (یعنی ادراک  
احکام حلال و حرام متعلق ثواب و عذاب و جہنم  
و رضا و عتاب الہی) عقل کو جان لے جیسا کہ  
آنکھ کو یہ لازم نہیں ہے کہ جن چیزوں کو  
دیکھنا دور بین سے مخصوص ہے (یعنی  
دور کے چیزوں کو دیکھنا) انکو آنکھ دور سے  
دیکھ لے۔ مان اگر اس تشبیہ عقل کا  
بعض چیزوں کو خود جان لینا لازم آتا ہو  
تو وہ انہیں چیزوں سے مخصوص ہے  
جو ادراک عقل کے لائق ہیں (یعنی ادراک  
حسن و قبح معنی صفت کمال یا نقصان و کمزوری  
مناسب یا مخالف طبع) جیسا کہ آنکھ کے  
لئے ان چیزوں کو جو طاق حسیہ سے دیکھا

ویتی ہیں دروور بین کے محتاج نہیں اور چھنا  
لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اس کے  
بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان  
سکتے ہیں سو ہی اس بات کو منافی نہیں اور ہمارا اصل  
مذہب کے مخالف ہیں جو ان چیزوں کا منہ عقل سے  
پہچانا تجویز کیا ہے تو بعد درود و شرع و ہنگام  
پہنچنے کے کیا ہے۔ یعنی یہ کہا ہے کہ پہنچنے پر پہنچ  
ہدایت عالم میں روشن ہوا اور اسکی بعض  
تعلیمات نے (جو ہمارے عقل میں آتی ہیں) ظہور  
کیا تو ہمارے عقل نے اپنی ذاتی قوت سے  
جو غمخیز لہجہ کے سمجھنے کے اسکی نورانیت  
کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کو حقانیت کی پہچان  
لیا۔ پس سمجھنے عقل کا بالاستقلال حکم  
کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل درود  
شرع و بعثت انبیاء پہچان لینا کہاں لازم  
ہو گیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف  
کس طرح ہوا۔

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت و دعوت  
نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل  
سے جان لینے کے مدعی ہوتے۔ اور

کسی ایسے پہاڑ کے (جہاں دعوت نبی نہیں  
پہنچے) باشندگان کا ان چیزوں کو عقل  
سے جان لینا تجویز کرتے۔

اس امر کا تو ہمارے کلام میں اشارہ ہی پایا  
نہیں جاتا یہ وہ اعتراض اسکی طرف کس طرح  
متوجہ ہو سکتا ہے

اسی قسم کا یہاں ایک اور سوال (۵)  
ہے جس نے اہل مذہب پہنچ کر وہ کہہ دیں  
ڈال رکھا ہے وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی  
کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام سے) اپنی  
ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی  
بہاری مہم کو فسخ کر لیا تو پہر وہ احکام  
شرعیہ علیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہیں  
اور اس سے وہ نسبت رکھتے ہیں جو ہنگام  
پہاڑ سے رکھتا ہے) کیوں پہچان نہیں  
سکتے اور ان احکام کی تشریح و تجویز میں  
وہ کیوں مہل چھوڑے جاتے اور علما  
و نامعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ یہ  
اعتراض بھی قلت مدبر کا نتیجہ ہے۔  
عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہاں جان لیا

کہ وہ اسکے فروعات کو از خود جان لے۔  
نبوت کو اس نے بن بتائے نہیں جانا۔  
نبی نے اسکو اپنا نبی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات  
کو ظاہر کیا تو اس نے اپنی طاقت سے (جو  
بتانے سے جان جانی کے لئے اسکو دی گئی  
ہے) اسکو پہچان لیا۔ اسکی اس بہادر  
و فتح مندی کا لازمہ ہے تو اسقدر ہے کہ طبع  
اسنے نبوت کو بتانے سے پہچان لیا ہے  
اسی طرح احکام و تعلیمات نبوت کو بتانے  
سے جان لے۔

اسکا لازمہ یہ نہیں ہے کہ وہ احکام و تعلیمات  
نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام  
نبی کرتا ہے وہ کرنے لگے۔

یہ کہنا ایسا ہو جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ  
کہے کہ جس حالت میں آنکھ دور بین کو  
(موجودہ دور کی چیزیں دیکھنے کے اصل اصول)  
دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دور  
ہونا ثابت ہوتا ہے تو پہلے وہ آنکھ دور کے  
چیزوں کو (جسکا دیکھنا دور بین کے فروعات  
سے ہے) کیون نہیں دیکھ لیتی۔ اور  
دور بین کا کام خود کیون نہیں دے سکتی

اور یہ کہنا جیسا ہے عقلا کو معلوم ہے  
اس سوال کی غلطی کا منشا یہ  
ہے کہ یہ لوگ نبی کے بتائی ہوئی باتوں کو  
عقل سے سمجھ لیتے ہیں تو انکو اپنی عقل  
کا نتیجہ خیال کرتے ہیں۔ اور جہاں بالغیب  
یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان باتوں کو ہم فقط اپنی  
عقل سے سمجھ رہے ہیں۔ نبی نہ تو ہم  
عقل ہی سے انکو سمجھ جاتے اور جو نبی  
نے بتایا ہے وہی بتاتے

جیسے کوئی احمق دور بین میں دور کی چیز  
دیکھ کر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دور بین میں نظر  
آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا  
نتیجہ ہے۔ دور بین نہوتے تو اس چیز  
کو ہم فقط آنکھ سے دیکھ لیتے۔ مگر انکا  
یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وہ بدون استفادہ  
و ناگروسی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے  
بتا دیں یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات  
نبویہ نہ پہنچی ہوں) اور باوجود اسکے وہ  
تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو (نشان ہی میں  
آنکھ سے دور بین کا کام لینا تب سچا  
ہو سکتا ہے جبکہ دور بین کو آنکھ سے باوجود

سے دیکھتے ہیں وہ انھ سے دیکھ کر باور

سوال یہ تو خوب دلائل ہوا اور مسلم ہو چکا عقل

اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بنائے

جان نہیں سکتے اور ان معنی کہ وہ استقلال

رکھتے و لیکن بنانے کے بعد جان لینے میں

تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت

یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے میں وہ محض

مقلد نہیں بن جاتے اور اسکو وہ اسلئے

نہیں ان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کو حکم نبی واجب

الانقیاد جانتی ہے۔ بلکہ اسلئے تسلیم کرتی ہے

کہ وہ اس عرصے کی سچائی و خوبی اسکی

ذات میں دیکھتے ہیں اور اسکو اپنی فکر سے

پہچانتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز

و فیصلہ سے واجب جانتی ہے۔ اور اسکی یہ

فیصلہ و استقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے

کہ حسن قبح اشیا عقلی و ذاتی نہیں اور

عقل بالاستقلال حاکم نہیں) منافعی ہے۔

جواب ان معنی کہ عقل کا استقلال اور ترجیح

اشیا میں اسکا حکم و ادراک ہمارے انکار

کا مورد و محل نہیں ہے۔ ہمارا انکار تو درود

شرع سے پہلے عقل کے حاکم ہونے اور

حسن قبح اشیا کے عقلی و ذاتی ہونے سے

مخصوص و مفید ہے۔ چنانچہ اصل اول میں ہم نے قبل

و رد و شرع کی قید لگا دی ہے اور صاف

تصریح کی ہے کہ عقل بذات خود حاکم ہے نہ

محض بیکار۔ قبل و رد و شرع عقل اشیا پر

حکم و وجوب یا حرمیت لگا نہیں سکتے اور بعد و رد

شرع محض مقلد نہیں بن جاتے۔ بلکہ یہ تجویز کرتے

ہے کہ اچھی چیز میں یہ خوبی تھی اسلئے شرع

نے اسکا حکم دیا۔ برسی میں یہ برائی تھی اسلئے

اس سے منع کیا۔ دیکھو صفحہ (۶۵) و (۶۷)

رسالہ نمبر سوم جدیداً۔

یہ ہمارے ہی تصریح اس بات پر شاہد صریح ہے کہ ہم نے

جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ

قبل و رد و شرع حاکم نہیں۔ اور جو کہا ہے

کہ حسن قبح اشیا عقلی نہیں اسکے یہ معنی

ہیں کہ قبل و رد و شرع عقل کا جو مجہم نہیں

سکتی۔ اور جو کہا ہے کہ حسن قبح اشیا ذاتی

نہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ اشیا بذات خود

بدون بیان شرع اپنی حسن قبح کی نظر نہیں

ہو سکتی۔

بعد و رد و شرع و بیان شرع عقل کا اشیا کے

حسن فہم کو جان لیں اور اپنی وہ احکام جو  
نبی نے لگائے ہیں اپنی طرف سے تجویز  
کرنا اور انہیں حاکم بنانا یہ تو عین ہمارا  
مذہب ہے ہر اسکا خلاف کیا منکر کہتا ہے۔

**سوال** جس حالت میں نبوت یا بعض تعلیمات  
نبوت کا بتانے سے جان لینا عقل کی ذاتی  
قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ اسمین  
مستقل بلا اور اکالی گئی ہے تو وہ بتانے  
سے پہلے ان امور کو کیوں جان نہیں سکتے اور وہ  
اپنے ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیوں کام  
نہیں لے سکتے۔

**جواب** اسکے وجہ وہی ہے جو مادہ کے  
بدون قدرت اور آنکھ کے بدون دور بین  
اپنی ذاتی طاقتوں سے کام نہ لینے کی وجہ  
جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام نہیں  
وہ مادہ تسلسل صورت سے پہلے کر نہیں بنا۔  
اور جب آنکھ میں دور بین کے دیکھنے کی ذاتی  
طاقت ہو وہ دور بین لگانے سے پہلے وضع

میں نہیں آتے۔  
اسکی عام فہم تشریح بات نتیجہ یہ ہے  
کہ ان اپنی جبلت و فطرت میں علوم

و فنون کا مخزن ہے اور اسکے طبع میں  
علوم کا مادہ موجود ہے لیکن وہ ہیولانے  
مرتبہ میں کچھ نہیں جانتا اور اپنی قدرتی  
قوت و فطرتی ملکہ سے کچھ جان نہیں  
کوئی ایسا نہیں ہو جو ان کے پیٹ سے  
عربی - فارسی - ہندی - انگریزی بولتا۔  
کپڑا سیتا - کتاب پڑھتا - تیرا نا - طبابت کرتا۔  
آئینہ کے اشکال کا ثبات و غیرہ وغیرہ  
کام کرتا پیدا ہو مو۔ یا پیدا ہو کر اپنے آپ  
بدون تعلیم سب کچھ سیکھ گیا ہو۔

بلکہ وہ ہے چند قانون کے (جیسے کہانا۔  
پینا سونا تر کا مادہ کی طرف متوجہ ہونا  
فضلات کا دفع کرنا) جو الہام بھی سے  
وہ کر سکتا ہے اور اس الہام پر انکشاف  
سے وہ چند و پرند جانوروں سے  
بڑھ نہیں سکتا سب کچھ وہ سیکھنے سیکھنے  
سے کر سکتا ہو گواس سیکھنے کا مدار اسکا  
وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسطرح وہ ان  
اخلاق کو جبکہ علم تعلیم انبیا پر موقوف  
ہو وہ ذاتی ملکہ سے جان نہیں سکتا۔  
اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے سیکھو



ہوئی ہیں ایسی ہی صحیح مطابقت نفس الامر ہی  
ہو کر تے ہیں جو یقینات کہلاتے ہیں

### تمثیلات

(۱) اجتماع فیض کمال جو (۲) کل جو غم ہو تا ہے  
(۳) اکین و کائنات ہو تا (۴) چار کا عدد زوج جو دو ایک فرم  
(۵) آفتاب روشن جو (۶) آسمان پر جو علی ہذا النہا  
مقدمہ ثانیہ کل اور جو جمیع احکام میں سادگی  
نہیں ہوتے اور قلیل و کثیر باہم برابر نہیں

### تمثیلات

(۱) آسمان کی چمک کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت  
سے اٹھا نہیں سکتا اور اس کا ایک ٹکڑا جو  
ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت  
یا محدود حالت میں بتا دیں تو وہ کہ نہیں سکتا  
انہیں کاموں سے ایک دو بناؤ تو بخوبی  
کر لیتا ہے۔

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل بدیشک  
پیدا کرتا ہو اس کا با دلیل ہونا شرط ہے۔ جو وہ  
احتمال جو دلیل سے پیدا ہو دلیل قطعی کو توڑ

نہیں سکتا  
تمثیل

جانتا ہے

رسوال نبی کی تباہی ہوئی یا تو نحو عقل  
کرن دلائل سے حق جانتی ہے اور اس کی رہنمائی  
و سچائی کو کہ اصول سے پہچانتی ہے۔ اگر  
وہ دلائل عقلی ہیں تو کیا اس نے سمجھنے و دیکھنے  
میں عقل خطا نہیں کرتی اور اس کی اگلی روڈ  
پر سڑ بکل کی وہ بات جو اس پر صاف (۷۷)  
(۸۱) و (۹۹) میں منقول ہوئی ہے صدق  
نہیں آتی اور تمہاری ان دلائل کی جو تم نے  
خطا کر دی وہ بے اعتبار عی عقل پر قائم کئے  
ہیں وہ مورد نہیں ہے؟

جواب اس کا تین مقدمات پر موقوف ہے  
جسے تھیں جواب پہلے مناسب ہے۔

مقدمہ اولیٰ - باتفاق فریقین عقل  
جیسا کہ خطا کرتی ہے ایسی ہی صیب بھی ہے  
اور اس کی معلومات جیسے کہ غلط و خلاف واقع

ہاں اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف  
نہ سمجھے جو ہم سنو ہم میں عقل کے خطا کار  
و بے اعتباری کی نسبت تحریر میں لایچکے ہیں  
اس کی وجہ ہم ایک مستقل سوال کے جواب میں  
کرینگے ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۰ حاشیہ

ہنسنے آنکھوں سے زید کا مشاہدہ کیا پس پتھر پڑی  
 ریر آنکھ بند کر کے پہاڑ کو دیکھا تو بعینہ  
 وہی نظر آیا۔ اس میں یہ احتمال کہ جو زید ہنسنے  
 پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن میں معدوم یا ہوا  
 ہو گیا اور اسی آن میں دوسرا شخص اسے صلیب  
 کا موجد ہو گیا ہے ہماری اس یقین کو (کہ یہ  
 وہی زید ہے) اٹھانہیں سکتا اور ہمارے  
 مشاہدہ کہ جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد  
 نہیں کر سکتا۔

جب یہ مقدمات مہمد ہو چکے تو اب جواب دیا جاتا ہے کہ جن اصول و دلائل سے عقل نبی کے رہنمائی اور اسکی تباہی ہوئی بات کو سخی سچائی پہچانتی ہے وہ اصول قطعاً سہ ہیں پس حکم مقدمہ اولے خطا و عقل کو اسکی کجی اثر دخل نہیں ہے - اور چونکہ وہ معدودے چند ہیں اور جس مل میں وہ لگائے جاتے ہیں (یعنی نبوت یا اسکی بعض مقدمات کے ثبوت میں) وہ بھی محصور و معدود ہیں اسلئے حکم مقدمہ ثانیہ اسکی قلت اور اسکی طرف عقل کے پوری توجہ کے سبب وہ خطا کا رسی کا ایسا احتمال نہیں رکھتی جیسے حملہ احکام کا

عقل سے جاننا۔ اور وہ شر بکل کی بات کہے  
ایسی اور نہیں ہو سکتے جیسے سب چیز و عقل  
سے جان لینا اسکا مورد ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ جہاں ہم نے کام خصم پر شر بکل کے بات  
کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہاں احکا  
م پر ایک کلی کی قید سے مفید کیا ہے۔ بہر حال جو  
قطعیت و دلائل انبات نبوت ان میں موجود  
احتمال کہ عقل نے اس میں بھی خطا کی ہوگی  
بحکم مقدمہ ثانیہ منفر قطعیت و دلائل نہیں  
ہو سکتا ہے۔

سوال (۱۹) وہ دلائل ایسے قطعی ہیں تو  
ادراک احکام میں نہی رہبر و ناوی عقل  
کیونکہ نہیں ہو سکتے اور ان اصول کے  
ہوتے عقلا ہدایت انبیاء کے کیونکہ محتاج  
ہیں۔

**جواب** وہ اصول اور جو قطعیت و  
ان احکام کے اور ان کے لئے (جو انبیاء سے  
مخصوص ہیں) کافی نہیں ہو سکتے۔  
اور وہ اثبات رضا و عتاب الہی و ثواب و عذاب  
آخر دی کہ نہیں سکتے۔

انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

ناسوت کو ثابت کریں نہ کیلئے سر عالم ملکوت  
پر (جبکہ علم خواص نبوت سے ہم اطلاع کا  
سبب ہو جاوے)۔

**سوال** (۱) وہ کون سے اصول ہیں جو واقعات  
ناسوت کو ثابت کرتے ہیں اور سر عالم ملکوت  
اطلاع کا سبب نہیں ہو سکتے۔ انھیں مثال  
دیکر سمجھاؤ اور ان کا یہ خاصہ جو بیان ہوا  
کر دکھاؤ۔

**جواب** از بخندہ اصول ہیں اجتماع  
تفصیل میں (ہے)۔ اور تناقض متکثر مذکور  
اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ  
کلام میں تناقض پایا جاوے وہ سچا  
نہیں ہوتا۔

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتی ہے اور بناو  
بھوٹے کو بھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی  
ہے۔ انہیں سے وہ اپنی کارروائیوں کو  
(جن میں ان کا کوئی رہبر و آدمی نہیں ہوتا  
اور ان میں اختلاف تناقض پایا جاتا ہے)

غلط سمجھتے ہیں اور انہیں کے رو سے  
بنی کی رہنمائی اور اس کی بتائی ہوئی باتوں  
سچائی پہچان لیتی ہے۔ ولیکن با اینہم

وہ ان اصول سے ہزاروں سچی باتیں عالم  
ملکوت کی (جبکہ علم انبیاء سے مخصوص ہے)  
پہچان نہیں سکتے۔ باقی آئندہ

## شکریہ شکایت

انراہیل سید احمد خان صاحب سی ایس  
آئی اور اُن کے حواریوں کے ہم دل سے شکر گزار  
ہیں کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں ہلکے مغالطہ  
فرماتے ہیں اور اس خطاب کے ذریعہ سے  
ناظرین پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے  
رسالہ اشاعت السنہ کو مطالعہ کی طرف  
توجہ دلاتے ہیں جس کے سبب بہت ناظرین تہذیب  
ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہیں۔

اور کئی انہیں سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ  
کر حق کی طرف مائل ہو گئے ہیں ہم اس امر کو بحکم  
لان یتھک اللہ بک رجاء خیر لک من  
حمر النعم از بس غنیمت و کامیابی جانتے ہیں  
اور اس میں جناب ممدوح کا احسان مانتے ہیں۔  
ایک ٹی بہار سی وجہ سپاس سائنس جناب کے  
یہ ہے کہ جو باتیں ہم نے آپ کو گوئی نسبت نمبر  
سوم و چہارم اشاعت السنہ کے صفحہ

اللہ تعالیٰ

تہذیب الاخلاق ماہِ جادوی الثانیہ میں آپ نے  
ایک مضمون لکھا ہے جس میں جلد احکام معاملات  
مخاصات - عادات وغیرہ کو دین سے خارج  
کیا ہے - اسکے صفحہ (۲۴) میں اونچی ازار  
پہننے کا خاکہ اڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) میں  
حقیقت جبریل سے (جو اسلام میں مقرر ہے)  
ان الفاظ سے انکار کیا ہے - جو جو حقیقت  
اس ملک کے محرک تہیں جسکو ملک نبوت یا ملک  
وحی یا جبریل میں سے تعبیر کیا جاتا ہے -  
تہذیب الاخلاق ماہِ ربیعہ صفحہ (۵۰) میں  
آپ نے ایک خلیفہ صاحب لکھا ہے - اس  
افسوس صدی کے تو پیغمبر و معجز بھی ہیں  
کہ محققین و حکماء و قوانینِ فطرت کو دریافت  
کر کے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت  
دکھا دیں کہ اسنے آگے معجزات انبیاء کی  
کیا حقیقت تھی کہ وہ شانِ کبریا کی دکھاتے -  
معجزات حقیقت میں ایک بہان تھی کا سانگہ  
تھا جس میں سب کچھ تھا اور کچھ نہ تھا -  
حقیقت میں غور سے دیکھئے تو سارے  
الہامی مذہبِ نبوی کے بدعتی فرقہ ہیں -

(۶۶) و (۸۲) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۹)

و (۱۲۲) وغیرہ میں لکھی ہیں کہ یہ لوگ بہت  
سے احکامِ شرع کو دین سے مٹاتے ہیں  
اور بعض احکام کو مہنسی میں اڑاتے ہیں -  
بہت کو جکھلے کہتے ہیں - معجزات انبیاء سے  
منکر ہیں - مگر اور جبریل کو سوائے قوتِ خیال  
کے کچھ نہیں سمجھتے - نبوت و پیغمبرے کو بجز  
نیتجہ عقل و فکر کچھ نہیں جانتے - فرائضِ نبوی  
خود ادا کر رہے ہیں اور تھوڑے زمانہ میں عو  
نبوت کرنا کو مستعد ہیں -

ان سب باتوں کو آپ اور آپ کے احباب نے کھلا  
تسلیم کیا ہے اور یہ بیانِ خیال کو اچھی طرح  
تصدیق کیا - چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶)  
(۵۰) و (۵۱) و (۵۶) و (۶۱) وغیرہ تہذیب  
الاخلاق اور صفحہ (۳۳) و (۳۴) میں  
زجسمین جناب مدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون  
مندرج ہے) ان باتوں کے ثبوت پر شاہد  
ہیں -

از اس جملہ ایک دو فقرہ میں اس مقام میں ثبوت  
ناظرین کے لئے نقل کرتا ہوں - بقیہ کے  
تفصیل میری آئندہ پرچوں میں ہوگی -

(۲) اس بے تربیتی کے ساتھ بھی جو کچھ کہتے ہیں اس میں بھی بے سرو سامانی اپنے خیالات کے اظہار پر اکتفا کرتے ہیں۔ انکا ثبوت و تشریح جیسے کہ ہم جانتے ہیں قلم میں نہیں لاتے مسئلہ نیچر پر کے ثبوت کو خیال کر لو اس میں آپ نے دو دفعہ قلم اٹھائی ہے اور آپ کے ایک خلیفہ نے ایک دفعہ خامہ فرسائی کی پر کسی صاحب نے نیچر کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔ سبھی صاحب مذاق و فضائل نیچر بیان فرماتے ہیں۔ ہمارا اس سوال کا کہ جو نیچر جہین صرف قرار داد عقل کا دخل نہ کہان شخص ہے؟ اور اس سے استنباط احکام حلال حرام نماز روزہ حج زکوٰۃ - نکاح - طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و متصور ہے؟ جواب کوئی صاحب نہیں دیتے

(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہیں اور بزعم خود اس دیار میں آپ ہی اسکے بانی مبنی ہیں اس کی رعایت اپنی تحریر و میں نہیں کرتے۔ اور اپنے مخاطبین اور اُن کے گرد و گوشہ کو مسخر و تہوہ میں سے یاد فرماتے ہیں۔ مضمون انشاء اللہ۔ و تحقیقات میں

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان برپا ہوا تو کوئی دشمن نہ ہو سکا کہ وہاں کوئی مذہب نیچر پر ہی کے اصول پر قائم کرنا چاہا۔ اس کے صفحہ (۶۱) میں آپ فرماتے ہیں۔  
 ”قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اس میں ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے کہ اس میں خدا کی قدرت میں بلا شک ہے۔“  
 ویسے باوجود اس سپاس و ستائش کے ہم چند امور کے سبب آپ کی شکایت بھی ہیں  
 (۱) یہ کہ آپ ہمارے جواب خطاب میں سلسلہ کلام در ترتیب مرام کا لحاظ نہیں فرماتے اور جن امور کو ہم نے متنازع فیہا قرار دیا ہے اور نبش شرم میں انکو شخص معین کر دیا ہے انہیں قلم نہیں اٹھاتے کبھی کوئی بات اڑتے پڑتے کہہ دیتے ہیں۔ کبھی کوئی ذکر سنا دیتے ہیں۔ کبھی بانی بدعتی کا ذکر کبھی نیچر کا ترجمہ۔ کبھی سخن سے اونچی ازار کا بیان۔ کبھی خدا کے جل طور اٹھانے کا عدم امکان۔

تہذیب الاخلاق و مضمون غیر مہند کو مرید  
اس بیان پر شاہد ہے

تین محضرانِ شکایات کے ہم ٹہرے ادب سے  
ملتے ہیں کہ آپ ان باتوں کی طرف توجہ فرمادیں  
ہماری باتوں کا جواب حسبِ مدعا ادا کریں۔ اور  
اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نالائِم الفاظ کی  
تحریر سے بجاوین

معذرة وموعظة

ہندیب الاطلاق بابت ماہ جادوی الثانیہ و بابت  
ماہ رجب کے جملہ مضامین میں تمکو کلام ہے اور  
ضمیمہ ہذا میں معاشرت (جو اکت احکام)

شرعی کا نامحبط ہے اور مضمون مجزرہ و  
الامت رجبین خوارق انبیاء سے انکار ہے

و رقیہ سنت نبویہ کی منہسی اور مضمون مذہب  
 انسان کا امر طبعی ہے جسمین

نئے کفر و اسلام کو ایک کر دیا ہے اور صورتِ خیال  
رستی میں انبیاء کو ہم مشرکین بنایا اور مضمون

یہ بھی خیال رکھیں اصول نبویہ کی وضاحت

میں ہماری تفصیل بحث طور پر ہے۔ ویلکین چونکہ  
میں خود ایک انارو صوبہ کے مصداق ہیں

اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص میں محدود ہے۔ اسلئے ہم سبھی مضامین سے یکبار گے  
منجھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہر ایک بتدریج  
درتربشائیافتہ بحث کر سکتے ہیں۔  
ناظرین صبر کرو کام میں لا دین یا ارسال نہ  
چندہ میں ہمتو کوڑا دین۔ ہم زیادہ تکلیف  
نہیں دیتے جو کچھ صابحت ہے مقرر کر چکے  
ہیں۔ اسکا مطالبہ کرتے ہیں۔

اگر اس رسالہ کی آمد فی کم سے کم پچیس روپیہ ماہوار ہو جائے تو ہم سب کاے دد و جوار جزو کار سالہ نکالیں اور ایک بنانا ب لازم رکھ کر حساب کتاب جو بات مراسلات وغیرہ امور متعلقہ رسالہ میں (جو ہمارے کل کو گزیریں) اس سے مدد لیں۔ اور آپ سی کام میں ہمیں مصروف ہو جائیں۔

اس پرچہ کے ناظرین غریب و بھلاؤں غریہ بلاؤں  
ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اکیلے اچھڑا ہوا رکھ لیا جائے  
اٹھالین تو سستا عرصہ رہتا ہے۔ لیکن  
ہم نہیں جانتے کہ باوجود ہمارے ہمیشہ کی کوشش  
کی ان کو اس طرف کیوں توجہ نہیں ہوتی۔

اور بیوگی تو کب ہوگی۔

# اشاعت السنۃ النبویہ

علی صلی اللہ علیہ وسلم والصلوۃ والسلامۃ

جلد دوم

نمبر ششم

بابت ماہ شعبان ۱۲۹۶ ہجری مطابق گشت ۱۲۹۶

جو دو حصوں میں تقسیم ہے

حصہ اول میں تہذیب الخلق کا عشرہ نمبر | حصہ دوم میں تہذیب الخلق کے مضمون

مقدمات اثبات نبوت سے جوچے | مذہب یا شرک کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استیشار معہ المحاسبین تہذیب الخلق در این عصر

ہمارے بعض احباب شہورہ دیتی ہیں کہ تقلیدین کی بحث والزام کو چند روز تک سخت ملتوسی کیا جاوے اور دونوں جزو رسالہ (حکما و بخرو میں محصور و محدود ہونا مشیت از دسی و خریداران ناہمند کی عدم توجہی سے ناشی ہے) اہل نیچر ہی کے الزام میں لگایا جاوے۔ دلیل سخی اس راہ پر یہ کہ تقلید نا جائز (جو تقلید بقابلہ نصوص اور التزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) ثواب فصیح ہو گئی ہے اور اسکی حمايت و اعانت سے تقلیدین نے خاموشی اختیار کی ہے۔ لہذا اسکی نفی و ابطال میں اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہیں رہی۔ اور مذہب نیچر کے ابطال میں ابکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سوا اس رسالہ شائع شدہ) کو شائع نہیں ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بیلکون میں پہلے جاتا ہے اسکی وجہ یہ نہیں (میں) کہ تقلیدین تہذیب الخلق خیال کرتے ہیں کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع) کے مضامین حق ہوتے ہیں اور وہ پر زور دلائل سے مدلل۔ اسلئے وہ دلنیر فوراً اثر کرتے

بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت اعلیٰ ملکیت غالب ہے) قید شریعت سے آزادی چاہتے ہیں اور جو کچھ انکا نفس لالہ چاہو اسہیں وہ خود مختاری پسند کرتے ہیں۔ اور بطریق اخلاصیت میں اتحاد اللہ ہوا کہہ مانے پتھر پتھنے سونے جاگنو بونگوشے وغیرہ لذت کے حاصل کر نہیں وہ ہوائے نفس کے تابع ہونا شمار کرتے ہیں۔ اور کتاب تہذیب الاخلاق نے (جسے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (مذہب معاشرت) سے مکلفین کے پاؤں سے نکال دیا ہے۔ اور اہم علم بابور دنیا کم کے غلط معنی بنا کر آزاد منش لوگوں کو ہوائے نفس کے گھوڑی پر سوار کر دیا ہے۔ اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحید و تائید مشنہ (یعنی توحید ذات توحید صفات توحید عبادت) میں منحصر کر کے ان توحیدیات کی اتوار سی کوڑی کو وہ کیسا ہی وسیع احکام شریعت سے خارج ہو۔ نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے زکوٰۃ نہ دے حج نہ عمرہ نہ کرے نہ زکوٰۃ نہ دے نہ حج نہ عمرہ نہ کرے اور کھانے پینے پہننے مٹانے لذت کو حاصل کر نہیں خود مختار بنا دیا ہے۔ پس وہ اسکے مضامین کو ہوا ہی نفس کے موافق پاتے ہیں تو اسکو آنکھوں سے گلالتے اور بلا تحقیق و تامل سپر ایمان لاتے ہیں آپ نے تو ہونا اعتراف توحید یا وجود باری کو جو اسلام دشمن طغیان تہذیب کا ہے۔ اگر کوئی اس قید کو بھی اڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کرے تو اسکی بات کو بدعتان ہوا ہی نفس زیادہ مانیں۔ اور اسکا اتباع ایسی نسبت زیادہ ہو جائے **نیچاب میں** ہوا ہی نفس کی ہے۔ ایک ہندو فقیر نے ہبات کی طرف دعوت شروع کی ہے جسکا اتباع صدہا نفس مسلمانوں نے اختیار کر لیا ہے اور ایک حصہ مسلمانان ضلع گورداسپور اسکے ساتھ ہو گیا ہے۔ **ہم** حرم بھی اسکے نظیر ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ بڑھکراؤ کو دیکھتے ہیں تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہیں۔ اور متقلدین تہذیب کا لگان رکھ تہذیب کا دلونپراثر پر زور و لامل کے سبب ہے) محض غلط ہوا اسکے اکثر مضامین پر زور و لامل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہیں ہوتی۔ اکشر جگہ مجروح خیالات



ہی پائے جاتے ہیں جو جنہیں حکم کہلاتی ہیں۔ چنانچہ مضمون مذہبی خیال پر شاہد ہے۔ پس سکی جہ  
تائید پر جسے کہ وہ بہانہ نفس کے موافق ہو اور کیا بن سکتے ہیں۔ مان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال  
میں آتی ہو کہ جب جاہ و تحصیل مال و دنیا کثرت لوگوں کی نسبت جہلی مرہی۔ چنانچہ و الحضور اکرم  
الشم و انہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشعر ہو۔ اور جبکہ بانی مذہب نجر از اہل  
سید احمد ناصحاب بہادر کو جاہ و جلال دنیا میں غایت قصوی تک عروج ہو گیا ہو۔ یہاں تک  
کہ بقیہ ہی آپس آئی و انرا اہل گورنمنٹ کی طرف سے مکتبہ یعنی اور وسیلہ دیکورنر خزانہ کی کونسل  
کے ممبر بن گئے تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی آئے خیالات و مقالات کی تقلید ہوتے  
جاتے ہیں کہ انکی متابعت و موافقت ہی ہم بھی یہ رتبہ حاصل کریں یا انکے سلسلہ میں داخل  
ہو کر انکے درجہ سے قریب جا پہنچیں۔ بہر حال اس مذہب کے ضرر کی شاعت کی نظر سے ان  
لوگوں کی یہ راسخ ہو کہ بفضل یہ سالہ تمام دیکمال نہیں ضرر کی مذکور کیا جاوے

**راحمہ لی رائے** اسپین یہ تھی کہ چندہ دہندگان سب اپنا اپنا پورا چندہ  
بہرہ جی میں تو اس سالہ کے چار خروکر دی جا دیں۔ دو جزو میں تقلید میں سب بحث و خطا ہوا  
ہو۔ اور دو جزو میں نیچر کا جواب۔ مگر یہ صورت محال نظر آتی ہو اور حضرات ماہندگان  
وعدہ خلافی نہیں چھوٹی۔ لہذا مجبور ہو کر ہم نے اس راسخ سے موافقت کر لے ہے۔ جو  
صاحب ناظرین شاعر اسنے (ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رعایتی ہون خواہ منفعت نظام)  
اس رائے کو پسند فرما دیں وہ اپنی توافقی سے اطلاع دیں۔ اور جنکو یہ راسخ ناپسند  
ہو وہ باظہار مخالف ہمارے عذر و دلیل کا جواب دیں۔ جس بات کو کثرت رائے یا قوت دلیل  
نے ترجیح دی اس پر عمل ہوگا۔

**خدا یتعالیٰ اور ہمنوان**

کی قدرت یا قوت میں فرق نہ کریمیں غلطی

ہم کو طومر میں سواٹھا کہ نبی اسرائیل کو ستر پربائی ان کی طرح کر رکھا تھا۔ اس کو رو میں شباب ازراہیل سیدہ خاندان حضرت ادر  
تنبیلا بخلق (ہ) جاوای الدانیہ شہ میں فوالمین کہ یہ خلاف عقل ہے اگر اہم سپر تھیں کرین تو ہم کو سہا ہے  
کہ مذہب کا فیوضی تو ہنوں جی لکلا کہ لالی میں پہاڑ اٹھا لای تو کھار کر نیکی کو موی وجہ نہیں ہے،

[illegible]

بہی ایسی سند ہے جسے کوہ طور کے رشتہ میں پائی جاتی ہے ثابت کر دکھاؤ وہ تو پہر اسکی تسلیم ایقین کرنے سے  
کون مانع ہو۔ اور اگر جناب مروج بہار کا ہوا میں مخلوق رہنا محال جانتی ہیں اور خدا تعالیٰ کو اسے قادر ہو مگر  
عاجز سمجھتے ہیں بنا برائے یہیت کچھ تحریف یا تاویل کرتے ہیں تو پہلے حکم ثبت العرش ثم انقضیٰ اسکے محال ہو کر  
ولا یبقی علیہم کہیں پہنچا دیتا گو اس عاجز سمجھ کر اسکی کلام میں تاویل کو راہ دین بدون ثبات استحالہ غلط ثابت  
میں تاویل و تحریف کرنا کفر و اعدا کا دروازہ کھولتا ہو۔ چنانچہ اگرچہ پایہ سحر صادق محکم لمج مولوی شمس صاحب  
طبری شہر مدرسہ سہبان کو مضمون نمبر ۷۸) تہذیب الیہ اخلاق میں ثابت کیا ہے اور آپ نو اسکو مضمون نمبر ۸۰) میں تسلیم  
تصدیق دیا ہے۔ اسی نظر سے امام رازی نو تصنیف کبیر میں اس موقع سے انکار کر نیکو اعدا دیا ہے چنانچہ کہیں ہر

الثالث من الملاحظات من انكر امكان  
وقوف الثقل في الهواء بل عجم - واما الابر  
فقالوا انها وقت لا بها بطبعها طلبة  
للمركز فاجزم قفتم المركز ودليلنا على  
فساد قولهم انه سبحانه قادر على كل الممكن  
وقوف الثقل في الهواء من الممكن فيجب ان

سبت سوم يك محمد بن جبريل پاك پنهان مين شريك بنير هيله  
ساكنه كراچي اور مين كنسنت كراچي كه وه هوا پل سله كه  
هوى كه كه باطع مركزى طاكس انجى سرك فساد چاى  
په پل كه كه كمال كن جنون پرفا دى اور جبريل  
چيز كه هوا مين شهيد امكانت سو - ان با توحي لورى  
تقرى كس اصول مينى كلام وغيره مين كه

الله قادر عليه وتعالى عما يشركون

راقم ابو سعید محمد حسین

## حصہ اول

تتمہ جواب سوال علی شریعتہ  
نہجہ سولات متعلق بحث کا نشن جو صفحہ ۲۱۹ میں نام  
تظہیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم اسی  
قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب  
کی سچائی اور فن ڈاکٹری میں اسکی پیشوائے  
پہچان سکتے ہیں مع ذلک ان اصول کے  
ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول و فنون  
کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہیں) جان پہچان  
سکتے۔

ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے  
ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا  
- سونا - چاندی کھراکھوٹا پہچان لینا - سونے  
کو ہے - لکڑی - کپڑے کی چیزیں بنا دینا کے

اور پہچان کر دینا کی ہماری طبیعت کی ڈاکٹر تیار ہو دینا ہمارے  
طبیعت میں پائی جاتی ہے۔ اور جو دوا دے تجویز کرے  
وہ ہمارے طبیعت کے موافق ہوتی ہے۔ نہ اسکی کلام کو سہارے  
حالات سے متخالف ہوتا ہے نہ اسکی ایک بات کو دوسرے  
سے متناقض۔ بلکہ ان تو سب کو سہارا دے کر ان کو یوں  
و فونڈ لری کو کچھ نہیں کہو۔

حاشیہ

ماہرین کی سچائی اور ان فنون میں رہنمائی  
عقلی اصول سے پہچانتے ہیں۔ مگر ان  
اصول سے خود ان فنون کو نہیں جانتے  
اسی طرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے  
سچائی اور رہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقعہ  
سے ہے جان لیتے ہیں۔ - لیکن ان اصول  
سے احکام شریعہ نبویہ کو جو عالم ملکوت  
سے تعلق رکھتے ہیں از خود جان نہیں  
لیتے۔

اسکا سبب اور سبب حقیقت نبوت اور اسکے  
خواص کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے سو  
قلم میں آتا ہے۔ اور یہ وہ بحث اثبات  
نبوت ہے جسکا ذکر صفحہ (۱۱۰) و (۱۹۵) وغیرہ  
میں گذر چکا ہے اور کئی مسائل کا ثبوت اسباب  
کیا گیا ہے۔ - فاقول بتوفیق اللہ و توقیفہ  
وما توفیقی الا باللہ و هو حسیب فیہ  
رجیتی و علیہ عتادی بہ ثقی۔

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند  
مقدمات کی تسلیم پر ہو توقف ہے۔ - از سجدہ  
بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

بحث اثبات نبوت

موضوع میں یعنی پادشاهت عقل سے ثابت  
ہیں۔ یا فریقین کے نزدیک سکر۔ اور  
بعض جو فطری یا مختلف ہیں وہ بالکل  
ثابت کئی جاتے ہیں۔

مقدمہ ولی۔ صانع عالم اور اسکا مدبر و تصرف  
اور حکم و فیضان۔ یا خدا۔ یا پادشاہ۔ یا نیکوکار۔ یا گناہ  
مختلف زبانوں میں تعبیر کرتے ہیں (موجود  
ہے۔ اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا  
قیوم یعنی سبب قیام۔

ہر چند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی و غیر  
لسٹ یا انکے اتباع و پیروی مدعیان اسلام  
یا ہر ہم دہرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے۔  
لیکن اس زمانہ میں ایسی تحقیق کی ہو چکی ہے  
ہے کہ جو اس صانع کے قائل ہیں وہ بھی  
اسکے وجود پر دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے  
اس ایمان و تسلیم کی زیادتی و عظمت چاہتے  
ہیں۔ پس نظر افادہ ان لوگوں کے استقام  
میں ایک دلیل متعجبہ و اعلیٰ ثبات وجود صانع  
بیان کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عالم کے اشیاء  
میں سے ہم جس چیز پر غور کرتے ہیں یا اسکو سوچتے  
ہیں یا تامل کرتے ہیں یا کان سے

سنتے ہیں یا زبان سے سمجھتے ہیں اسکو  
لبغت امکان موصوف پاتے ہیں۔ یعنی  
نہ اسکو وجود لینے ہو نیکو و فردی دیکھتے ہیں  
نہ اسکو عدم بغیر نہ ہونے کو فردی سمجھتے ہیں  
نہ اسکو یہ حکم لگا سکتے ہیں کہ اسکو لڑو ہونا  
فردی ہے اور وہ اسکی ذات میں قائم نہ ہو سکتے ہیں  
کہ نہ ہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال  
و ممکن۔

اسکو نہ ہونے کو اسلئے ضروری نہیں سمجھتے  
کہ اسکو ظاہر موجود دیکھتے ہیں اگر نہ ہونا  
اسلئے ضروری و لازم ذاتی ہوتا تو وجود  
اسکی طرف کبھی راہ نہ پاتا۔ اسکو ہونے  
سے ہم یقین کرتے ہیں کہ نہ ہونا اسکو  
اسلئے ضروری نہیں ہے

ہونا اسلئے ضروری نہیں سمجھتے کہ کبھی  
کبھی ہمیں نہ ہونا بھی مشاہدہ کرتے ہیں  
ایک دفعہ سابق میں اسکو وجود سے  
پہلے ہم نہ ہونا دیکھ چکے ہیں۔ اسوقت  
جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی۔ جبکہ ہم  
عدم سابق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ایک  
دفعہ اسکو وجود کے بعد اس میں نہ ہونا مشاہدہ

کلیں اثبات وجود صانع

کر چکے ہیں۔ جب اسکو موجود ہو کر عدم ہوتا دیکھ چکے ہیں۔ جسکو ہم عدم لاحق سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس عدم سابق و لاحق سے ہم یقین کرتے ہیں کہ ہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی نہیں۔ وسیع ذہن اسکو موجود دیکھتے ہیں تو اسکے وجود کا مخزن اور سبب اسکو وجود عطا کیا۔ اور اسکو عدم پر ترجیح و غلبہ دیا تلاش کرتے ہیں۔ پس اگر اس مخزن کو دیا ہی ممکن الوجود (جسکا ہونا ہونا دو ذوق ذاتی نہیں) بتجویز کرتے ہیں تو عالم کا وجود میں آنا محال سمجھتے ہیں نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود میں آسکا نہ کسی اور چیز کا مخزن و سبب ہو سکا۔

اور ایسی چیز جسکے لئے ہونا ضروری ہو اور اسکو متنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن ہونیکے لائق نہیں ہے۔ پس لاچار و باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری سمجھتے ہیں جسکا وجود ذاتی ہے۔ اور اسکے ذات کے لئے لازم و ضروری۔ اسکیو ہم متانع و خالق وائد و خدا۔

کہتے ہیں

شاید اس دلیل پر وہ یہ باتنا سمجھتے ہیں کہ اس دلیل کے بنا موجودات کے عدم سابق و لاحق پر ہے۔ اور یہ عدم ہنوز مسلم نہیں جسکو ہم عدم سمجھتے ہو وہ محض عدم نہیں ہوتا۔ اگر ہے تو عدم اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم ہے۔ مثلاً ایک وقت میں ایک آدمی یا مرغ کا عدم ہے تو اسکی خاص صورت انسان مرغ کا عدم ہے۔ اسکے مادہ کا (جو لطفہ یا بیضہ ہو) عدم نہیں ہے۔ اس لطفہ یا بیضہ کا ایک وقت میں عدم ہے تو وہ بھی محض عدم نہیں۔ اسکا مادہ جس سے وہ لطفہ یا بیضہ پیدا ہوتا ہے کہیں نہ کہیں تو موجود ہے۔ یہ تو عدم سابق میں کلام ہے۔

ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے۔ جسکو بعد وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہیں ہوتا۔ حتیٰ تو خاص صورت کا عدم ہے مثلاً ایک انسان ایک وقت میں مر گیا اور بوسیدہ ہو کر خاک میں مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا۔ اسکا مادہ (جو خاک ہو گیا ہے) وہ تو معدوم نہیں ہوا بلکہ اصل موجودات کا نہ سابق میں عدم محض تھا نہ لاحق میں ہوتا ہے۔ مادہ انکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ فقط صورتوں کا بدل بدل ہوتا ہے جسکو عدم اضافی کہا جاتا ہے نہ عدم محض۔ جب عدم اشیاء عالم مسلم نہیں ہے تو مخزن سبب وجود کی اسکو کیا حجت ہے۔

یہ اعتراض ان دلائل قطعیہ سے (جو بطلان قدم عالم و بطلان تسامخ پر قائم ہیں) اچھی طرح سے مندرج ہو سکتا ہے۔ لیکن ان دلائل کے بحث و تفصیل اس مقام میں اجنبی ہے۔ اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے متعلق ہونیکا سبب بنتی ہے۔ لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہیں اور اس مقام میں ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود و صانع کا اثبات ہوتا ہے بیان کرتے ہیں۔

جو کوئی دلائل بطلان قدم عالم و بطلان تسامخ کو دیکھنا چاہے وہ کتب کلامیہ خصوصاً

مطالب عالیہ فخر الدین رازی اقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے وہ جواب یہ ہے کہ اگرچہ تمہنے ہیولے یعنی مادہ عالم کو قدیم کہا ہے اور اس کے عدم سے انکار کیا ہے لیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہو جانے سے تو تمکو بھی انکار نہیں۔ پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑ کر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہیں۔ اور خاص کر اسی

کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ صورت اشیاء عالم کو ہم بصفت امکان موصوف پاؤں ہیں۔ نہ اس کے وجود کو ضروری سمجھتے ہیں نہ اس کے عدم کو ضروری جانتے ہیں بعینہ اسی تقریر و دلیل سے جو سابقاً لکھ چکے ہیں۔ ومع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہیں تو اس کے لئے مخزن وجود کو مسمیٰ ویسی ہی صورت تجویز کرتے ہیں تو عالم کا وجود میں آنا محال جانتے ہیں اسی دلیل سے جو سابقاً بیان کر چکے ہیں۔ اور خود مادہ کو اس مخزن ہی لائق نہیں پاتے۔ اس لئے کہ وہ اپنے وجود پر مخزن صورت کا محتق ہے۔ بدون صورت

اپنی آپ میں وہ کبھی موجود نہیں ہوا۔ اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ علم فلسفہ میں دل ہو چکا ہے۔ اسلئے اسکو مخزن و سبب وجود نہیں کہہ سکتے آخر لاچار وہ بالاضطرار ایسے ذات کا جس کا وجود ضروری ہوا اور اس کے ذات کو لازماً مخزن و سبب جو دستور ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اسکی صانع و خداوند عالم اور امدتعالیٰ کہتے ہیں

**مقدمہ ثانیہ** باوجود اعتراف و جود عالم کے عامہ خلایق نہ اس کے ذات کی حقیقت کو جانتے ہیں نہ اسکی صفات کی۔ نہ اس کے وجود کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں نہ اس کے صفاتوں کے۔ سب کوئی بن بھیجے، سب کو مجبور اقتضا، دلیل سے یا ایک دوسری کی تعلیق اسکو مان رہا ہے۔ یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے و مع ذلک اسکا ثبوت نمبر سابق میں مضبوط ۱۹ گذر چکا ہے

**مقدمہ ثالثہ** ہر موجود کے لئے محسوس ہونا۔ یعنی دیکھنے سننے چھونے چکھنے سوچنے میں آجانا ضروری نہیں ہے۔ جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور

ہیں

جو اس میں نہ آوے۔ ایسی چیز کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہو تو اسکی تسلیم واجب ہے اور اس سے انکار خلاف عقل۔ اسکی مثال جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے۔ یا وجود روح جو اس میں نہیں آتے۔ اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں۔

**مقدمہ رابعہ** محال اور ممکن مجہول اکثہ میں فرق ہے۔ محال وہ ہے جسکا مفہوم وجود سے انکار کر کے اور اسکا ہونا ضروری معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہے۔ یعنی ایک چیز کا ایک آن میں ایک ہی وجہ سے ہونا اور ہونا۔

ممکن مجہول اکثہ وہ ہے جسکے مفہوم کو وجود انکار نہیں ہے۔ اور اسکا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ہونا ضروری ہے یا ممکن و مع ذلک اسکی حقیقت و کیفیت سمجھ و ادراک سے خارج ہے اسکی مثال بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود روح ہے۔ اول واجب الوجود ہے اور ثانی ممکن الوجود۔ و مع ذلک دونوں مجہول اکثہ ہیں۔

**پہ مقدمہ** بھی مقبرہ میں وجود صانع

+ یہاں ممکن ہی ممکن اسکا عام ادھی جہیں سبب ورت جائے خلایق ہوتا ہے۔ اور وہ واجب و ممکن خاص دونوں کو شامل ہوتا ہے چنانچہ دافان علم منطق پر مبنی نہیں۔ **حاشیہ**

دو جو در ترج کے نزدیک ہنزلہ اصول موضوعہ کے ہے۔ زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہیں و منع ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہیں۔ جو انہیں نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے۔

**مقدمہ خامسہ** موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہو اسطرح حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے۔ چمکنے ٹٹولنے۔ سننے) کی جانتا ہو۔ اور جو چیز سنجیدہ موجودات اسکے حواس میں نہ آوے اسکو بقوت انسانی جان نہیں سکنا۔

**یہ مقدمہ** بھی ہنزلہ اصول موضوعہ ہے یا یوں کہئے کہ بجاہت عقل سے ثابت ہو سیکے نزاع و مقال کی یہاں مجال نہیں مہم ذلک بزرگ چند تشکیلات اسکی توضیح کیجاتے

ہے \*

## تشکیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلفا لو ان مختلف اقسام دیکھتے ہیں۔ کہیں سرخ کہیں سیاہ کہیں سبز کہیں مد کہیں سخت کہیں نرم ولیکن ہم کو وہ زمین کے مرکز (یعنی نیچا)

کے نقطہ) کا حال نہیں جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہیں سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہو۔ اور کیسا۔ بلکہ یہ بھی بتا نہیں سکتے کہ وہ کونسا ہو۔ اور ٹھیک کس سطح زمین کا کہاں ہے اسطرح فدا کا اور ستاروں کے وہ کیفیات و حالات (جسکو ہم نہ آکھتے سے دیکھ سکتے ہیں نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہیں) جان نہیں سکتے۔

(۲) پیدائش عالم کی سنت عمر انسانی طاقت سو یہ علم نہیں رکھتے لاس ہی پہنچ گیا تھا اور عالم کیونکر پیدا ہوا۔ اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیاء میں دیکھتے ہیں) وہ بزرگ تسامیخہ یا فلاسفہ صورتہ ہی کیون نہوں (کیا ہو جاتا ہے۔

(۳) خدا ابتعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہیں سکتے کہ وہ کیا کرتا ہو اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہیں چاہتا

اسکا سر یہی کہ ارادات و صفات کا جانتا علم ذات کی فرع ہے۔ جب ہم اسکی ذات کو جان نہیں سکتے تو اسکی



افعال و ارادات کو سطح جان بکتر ہیں۔  
وہ تو خدا ہی بچوں ہے جسکے ذات  
و حقیقت ہماری اور اک سے باہر ہے  
ہم اپنے ہمجنسوں (جسکے حقیقت ہم ہی ہیں)  
اور (خود انہی سے مشابہہ کرتے ہیں)  
فی ارادات پر مطلع نہیں ہوتے اور  
سکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ  
بتا دے یا اسپر کوئی دلیل یا علامت نصب  
نہ کرے جان نہیں سکتے۔

شاید نیچر کو مذہب بنانے والی مثال  
سوم بین نزاع کمرین اور اس بات کے مدعی  
ہو جاوین کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ارادات  
پر دلیل علامت نیچر یا قانون قدرت  
قائم کر دی ہے۔ اس سے اسکی ارادات  
و مرضیات پر اطلاع ممکن ہے۔ چنانچہ  
دلائل و قرائن سے اپنی ہمجنسوں کے ارادات  
پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی  
مسلح ہے  
فولیکن یہ نزاع انہی اسوقت سجا ہے  
اور یہ دعوے تب زیر باہر جبکہ وہ پہلے  
وجود قانون قدرت کو شخص کمرین -

اور ہکا مرضیات و ارادات الہی پر دلیل  
و علامت ہونا ثابت کر دکھا دیں۔ اور  
یہ ترہنوز معرض عدم میں ہو کوئی دلیل  
اسکے ثبوت پر قائم نہیں ہے پس یہ نزاع  
اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہو  
کیونکہ صحیح دلائل سماعت ہو سکتا ہو۔  
اور جو اس میں بحث و کلام ہے وہ تفصیل  
ہمارے اجاث سابقہ میں جو کائنات نیچر  
کے متعلق گذر چکے ہیں موجود ہے۔  
اس مقام میں ایک تقریر تفصیل شیل اسکے تائید  
میں بیان کیجاتی ہے

وہو ہذا

پیدائش عالم اور اسکی مرضی و محسوس حالت  
رجحین کتب نبوت عقل کو دخل نہیں اور  
انکو نیچر کہنے میں ہو کو نزاع نہیں ہے  
عمدہ سو عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید و کھیتے  
میں تو اسکے کرنے یا کام میں لانیکی تو  
رضا و ثواب و امر الہی نہیں کہہ سکتے ایسا  
ہی بری سہی بری چیز اپنی غرض کے  
مضر و مخالف کو دیکھتے ہیں تو اسکے کرنے  
اور کام میں لانیکیو مورد غضب و عذاب

و مانعت بنجائے الہی قرار نہیں دی جاسکتے  
 پہلی چیز کی مثال شکر نعم و تریاق السموم ہے  
 دوسری کی مثال کفرانِ نعت و غیر قاتل ہے  
 تیسری کہ ہم سب جاگتے ہیں اور بحکم  
 عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہیں اور اس پر  
 بچنا واجب جانتے ہیں۔ پر اس بات کو  
 قبل اسکے کہ خدا تعالیٰ اپنا حکم اسکی نسبت  
 ظاہر کرے۔ ہم خدا کی طرف نسبت نہیں  
 کر سکتے۔ اور اسکے کھانے کو متعلق غضب  
 و عذاب مانعت خداوندی نہیں کہہ سکتے  
 اور اس پر زہر کے نیچر (یعنی اسکے وجود یا تاثیر  
 سمیت) ہلاکت کو دلیل و علامت نہیں قرار  
 دے سکتے۔ اور اسکی وجہ کوئی نہیں پاتے۔  
 اگر ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے  
 اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے  
 اور نہ ہراس بنیاد کی منہدم کرنیوالی چیز ہے  
 اسکے اسکا کھانا خدا تعالیٰ کی ناخوشی کا  
 متعلق ہو سکتا ہو۔ تو اسکے مقابلہ میں  
 ہکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا  
 قائم رکھنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا  
 متعلق ہے تو خدا تعالیٰ اسکو خود کیون

منہدم کر دیتا ہے۔ ہزاروں انسانوں کو  
 (جنگا مرنا ہم پسند نہیں کرتے) کیونکہ  
 ڈالنا ہوگا اسکی وجہ اگر یہ سوچیں کہ ہکو  
 آپ منہدم کرنا اسکی خوشی میں داخل ہے  
 دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہیں  
 کرتا۔ تو اسکے مقابلہ میں یہ خیال آتا ہے  
 کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہو تو وہ  
 بدون استعانت و سائل قتل (یعنی زہر  
 تلوار۔ قوت بازو۔ دلی خودخواہ) اسکو ہدم  
 نہیں کر سکتا اور ان وسائل کا ہم پہنچا نا  
 خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالیٰ ہکو  
 منہدم کرنا پسند نہیں کرتا تو اسکو وہ  
 وسائل کیونکہ ہم پہنچا دیتا ہو۔ اور ان  
 وسائل ہلاکت کو آسنے پیدا ہی کیون  
 کیا۔

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا  
 ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا  
 سبب سمجھتے ہیں۔ اور اسکے استعمال  
 کو نیکو بحکم عقل واجب جانتے ہیں۔ چہرہ  
 اس بات کو خدا تعالیٰ کی طرف نسبت نہیں  
 کر سکتے اور تریاق کے نیچر کو اس بات پر

کہ خدا اسکے کھانے میں کافی جو دہل نہیں دیتے  
**کفران نعمت** کو آپس میں ایک دوسرے کے  
 حق میں بہت برسی بغیر سمجھتے ہیں اور اسکے  
 ضد شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہیں -  
 ولیکن خدا تعالیٰ کی نسبت ہم یہ باتیں (بدون  
 اسکے کہ وہ ان باتوں کو اپنی نسبت ظاہر کرے)  
 تجویز نہیں کر سکتے اور غیوم و لوازم کفر  
 و شکر سے جسکو نیچر سے تعبیر کرتے ہیں جو ب  
 شکر و حرمت کفر خدای الہی نکال نہیں سکتے -

اسلئے کہ جو جو حسن و قبح و حرمت شکر  
 و کفر ہم انہیں کے شکر و کفر میں مشاہدہ کرتے ہیں  
 وہ خدا کے شکر و کفر میں ممکن نہیں دیکھتے -  
 ہم آپس میں کے شکر کا فائدہ اگر حق میں یہ دیکھتے  
 ہیں کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے  
 اور شکر کے حق میں یہ کہ اسکی غرت زیادہ  
 ہوتی ہے - جس سے اسکو حرمت پیدا ہوتی ہے  
 اور کفر کا نقصان حق کا فریہ دیکھتے ہیں کہ اس  
 سے نعمت چھینے جاتی ہے اور دنیا میں اسکو  
 منزلتی ہے - اور حق منعم جسکے حق میں کفر  
 ہوا یہ کہ اسکی تعظیم میں تصور ہوتا ہے -  
 اسکے سبھی زبردانعام سبط کفر کرنے لگیں تو

رفتہ رفتہ اسکی غرت و تعظیم کا نام دشنام بنی  
 نہیں رہتا - اس سبب سے اسکو برنج پیدا ہوتا  
 ہے - اور اس کے کم فائدہ و نقصان خدا کے  
 کفر و شکر میں ہرگز متصور نہیں ہیں - خدا  
 کو نہ شکر کی کچھ فائدہ ہو نہ کفر سے نقصان  
 اسلئے کہ اسکے کمالات غیر سے حاصل نہیں  
 ہیں - رہا نفع و نقصان شکر و کفر ہندہ شاکر  
 و کافر کا سو بھی حکم عقل متصور نہیں - آخرت  
 میں کہو تو عقل اسکی اثبات و ادراک سے قاصر  
 ہے - دنیا میں کہو تو وہ بھی تجویز و تسلیم عقل  
 سے باہر ہے جس حالت میں عقل صاف شاہدہ  
 کرتے ہی کہ بار خدا تعالیٰ کفریہ نعمت کو  
 بند نہیں کرتا اور شکر پر کچھ بڑا نہیں دیتا تو پھر  
 وہ کس طرح نفع و نقصان دنیاوی کو شکر و کفر  
 کے لوازم سے سمجھ سکتے ہو - اسباب میں  
**امام رازی نے کتاب محصول**  
 میں عجیب بحث کی ہے - اسکا نقل کرنا آہتمام  
 میں موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم  
 ہوتا ہے -

فقال الفصل الثامن  
 فی ان شکر المنعم  
 آپ فرماتے ہیں کہ  
 اس میں کہ خدا کا شکر

عقل عقلا وقال المتعذر بوجوب عقلا  
لنا النص للعقول اما النص بقوله تعاوما  
معوذ بن حنی نبعت رسولاً وقوله تعاوما  
ومندرين لیکر ایکن للناس علی الله تحمد بعد  
واما المتعذر فقولہ لوجوب لوجا ما لافا لک  
لا فافا لک والقنا باطلان فالقول بالوجوب باطل  
انما قلنا انه لا يجوز ان یکجا لافا لک لان تلك لافا  
اما ان یکجا عا لک الما لشکر والی غیره والا لک  
باطل لانه تعا منہ فجل المنافع دفع المصا  
والثانی باطل لان الفافا لک العا لک الما لک  
جل المنفعة تعا دفع المضرة لا جائز ان یکجا  
ذلک لجل المنفعة لوجوب الاول ان جلیب النفع  
غیر وجب فی العقل فعا یغض الیہ والی ان لا  
یجب - الثانی انه یسکن خلوا لشکر غیر جلیب النفع  
لان الشکر لکما کان واجبا فاداء الواجب  
لا یقتضی شئاً اخر  
الثالث ان الله تعا قادر علی اصال کل المنافع  
بدون عمل الشکر فکیفی توسط هذا الشکر  
غیر لوجوب عقلا ولا جائز ان یکجا لدفع المضرة  
عاجلة وهو باطل لان الا شغال بالشکر  
مضرة عاجلة فکیف یکون دفعاً للمضرة

بحکم عقل واجب نہیں ہو سکتا۔ متعذر کہ کہتے ہیں عقل  
سہ واجب ہو۔ ہمارے دلیل عدم وجوب بر عقلی بھی ہے  
اور عقلی بھی عقلی یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب  
نہیں کر نیو اے جب تک رسول نہ بھیجیں۔ اور فرمایا  
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈر دینے والے  
ہم نے اسلئے بھیجے ہیں کہ یہ لوگوں کو خدا کے مسخ  
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر  
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہو گا یا بلکہ فائدہ  
اور یہ دونوں صورتیں یہاں ممکن نہیں۔ فائدہ کی  
صورت اسلئے ممکن نہیں کہ فائدہ کیا تو خدا کے  
لئے تجویز ہو گا اور کیا بندہ کے لئے۔

خدا کے لئے تو ہو نہیں سکتا۔ اسلئے کہ وہ لوگوں  
سے فائدہ اٹھانے اور لوگوں کے ضرر سے  
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلئے ممکن  
نہیں کہ وہ فائدہ کیا منفعت لینی کا ہو اور کیا منفعت  
کے اٹھانے کا منفعت لینی کا فائدہ تو تین مجہوز ناممکن ہے  
از انجملہ وجہ دوم یہ کہ خدا تعالیٰ سمیعی نفیقین لبا واسطہ  
شکر بھی پہنچا سکتا ہو (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر  
کی تفصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہوا۔ اور  
ضرر اٹھانے کی منفعت اگر دنیا میں کہو تو غلط ہو  
اس لئے کہ شکر میں مصروف ہونا (یعنی نماز

العاجلة وما ان يكون له مضرة عاجلة هو  
بل لان القطع بمحصل المضرة عند علم ان  
انما يمكن اذ ان المشكور يشكر المشكور  
فاما من كان منها عينا استكره المشكور والكفر  
بالنسبة اليه على ان القطع بمحصل العقاب على ذلك  
لان حال العقاب على المشكور فائز من وجه اذ  
احلها هل ان المشكور ملك المشكور فافلا  
على المشكور بغير اذنه بغيره وملك الغير  
اذ من غير ضرر وحق وهو لا يجوز

فذايقا ان العبد اذا حادل مجازاة  
على انعام عليه استحق له ان يشكره بالمشكور  
استحق بالمجازاة فوجب لا يجوز

وثالثها ان اعطاء الملك العظيم  
من الخبز او قطرة من الماء فاستغفر له  
في الحافل العظيم بذكر تلك النعمة وشكرها  
لاستغفر له اذ بذكر نعم الدنيا بالقياس الى  
خزائنه لله تعالى من تلك الكسرة بالقياس  
الى خزائنه ذلك الملك فلعن المشكور  
العقاب بسبب شكره

اور کرنا وغیرہ) دم نقد تکلیف ہو پس سہیل نبی و سی ضرر  
کا اٹھا کر کیا ہو اور اگر آخرت میں کہو تو ناممکن ہو اسلئے  
کہ شکر کرنے پر ضرر تب متیقن ہو سکتا ہو جب خدا کو شکر ہو  
فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک  
ہے تو ترک شکر حصول ضرر متیقن نہیں ہے -  
بلکہ اور شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے  
(۱) بندہ شکر خیر کا ملک ہے (۲) اور اس کا شکر  
وغیرہ افعال بھی اسکے ملک (۳) پس اس کا بدو مجازت  
مالک شکر کرنا خدا کے ملک میں مجازت تعرف کرنا  
ہے جو جائز نہیں -

(۲) جب غلام اپنے مالک کو اُسکے انعام پر جزا  
دینا چاہئے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے -  
اور شکر سے شغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی  
جائز ہونا چاہئے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹھٹھا روٹی کا ایک  
پانی کا دانے اور وہ بڑے بڑے مجلسوں میں  
اس دن خیر بادشاہ کا شکر یہ ادا کرنے لگے تو وہ  
ستحق سزا ہوتا ہو اور دنیا کی تمام نعمتیں جنہیں  
شکر کرنا چاہتا ہو خدا تعالیٰ کے خزانوں سے وہی  
ٹھٹھ کی نسبت رکھتی ہیں پس شاید وہ اس شکر کے  
سبب عذاب کا ستحق ہو

ورابها لعلہ لا یصدی الی الشکر  
اللہ اتق قیاتی بغیر اللہ اتق فنیقحی

العقاب

وانما قلنا انه لا یکن ان یحب لافلاک  
لو یجمین -

الاول ان ذلک عبث وانہ قلیع  
والثانی ان المعقول من الوجوب تب  
الذم والعقاب علی الترتل فاذا افقد  
ذلک املتم یحقق الوجوب

(۴) یہ عقل ہے اسکا شکر کر لیا تو شاید وہ طریق شکر  
جو اسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے  
لائق نہ ہو وہ بجا لاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے  
(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہے) اور جو ہم نے کہا  
ہے کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے  
اسکی دوجہ ہیں

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہے اور وہ فبیح ہے  
(۲) وجوب کے معنی یہی ہیں کہ اسکے نہ کرنے پر عذاب  
و ملامت ہو۔ اور جب یہ امر منفقو دہے (یعنی  
اصل مسئلہ حسن قبح عقلی میں ثابت ہو چکا ہے)  
تو وجوب کیونکر ممکن ہے

### نقل اعتراضات و معارضات معتزلہ

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعراض کرے کہ ہم کہہ سکتے  
ہیں کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب واجب ہے  
اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت  
نہیں ہے۔ ورنہ سلسلہ وجوہات ختم نہ ہو۔ جو وجہ  
تکالی جاوے اسکی وجہ اور تکالیسی پڑے اسلئے  
ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے خاتمہ  
دفع ضرر رہو نیکی کے سبب واجب ہے اسلئے عقلا گرد  
علم اس بات کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانے  
میں اگرچہ اسکی وجہ نہیں پہچانتے۔

فان قيل له لا یجوز ان یقال وجوب  
کونه شکر او ذلک لان وجوب کل  
شیء لو کان لاجل شیء اخر له التسلسل  
فلتنتہ لا بد وان یتبعی الی ما یکن  
واجبا لذاته وعندنا الشکر واجب لنفس  
کونه بذکر المکان دفع الضرر عن النفس  
واجب لنفس کونه دفعا للضرر ولذلک

فان القلاء یعلمون وجوبه عند ما یعلمون  
کونه شکر للنعمة وان لم یعلموا جملة

نزلنا عن هذا المقام فلم لا يجوز ان يقال  
وجب الشكر عليه لانهم ضد الخوف وذلك  
لانهم لا يجوز ان يكون خالفه طلب منه اقص  
الشكر على ما انعم به عليه فلم يقدم على  
الشكر وكان مستوجبا للذم والعقاب  
اقصى ما في الكتاب يقال انه كما يجوز هذا  
ايضا ان يكون قد منع من الشكر لتلك الوجوه  
الاربعة المذكورة في الاستدلال  
الظن الاول غلب لان المستغفار الخائف  
والمواظف على الشكر احسن حالا من المعرض  
عن الجحمة ولما غافل عن الشكر

واما تمثيل نعم الله تعالى بكسرة الخبز  
فليس بجديد لان خلقه العبد وحياءه  
واقدا دعه وما منحه من كمال العقل  
وتمكنه من انواع النعم اعظم من جميع خرائن  
ملوك الدنيا ثم اكرهتم بعد ذلك تهاجده  
النعم بعظمة الرسل الهم انزل الكتب عليهم  
وقرأ صح داود وسليما بالشكر في  
قوله تعالى قال الحمد لله الذي فضّلنا  
على كثير من عباد المومنين الذين  
اذا كان تعالى قادر على اصفاء ما منحه

(۲) من اسباب کو چھوڑا پر بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ  
شکر ضرر خوف کے اٹھانے کے لئے واجب ہو گیا ہو  
احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعض  
نعمت پر لے سر ہو کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف  
متوجہ ہوگا تو عذاب کا مستحق ہوگا۔

(۳) اس میں بھی بہت کہو گے تو یہ کہو گے کہ جیسا  
یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی مانعت کا بھی  
احتمال ہے چنانچہ تم نے چار وجہ سے اسکو  
دلیل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنی شکر کا  
طلب کرنا غالب ہے اسکو خود آدم در شکر کا مکرّم ہے  
اور غافل سے اچھا ہوتا ہے

(۴) اور جو کٹری کی تمثيل لائی ہو وہ ایسی نہیں  
اس لئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا۔ نیک بد کی طاقت  
دنیا۔ عقل عطا کرنا۔ اقسام نعمتوں پر قادر کرنا۔ تمام  
سلاطین دنیا کے خزانوں سے بڑھی چیز ہے۔  
پہر ان نعمتوں کے بعد رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں  
کا اتارنا۔

اسی واسطہ داؤد و سلیمان عد نے کہول کہ کہا ہے  
کہ خدا کا شکر ہی جسے حکمو اپنی بہت سے مومن بندوں پر  
بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ جس حالت  
میں خدا ان نعمتوں کے نسبت جو بند و نحو اسنے

عبداللہ من النعم ان يستحق ما منحہ  
کما ان الملک اذا اعطی فاطیز ذهب  
فان لا يستحق ذلك لاجل ان خزائنہ  
بقیت مشغولہ علی ما دخل مضاعفہ  
علی ما اعطی

سلمان وجوبہ لیس لفائدہ زائدہ  
فلم لا يجوز ذلك - قوله انه عبث  
جیم - قلنا انتم تنكرون البعث العقل  
فكيف تمسکتم به فی هذا الموضع

سلمان ما ذکرتموه وجب ان لا یجب  
الشکر عقلاً لکنہ وجب بصان لا یجب  
شرعاً فانہ یقال انہ تعالیٰ واجب لا وجبہ  
اما لفائدہ اولیٰ لفائدہ الثانی الفقیہ  
ولما کان ذلك باطلاً بالاتفاق  
فلذا اما ذکرتموه

دی ہیں بہت سی نعمتوں کا مالک و قادر ہے تو وہ  
ان نعمتوں کو جو بند و نحو دے چکا ہو دلیل ہے  
جیسے کوئی بادشاہ اگر کسی کو بہت سی خزانے  
بخشد تو وہ اس نظر سے کہ اس کے پاس اسکی  
نسبت کئی حصہ زیادہ باقی ہیں ان میں سے  
خزانوں کو حقیر نہیں سمجھتا

(۵) ہم نے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہیں  
سکتا۔ ولیکن یہ امر بغیر بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟  
اسکی وجہ جو تم نے بیان کی ہے کہ وہ عبث کہلاتا ہے  
اور عبث قبیح ہوتا ہے اس میں ہم کہتے ہیں کہ تم تو (حق)  
قیح عقلی کے قائل نہیں پر یہاں اس سے کیوں  
دست آویز کرتے ہو

(۶) ہم نے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل سے ثابت ہوا کہ  
شکر حکم عقل واجب نہیں ہے ولیکن اسی دلیل  
سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ حکم شرع بھی واجب  
ہو کیونکہ اس میں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر خدا نے  
شکر واجب کیا ہے تو کسی فائدہ کے لئے واجب  
کیا ہے یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہیں  
نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بند و نحو بے فائدہ کہو  
تو عبث ہے اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی ہل  
ہے۔ ایسا ہی وہ جو تم نے ہمارے مقابلہ میں ذکر کیا ہے



مسلما محتجہ دلیکم و لکنہ معارضہ بوجہ

الاول ان موجب شکو النعم مقررنے

بداہۃ العقول و ما کان کذا لک لکم

لیکن الاستدلال علی نقیضہ قاضی

الثانی ہوں میں اصل الی طریقین و کان

آمناء و الآخر نحو فان العقل یقتضی سلوک

الطریق الامن و ان طریقہ المحض ہمنا لا

بالشکر طریق امن لا عرض عنہ خوف

لا شغل بالشکر اولی

الثالث انه لو لم یجب الشکر فی العقول

لم یجب طلب معرفۃ اللہ تعالیٰ ایضاً

لا فرق فی العقل بین البابین لو لم

یجب طلب معرفۃ اللہ فی العقول لزم

انحام الانبیاء لانہم اذا اظہروا

المعجزۃ قال المدعون انہ لا یجب

علینا النظر فی معجزتکم الا بالشرع

ولا یستقر الشرع الا بنظرنا فی

معجزتکم فاذا لم ننظر فی معجزتکم لا

دورہ لاء علینا ذلک یقتضی انحام

(۷) جتنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل صحیح ہے لیکن

اسکے مقابلہ میں دلائل مثبت و جوب شکر بھی موجود

ہیں۔

**دلیل اول** وجوب کونعم بامت عقل سے ثابت ہوتا

اور جو ایسا یہی امر ہو اسکے خلاف یہ دلیل کچھ اثر

نہیں رکھتی اور اسکو توڑ نہیں سکتی۔

**دلیل دوم** جو دورہ ستون پر پہنچ چکے ہیں اسکا

راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل بھی جاہت ہے

کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف۔ اور طریق

شکر میں امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب

خوف میں شغل بالشکر بہتر ہوتا

**دلیل سوم** اگر شکر خدا حکم عقل واجب نہ تو خدا کی

معرفت بھی واجب نہ ہو کیونکہ اس میں اس میں کچھ فرق نہیں

اور اگر خدا کی معرفت حکم عقل واجب نہ تو رسولوں کا

ساکت کر دینا لازم آوے۔ اسلئے کہ جب رسول معجزہ

ظاہر کرینگے تو لوگ اسکو یہ کہہ سکیں گے کہ تمہاری معجزہ

میں فکر کرنا بجز حکم شرع مہرہ واجب نہیں۔ اور شرع

کا تو رپانا بجز ہمارے فکر و تامل کے تمہارے معجزات

میں ممکن نہیں۔ جب ہم تمہارے معجزہ میں

فکر کریں گے تو ہم اس وجوب کو سمجھیں گے۔ اس میں سوال

ساکت ہو جاوے گی۔

## والجواب

قوله لم لا يجوز ان يجزئ كلف نفسه  
شكرا - قلنا قولنا لوجب لوجبا فالعلة  
اولا لفا لثة تقسيم دائرين النفي و  
الاثبات فلا يحتمل الثالث البتة

وايضاً فهو كنه انه وجب كنه شكرا مضاه  
ان كونه شكرا يقتضي ترتيب الذم  
او العقاب على ترك وهذا داخل فيما ذكرنا  
فلا يمكن هذا اقساماً على ما ذكرنا  
قوله انما وجب عليه فعلاً ضرورياً  
قلنا قد بينا ان الخوف حاصل في  
أفعال الشكر كما انه حاصل في تركه -  
واذا حصل الخوف على الامرين  
كالإبقاء على الركن بحكم الاستصحاب  
اولاً - فان لم يثبت لوجبة الترك  
فلا أقل من ان لا يثبت القطع بوجوب  
الفعل

## ان اعتراضاً ومعارضات جواب

(۱) انكايه كهنا كه شكر بذات خود واجب ہو سكتا ہو آهين  
هم يه سكتے هين كه همارا به قول واجب هوگا تو وهى  
صورت سے هوگا فائده كه لىو يا بلان فائده يه لىسى  
تقسيم هو جو لىسى واثبات وقسم قناقض هين و ابر هو حيمين  
تيسر قسم كا احتمال نهين (مى انگر بذات خود واجب  
هو اتوان وقسمتون كايج نهوگا - اور يه دونو ناممكن  
هين مى واجب هوگا تو كيو نخر هوگا

اور تههارا به كهنا كه وه شكر نهو كيو سبب واجب هو اسكى  
يهى نهو هين كه اسكا شكر نهو كيو ترك پر مذاب كا حقيقى  
هے - يه كچھ نيا قسم نهين هو - نهين قسام هين داخل  
هے جنكو هم ناممكن كهه كچھ هين -

(۲) انكايه قول كه وه دفع ضرر خوف كه لىو واجب ابرز  
هم سكتے هين كه هم (هو جو وه اربعه) بيان كه كچھ هين كه  
فعل شكر هين يه خوف موجود هو جيسا اسكو ترك هين -  
(و تههارا هو ترك و كيه) هو - اور جب دونو ابرين خوف  
تو ترك شكر پر قائم رهنا بحكم استصحاب بهتر هو -  
يه بهترى ثابت (و سلم) نهو تو كم سے كم اتنا تو ثابت  
هو كه وجوب فعل شكر يقينى نهين هو -

۴۰ ايك چيو كه اسكه سابق يا اصلى حالت پر رهنو دينا ۱۰

قوله لا اشتغال بالخدمة او قلنا هذا مسلم في حق من فرج بالخدمة ويتاذى بالاعراض اما في حق من لا يجوز الفرج والغم عليه محال - وايضا فمثل هذه التراجيم لا تفيد الا الظن

قوله لا يجوز تشبيه نعم الله بكثرة الخبز قلنا التشبيه يقع في النسبة لا في المقدار ونحن لا نشا أن نجمع نعم الدنيا بالاضافة الى خزان الله قل من الكسرة بالاضافة الى خزان الله قوله الحكم يكون العبث قبيحا الا في الامم القبول بالقيم العقلية لا نقول به قلنا ان اصحاب اداننا نكلموا في هذه المسئلة بعد تسليم التقديم العقلية لينبوا ان كثر من القدره ساقط في هذا الفرع مع تسليم ذلك الاصل

(۳) انکایہ کہنا کہ خدمت میں لگے رہنا غفلت و بے پروائی سے بہتر ہے اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو خدمت فرحت پہنچے۔ اور نوکر کی بے پروائی سے تکلیف ہو۔ اور جو غم و فرت و دھون سے پاک ہو اسکی نسبت یہ تجویز نامکن ہے۔ علاوہ ایسی جوہات سے جو ظن کچھ حاصل نہیں ہوتا (اور اثبات و جواب کے لئے قطعیت بکار ہے

(۴) انکایہ قول کہ لکڑی سے تشبیہ دینی صحیح نہیں ہے۔ اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں تشبیہ ایک نسبت میں دئی گئی ہے۔ نہ مقدار میں۔ اور اس میں ہر شک نہیں ہو کہ دنیا کی تمام نعمتیں بربستہ خزان الہی اس شجر ہی سے بھی کم ہیں

(۵) انکایہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی کہنے کے سوا صحیح نہیں۔ اور تم اسکے قائل نہیں۔ اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء و متقدمہ کے حسن و قبح عقلی کو قطعی منزل مان کر یہ گفتگو کی ہو اور معتزکہ کو یہ بات سوجھائی ہو کہ معتزکہ کا حسن و قبح کو عقلی مان کر ہر حکم عقل شکر کو واجب کہنا ساقط ال اعتبار ہے۔ یعنی حسن و قبح کو عقلی مانکر وجوب شکر کا ثبوت نامکن ہے

قوله هذا يقتضي ان لا يحسن ايجاب

المشكرين الله تعالى قلنا غرضنا

من الدليل الذي ذكرناه بيان انه لا يصح

التحسين والتقصيم العقل لما امكن القول

باجاب لشكر لا عقلا ولا سمعا ولا

بقى ان يقال فانتم كيف اوجبتموكم شرعا

قلنا لا من مذهبنا انه لا يوجب العقل

احكام الله تعالى وافعاله بالاعراض

فله يحكمه للملكية ان يوجب ما شاء

من غير ائدة ومنفعة اصلا وهذا

ملا يتمكن الخصم من القول به

(اور یہ دلیل ہمارے علماء کے التزامی ہے)

(۶) ابنا یہ قول کہ تمہاری دلیل اس بات کی تقصیر

ہے کہ شکر حکم خدا بھی واجب نہ ہو اس میں ہم

یہ کہتے ہیں کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ اگر حسن

وقیع عقلی صحیح ہو تو جو ب شکر سے قائل ہونا عقلا

ہو خواہش غائے ممکن نہیں ہے سو ثابت ہو چکا ہے

رہا یہ سوال کہ تم نے شکر کو حکم شرعی کیونکر جواب

سمجھا اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں خدا کے

افعال و احکام کا کسی غرض کے سبب ہونا ضروری

نہیں ہے (یعنی اسکے افعال معلل بالاعراض

نہیں)

اسکو اپنا مالک ہونے کی وجہ سے اختیار ہے کہ جس شخص

پر جو کچھ چاہے واجب کرے گو اس میں کچھ فائدہ و

منفعت نہ ہو۔ اور یہ بات ہمارے خصم یعنی معتزلہ وغیرہ

نہیں کہہ سکتے (۱) مسئلے کہ وہ حسن وقیع ہشیار

کو عقلی کہتے ہیں اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہ ہو

اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہیں) پس یہ قول ہمارے

اوپر سے اٹھ گیا (اور انہر و سیاہی قائم رہا)

متہم کرتا ہے اس مذہب پر عقلی دلیل یہ ہے کہ اغراض ہر استغناء خداوند تعالیٰ کے

مفہوم حقیقت میں داخل ہے۔ اور اسکی وحدیت اور قیومیت اور وجود کے لئے ذاتی لازم۔ اور

عقلی لامل بہت سی آیات ہیں اور بحکمہ فیعل اللہ ما یشاء و انعم اللہ علیکم و علیٰ اولادکم و علیٰ ما یصل

عامی فعل وہم سیٹھوں - بنا برائش ہے اشعرہ (نہیں ہو جائے غضب میں) یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس شکر کو ہم قبل درود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ حصول نفع یا دفع ضرر نہ بنا سکتے اسکی حکم خداوند تعالیٰ واجب کہیں گے گو پہر بھی اسکی وجہ کوئی نہ ہو۔ اور جس شکر کو ہم قبل درود شرع حرام کہیں گے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف ضرر یا فتنہ نفع) بیان نہ کر سکیں اسکی حکم خداوندی حرام نہیں ہوگا۔ اور اسکی اور وجہ حرمت پہر بھی بیان نہ کر سکیں اور مآثر یہ (جسکے ساتھ اس مسئلہ میں ہم متفق ہیں) یہ کہہ سکتے ہیں کہ کفر میں فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناشوخی (جسکو ہم آپس میں کہہ سکتے ہیں) دیکھتے اور قبل درود شرع اسکو خدا کے کفر میں تجویز نہ کر سکتے) اسلئے خدا فی اسکو حرام فرمایا۔ اور اسکو نقصان و حرام ٹھہرایا اور شکر میں فی نفسہ خوبی تھی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپس میں شکر میں بد کرتے اور شکر خدا میں قبل درود شرع اسکو تجویز نہ کر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو حرام سے فائدہ کا سبب ٹھہرایا۔ فقال غی من قائل - لئن شکرت لآزیدنکم دلائل کفرتم ان عذاب اللہ شدید - اور ساتھ اسکے یہ بھی کہتے ہیں کہ جس شکر کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اسکا وہ محتاج نہیں۔ اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جس کفر کو خدا پسند فرماتا ہے اس میں اسکا ضرر نہیں اور نہ تکلیف پاتا ہے۔ کما قال ہو بنفسہ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یخیر لعبادہ الکفر ان تشکروا یعرضہم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھی ہے یہ سوال کیسے کرتے کہ کفر میں اسکی فتنہ نفع و ضرر نہیں تو وہ شکر کو دوست کیوں رکھتا ہے اور کفر کو برا کیوں سمجھتا ہے اور جس حالت میں وہ بندہ کو ناکام متروک ہے اور اسکو بلا واسطہ سبب نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر شکر و کفر کو سبب نفع و نقصان کیوں ٹھہرایا۔ تو اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی وجہ ہم نہیں جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا حکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہیں جسے کہ ہم خدا کے افعال پر کوہدا کرنا۔ اور اسکو خاص خاص صفتیں عطا کرنا کی وجہ نہیں جانتے تو مع ذلک بلا چون تسلیم کر رہے ہیں۔ جو ہماری تسلیم کرنا جائز بتلاوی اور خدا کی ہر بات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر توفیر اور وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلاوی

اے خدا نے عالم کو کون بنایا (۲) اگر کوئی بھاری قدرت باطل ہو تو یہ سوال ہے کہ اسکو  
 انہار قدرت یا مبادت کی کیا حاجت تھی۔ (۳) انسان کو مطلق اور مکمل کو مطلق کیا۔  
 (۴) اگر کوئی خدا نے ولی اور پانی کو بھانسنے والا کون بنایا (۵) اقرب کو بابت نور روشن  
 اور چاند کو بابت نور شکر کون کر دیا و علیٰ ہذا القیاس اور اگر ان اعمال کی وجہ سے جان نہ کر سکے  
 اور نہ سمجھ سکے تو کون کونسا کس کس کے متفق ہو چکا ہے قبول قرار دے گا کہ اس سوال پر اس پر احکام الہی  
 کو کس سے روکنے والے کون سوالات کیطیٰ فضل سمجھو۔ اس پر جواب ہے کہ **اسلام**  
 میں ہر ایک غائب علیٰ اہل اسلام متفقہ اور خیریت کو جاوید کلام نہیں۔ اس میں ہر ایک کو مطلقاً  
 کیا اس میں کوئی غائب نہیں رہی وہ وہ لوگ جو نبی کو نہیں مانتے اور اس کے کلمہ کو نہ ماننے کو  
 حق نہیں مانتے اور کلمہ نہیں کہیں گے کہ آفتاب یا ان یا اور نہ قاف کو تو ہم انہما ہی مانتے ہیں  
 کرتے ہیں۔ اس کے بعد جس صفت یا کیفیت پر دیکھتے ہیں اسکو خدا کی طرف سے جو اسکی پیداوار  
 کی وجہ سے ان کے ہاں انسان کے مکلف یا حکم ہو تو انکو ہر ایک محسوس کہان ہے کہ اسکو ان کے  
 اور ہر ایک صفت کی وجہ سے ان کی جان لین۔ انکی اس بات کا جواب غریب یا جاوید  
 اور ہر ایک صفت یا امر ثابت کیا جاوے گا۔ کہ جیسے انسان کے وجود جسم انکھ سے نظر آتا ہے وہی اسکی  
 مکلف یا حکم ہر ایک صفت سے عقل کھائی۔ یہاں پر فیصلہ صادر اولین نظر و **حاشیہ**

(۴) اور جو انہوں نے (۵) ہمارے معاصرین دلائل  
 قائم کئے ہیں و از بخیر دلیل دل میں کہا ہے کہ وجوب  
 شکر واجبہ معلوم ہے۔ اس میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جسکو شکر سے  
 سرور پہنچا اور کفر سے اسکو رنج پہنچا اسکو حق میں یہ ہدایت  
 مسلم ہے و لیکن جواب انہو۔ (جیسے خدا تعالیٰ) اسکو

حق میں مسلم نہیں ہے  
 اس میں اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسی کے حق میں ہی ہے

و اما قولہ من بعد الذلک معلوم ہوا  
 قلنا حق من بعد الذلک معلوم ہوا  
 انکھ انکھ من بعد الذلک معلوم ہوا  
 فلا نسلم

فان قلت بل وجوبہ الاطلاق

اس میں ہر ایک کو مطلقاً  
 کیا اس میں کوئی غائب نہیں رہی  
 وہ وہ لوگ جو نبی کو نہیں مانتے  
 اور اس کے کلمہ کو نہ ماننے کو  
 حق نہیں مانتے اور کلمہ نہیں  
 کہیں گے کہ آفتاب یا ان یا اور  
 نہ قاف کو تو ہم انہما ہی مانتے  
 ہیں۔ اس کے بعد جس صفت یا  
 کیفیت پر دیکھتے ہیں اسکو  
 خدا کی طرف سے جو اسکی  
 پیداوار کی وجہ سے ان کے  
 ہاں انسان کے مکلف یا حکم  
 ہو تو انکو ہر ایک محسوس  
 کہان ہے کہ اسکو ان کے  
 اور ہر ایک صفت کی وجہ سے  
 ان کی جان لین۔ انکی اس  
 بات کا جواب غریب یا جاوید  
 اور ہر ایک صفت یا امر  
 ثابت کیا جاوے گا۔ کہ جیسے  
 انسان کے وجود جسم انکھ  
 سے نظر آتا ہے وہی اسکی  
 مکلف یا حکم ہر ایک صفت  
 سے عقل کھائی۔ یہاں پر  
 فیصلہ صادر اولین نظر و

معلوم بالضرورت وانت مکابر فی  
ذلك الانکار  
قلت احلف بالله وبالايمان  
التي  
لا يخرج عنها في راجعت عقلی  
وذهنی وطرح الهمم والعصب  
فلم اجد عقلی قاطعا بذلك في حق  
من لا يصح عليه النفع والضرر بل  
ولا ظانا فان كان بموتنا في ذلك  
كان ذلك لاجابا ولن نسلوا الضمان  
واما قوله ترجيم الطريق الا من  
الطريق الخوف من لوازم العقل قلنا  
نعم لكننا بينا ان كلا الطرفين مخوف  
فوجب التوقف

قوله انه يقضي الى فحam الانبياء  
قلنا العلم بوجوب النظر والفكر ليس  
ضروريا بل نظريا فلما لم يوافق  
يقول انها يجب على النظر في محجرت  
لو نظرت فترت محجرت النظر كقولنا  
في انه هل يجب على النظر ام لا اذا  
لم انظر فيه لا اعراف وجوب

اور تم اسكے انكار ميں بكار (لغے بیفاید جھگڑالو) ہو  
میں اسكے جواب میں کہو گناہ کیں خدا کی قسم اور سب  
قسمیں غصے خلاصی نہو کہتا ہوں میں نے اپنی عقل  
اور ذہن کی طرف رجوع کیا اور نفسانیت و تعصب  
برطرف کر دیا۔ پہلے میں نے اپنی عقل کو اس شخص کے  
انکار کی نسبت جسکو اس سے نفع و نقصان نہو یقین بلکہ  
ظن وجوب پر بھی نہیں پایا۔ پہر بھی تم جھگڑا جھوٹا  
تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا اور جوابات تم ہمارے  
منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی  
اور جو (دلیل دوم میں) کہا ہے کہ امن کی راہ  
کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہو۔ اس میں  
ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہے لیکن ہم  
بیان کر چکے ہیں کہ یہاں دونوں سمتوں میں خوف  
ہے۔ پس توقف کرنا حکم ہمتی واجب  
اور جو (دلیل سوم میں) کہا ہے کہ شکار حکم عقل واجب  
نہو تو اس نے انبیاء کا ساکت ہو جانا لازم آتا ہے  
اس میں ہم کہتے ہیں کہ (جو الزام قسے ہم پر لگایا ہے یہ تمہاری  
طرف عاید ہوتا ہے اسلئے کہ) دلائل میں غور و فکر  
کر نیکو واجب ہونا بدیہی امر نہیں ہے بلکہ نظر  
ہے جو فکر و تامل سے معلوم ہوتا ہے۔ بنا علیہ جسے  
شخص کو رسول سلام کی طرف بلاو گیا تو وہ شخص

النظر في معجزاتك فيلزم العلم بالفحام

یہ کہدیکہ کہ تمہاری جس نبی غور و تامل کرنا چاہیے  
تب جب ہو۔ جب میں پہلے دلائل میں غور کر نیکیو  
سوچوں اور اسکا واجب ہونا جان لوں۔ ولیکن میری  
میں غور نہیں کرتا (اور یہ بات کہ مجھے تمہاری ہر معجزہ  
میں غور کرنی واجب ہو۔ یا نہیں نہیں سوچتا) جب  
اسکو نہ سوچوں اور تمہاری جس نبی غور کر نیکیو جب  
نہ جانوں گا۔ اس میں بھی رسول کا ساکت ہونا لازم

آتا ہو

اس میں اگر تم اعتراض کر دو کہ دلائل میں غور و تامل کر نیکیا  
وجوب ہم بدست عقل ہو جائیو میں تو میں جواب  
میں کہوں گا کہ یہ غور و تامل جہلگاہی ہو۔ دلائل میں  
غور کر نیکیو ہم تب جب سمجھ میں جب (دو باتوں کو)  
جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور آہیہ میں لائل  
بحث کرنے سے یقین حاصل ہو جاتا ہو۔ اور یہ  
دیہی نہیں ہو بلکہ مخفی نظری ہو جو سوچنی سے  
حاصل ہوتا ہو چنانچہ بہت سی فلسفیوں نے کہا کہ عقل  
کہ عقل کے غور و فکر ہوتا ہے اس کے علم میں تو یہ قرار  
ہوتا ہو۔ ولیکن امور آہیہ میں اس سے بجز ظن فائدہ  
نہیں ہوتا۔ اور اس امر کہ ہم یوں ہی مان لین  
تو یہ اس فکر استدلال کا واجب ہونا اور عقل  
میں آنتاب ممکن ہو جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

فان قلت بل اعرف بضرورة العقل  
اجوب النظر على قلت هذا امكابر  
لان حجب النظر على يتوقف على العلم بان  
النظر في هذه الامور لا يثبت  
العلم وذلك ليس بضرورة بل نظري  
خفي فكثيرا من الفلاسفة قالوا  
فكرة العقل تفيد اليقين في الصدق  
والحجابات فاما في الامور الآهية  
فلا تفيد الا الظن ثم يتغير الاثر  
كونه مفيد للعلم فانها يجب الاثبات  
به لوعرضان غير لا يقوم مقامه في  
افادته العمى وذلك مما لا سبيل اليه  
الا بالنظر الدقيق



واذا كان العلم لوجوب النظر متوقفا  
على نيل المقامين للنظر المتوقف  
على النظر أولى بان يكون نظرا كان  
العلم بوجوب النظر نظرا لا ضروريا  
يتحقق الا لزام لكل ما يجعل الخصم  
جوابا عن ذلك فهو جوابا عاما ذكره

کہ حصول علم یقین فرستد لال بر متوقف ہو  
اس یقین کے پیدا کرنے میں کوئی اور چیز اسکے متعلق  
نہیں ہے۔ اور اس امر کی طرف بھجور بار یک سوچ کے کوئی  
راستہ نہیں ہے جب دلائل میں غور کر نیکو واجب  
ان دونوں میں سے متوقف ہوا اور جو نظری بر متوقف  
ہوتا ہے سو نظری ہوتا ہے تو دلائل میں فرستد لال کا وجوب  
نظری ہوا۔ پس لازم جو ہمہ رنگا گیا تھا مستلزم پر  
ثابت ہوا۔ پس محال اسکا جو انکی طرف سے ہوگا وہ بھی ہر  
طرف سے کافی ہوگا۔

## هذا الخبر لا يخلو

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے  
اس جواب ذیل سوم کا حاصل یہ ہے کہ جیسے وجوب کے شرع سے مخصوص ہو نیکی صورت میں مستند  
معجزہ یا دعوت نبی میں غور کرنے سے متوقف ہو سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہاری بات میں  
غور کرنے اور اس کو مان لینے کا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہے اور شرع کا ثبوت میرے  
کار و غور پر متوقف ہے پس نہ میں غور کرتا ہوں نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجہ لینا ہوں۔  
وہاں ہی جو کہ عقلی ہو نیکی صورت میں وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ میں غور کرنے سے توقف  
کر سکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہاری بات میں غور کرنا اور اس کو مان لینا بحکم عقل واجب ہو سکتا ہے  
اور وہ تب ممکن ہے جب میں دلائل میں غور کر نیکو واجب سمجھوں اور بنا علیہ تمہاری معجزات  
میں غور کروں لیکن میں نہ اسباب میں غور کرتا ہوں اور نہ اس وجوب عقلی کا بوجہ سر پر لینا ہوں  
پہر اس پر مخالفین کا یہ اعتراض نقل کیا ہے کہ دلائل میں غور کر نیکو عقلی وجوب بدیہی امر ہے  
بنا علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہوگا وہ بحکم عقل میں غور کر نیکو واجب سمجھو گا۔ اور توقف  
کو حرام جائیگا۔ پہر اسکا جواب دیا ہے کہ دلائل میں غور کر نیکو واجب بدیہی نہیں ہے بلکہ عقلی

نظری جو در نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے	ذلك وعندك	فکر ہستدلال نظر
امام علی بن ابی اسین آمدی نے کتاب	فلمدعوان يقول	دستدلال کو وجہ
الحکام میں من لیل سوم کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخ	لا انظر في معجزتك	نہیں کرتی یہ ہو تو
اما المعارضة بما ذكره	حتى اعرف وجوب	اس کو کوئی نہ سنا علی
من فحالم لسل فحوا به من	النظر ولا اعرف وجوب	نہ ہو بلکہ فکر ہستدلال
وخصين الاول منع	النظر حتى انظر وهو	کی دوسے وہ وجہ
توقف استقرار الشرع	دور مفهم	نظر کی ثبت ہو تب
على نظرا لمدعونه		نہ کہہ سکتا ہے کہ جب
المعجزات بل فيها		بین دلائل میں نظر کر نیکو واجب جان لوں
ظهرت المعجزات في نفسها		تیرے معجزہ میں نظر کر نیکو واجب نہیں سمجھتا
وكان صدق النبي فيما ادعاه		اور دلائل میں نظر کر نیکو واجب جاننا
ملكاً وكان المدعوعا قالا		میری سوچ و تامل پر موقوف ہو پیش میں
ممكن من النظر والمعجزات		سوچ میں پڑتا ہوں نہ اس وجہ عقلی کا
فقد استقر الشرع وثبت		بیجہ اٹھاتا ہوں -
والمدعوم في حق نفسه		امام غزالی (مستند علیہ)
الثاني ان الدواعي		نے اس دلیل سوم کا ایسا جواب دیا ہے
على القائل بالايجاب		جو عوام کی سمجھ میں نہ ہوئی آسکتا ہے آپ نے
الاعتراض ان المدعوم		احیاء علوم دین میں نہ عدم وجوب
نفسه وجوب المدعوم		طاعت الہی حکم عقل سے تقریر دلیل سے جواب
وكان استدلالا		رازی کے کلام میں گزری - بیان
لما خلا عقل عن		کر کے کہا ہے
		باقی آئندہ

حصہ دوم  
نہایت معاشرت

وما اناكم الا رهول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

رسول جو حکم دی سولے لو اور جس سے روک کر رک جاؤ

مذہب و معاشرت آپس میں خوب جکڑ چکے ہوتے ہیں۔ اور ایک بے خبر عین مجاہد ہوئے۔ اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادات سمجھا نہ سکتے تھے، وہی معاملات و طرز معاشرت بتا سکتے تھے، لہذا سحر۔

ہر چند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب و لیکن معاملات یا احکام علمی میں دوست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت میں انبیاء نے دخل دیا ہے اور اس کا عہد و طرز تسلیم کیا ہے، ہمیں اس تہذیب کو مد نظر رکھا ہے۔ اسی فطرت سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہے

مین تو اس واسطے پہنچا گیا ہوں کہ اچھے عادات یا اخلاق کو پورا کر دوں

اور کبھی فرمایا ہر قوم میں سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہ ہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سبجکلم تعلیمات کو جو دین میں ہے نہ کر آیا ہوں تابع نہ ہو

اور خدا تعالیٰ نے خود بھی فرما دیا کہ تیرے مرب کو اپنی  
قسم سچ۔ یہ لوگ کبھی مومن نہ ہو گئے جب تک اپنی تمام جھگڑاؤں  
اور اختلافی معاملات میں تجھے حاکم نہ بنادیں۔ پھر تیرے  
فیصلہ سے انکو دلائل میں نکلے گا۔

انما بعثت لانيتم كادرم الاخران رواه  
في الموطا بالنظر حسن الخلق  
لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعاً لما  
جئت به رواه في شرح السنه

ولا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر  
بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما  
قضيت وليسلوا سلمي - نساء ٩

پیر ارشاد و خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہے جو از قلم معاشرت ہو چنانچہ صحیح بخاری میں

عن عذرة بن الزید قال خاصم الزید بن حنبلہ

مردی کو کہ ایک شخص نے حضرت زیدؓ سے ایک نامی کے

عن عمروة ابن الزهري قال خاصم الزهري في حله

من لا نصارى في شريم من الحرة فقال  
الذي صلى الله عليه وسلم اسق يا زبير  
فارس المار الى جارك فقال لا نصارى  
يدرسون الله ان كان ابن عمك فلو كان  
ثم قال اسق يا زبير ثم اجلس لما جنى يرجع  
الى الجدار فقال المار الى جارك وادع  
البنی صلی اللہ علیہ وسلم للزبير حقه في  
الحكم حين حفظه الا نصارى كان اشارة  
عليها بامر عذبة فيقتل الزبير فيا حسب  
الا نزلت في ذلك فادوراك لا يومنون  
حتى يحكموا فيما شجر بينهم - بخلافه ۶۲  
وما كان المؤمن الا مومنة اذا اتفق الله  
ورسوله امر النكاح لعمركم خير من امرهم  
ومن يعص الله ورسوله فقد ضل صلا  
مبيناً

(جو ایک پانی کی جگہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ میں  
کچھ جھگڑا کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سر جانا۔ آنحضرت  
نے اس میں بطور مصالحت فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر  
اپنی کھیت کو بقدر حاجت سیرج لے۔ پھر اس شخص  
کے کھیت کی طرف پانی چھوڑ دے۔ وہ انصاری  
اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی عزت  
کے سبب غلطی فیصلہ سمجھا۔ پھر آنحضرت کا چہرہ مبارک  
(غصہ کے سبب) متغیر ہو گیا اور آپ اس میں پورا  
حق دلایا اور زبیر سے کہنا کہ تو اپنی کھیت کو آگے  
ڈیر ڈیتا ہے۔ پھر اسکی طرف پانی کو چھوڑ۔ جس پر  
یہ قول نزل ہوا۔

اور امتحان نے یہ بھی فرمایا جو کہ کسی مؤمن مرد  
یا عورت کا یہ نصب نہیں کہ امداد اور اسکا رسول کوئی  
حکم صادر فرما دین اور وہ اسکے مانع نہ مانع بین خود مختار  
ہیں۔ جو امداد اور رسول کا کہنا نہ مانع نہ وہ کہلا کہلا  
ہوگا +

یقول ہو ایسی ہی موقع میں نازل ہوا جو اقدیم معاشرت جو خیانتچاہن حریر بن مروان وغیرہ نصیر بن  
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو پیش  
رسول غلام زبیر کے نکاح میں لینا چاہا اور اسنے  
اسکا رد کیا اور اسکے بہائی عبداللہ نے اسکو غلام سمجھ کر نکاح  
کے لئے لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر پر

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم انطلق ليعطى فاة  
بن حادثة فدخل على زینب بنت جحش  
فخطبها قالت لست بالکھتة قال بل فاکھبہ

او امر نفسی فبينا هم ايجد ثاں نزل اللہ ﷻ اصرار کیا۔ آخر اس نے کہا کہ میں اپنی زمین سوچ گئی۔  
 ہذا کہ ایتہ علی رسولہ قالت قد صلیت ﷻ اب اور وہ یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ آیت نازل ہوئی یہ  
 یا رسول اللہ منکھا قال نعم قالت اذن لکھے ﷻ وہ عورت بولی کہ اگر آپ کو یہی پسند ہو تو میں آپکی  
 رسول اللہ قد لا تحت نفسی۔ آخر جب ابن حجر <sup>وہ بن مردیہ</sup> تابعدار ہوں

یہ اقوال بانی و احادیث نبوی تو بطور معمول امور معاشرت کا مذہب میں داخل ہونا ثابت کرتے ہیں اب  
 چند احادیث و اقوال سے ذکر کرنا چاہتے ہیں جس سے خاص خاص امور معاشرت کا دین میں داخل ہونا  
 ثابت ہوتا ہے اور امت مسلمہ نے **قانون محافظت حقوق جانی و مالی خلائق میں** (جسمین  
**دیوانی و فوجداری** و دونوں قسم کے احکام آجائے ہیں) فرمایا ہے

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایک دوسرے کا خانی مال نہ کھاؤ	لا تأکلوا اموالکم الخ۔ نساء ع
(۲)	کسی کو قتل نہ کرو۔ کرو گے تو خود مارے جاؤ گے	کتب علیکم القصاص الخ۔ بقرہ ع
(۳)	خاص کر یتیم کا مال حق نہ کھاؤ۔ کہاؤ تو اگ میں جاؤ	ان الذین یاکلون اموال الیتامی۔ نساء ع
(۴)	چور ہی نہ کرو۔ کرو گے تو تمہارا ہی ماتھے کاٹی جائیں گے	السارق السارقہ فاقطعوا۔ مانند ع
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان الله یامرکم ان تودوا الامانا۔ نساء ع

(قانون شہادت میں جو دیوانی مقدمات کے لیے بمنزلہ اصول ہر فرمایا ہے۔)		
(۶)	سچی گواہی کو نہ چھپاؤ ایسا کرو گے تو گنہگار ہو جاؤ	ولا تکتھوا الشھادۃ الخ بقرہ ع ۳۹
(۷)	جھوٹ نہ بولو	واجتنبا قول الزور الخ ع ۴
(۸)	معاملہ کے وقت دوسرے کو اہم قرار کرو و نہ ہون تو ایک اور	واستشھدا واشھیدین بقرہ ع ۳۹
<b>قانون معاشرت و اخلاق روزمرہ کی عادات</b> (کھانا پینے پلنے صحت رکھنے کے بارے میں)		
جو ذاتی اور اخلاقی کام اور فوجداری احکام پر مشتمل ہر فرمایا ہے		

(۹) (۱۰)	خضر ریاد روہ جانور جس پر بوقت فوج بسم پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائتہ
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا۔ چوٹ سہارا گیا۔ کر کر گیا۔ عام مردار	ولا تا کلوا مما لکم اللہ علیکم
(۱۵)	بجھاؤ۔ پر اگر وہ مردار اس کتھر کا مارا ہوا ہو جس کو تم نہیں	احل لکم الطیبۃ وما علمتم من
(۱۶) (۱۷)	پڑھ کر نکال دے پھر چوڑا تھا تو بے شک نش کر جاوے	البحارح مائتہ غ
(۱۸) (۱۹)	شراب نہ پیو۔ جو نہ کہیلو یہ شیطانی کام ہیں	انما الخمر والمیسر رجز مائتہ
(۲۰)	زنا مت کرو۔ بچہ بڑی بچیاں ہی ہو	ولا تقربوا الزنا۔ بنی اسرائیل
(۲۱)	کسی کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم اپنی مردہ بہائیں کا گوشت کھانا	ولا یغیب بعضکم بعضا الخ
(۲۲)	چاہتے ہو جو حال حیف میں جماعت نہ کرو	سحرات ۶۔ قل هو اللہ العزیز
(۲۳)	مان باپ۔ ہمسایہ۔ قرابتی۔ مسکین۔ مسافر۔ مسکین۔	وبالوالدین احسانا نساوۃ
(۲۴) (۲۵)	کسیکے گھر جاوے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کہو	ولا تدخلوا بیوتنا غیبا
(۲۶) (۲۷)	اور داخل ہو نہ کیا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاوے	نورع
(۲۸)	اور خاکسار تین تین مین۔ صبح۔ دوپہر۔ بعد عشاء کی	لیستاذنکم الذین ملک
(۲۹)	اتار کر اوقات میں ضعیف وہ نہیں جیسے لڑکے عیال	ایمانکم لوم غ
(۳۰)	یا غلام وہ لوگ بھی ملا اذن نہ آویں	
(۳۱) (۳۲)	قانون ازہ و واج جو بہترین امور معاشرت سے جو فرمایا ہو	
(۳۳) (۳۴)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرکہ کو نکاح لینا	ولا تنکحوا المشرکات
(۳۵) (۳۶)	راکی دو	بقرہ ۲۴
(۳۷) (۳۸)	سہیلی مان۔ اپنی ان بہن۔ بہن بھئی۔ خالہ۔ بھئی	ولا تنکحوا ما نکح اباکم
(۳۹) (۴۰)	بھانجی اپنی نکوہ مذکورہ کی بیٹی۔ اپنی بیٹی کی بہن	حرمت علیکم ما
(۴۱) (۴۲)	جو روکے ہوئے اسکی بہن سے نکاح نہ کرو	نساء ۳۷
(۴۳) (۴۴)	قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے ہے فرمایا ہو	

- (۳۷) جس عورت کو چھوڑ کر پہلا ناجا ہو اس کو لکڑی دو دفعہ طلاق حق قرار دی گئی ہے تیسری دفعہ طلاق ہو گئی تو وہ رجوع سے ماہتہ نہ آویگی
- (۳۸) رجوع کی صورت میں بھی تین حیض یا تین طہر تک تہا رہی اور کبھی جاوے گی۔ اس اثنا میں تین رجوع نہ کیا تو وہ عورت ماہتہ ہو جاتی ہے
- (۳۹) جو کچھ منہ مہر میں دیا ہے بصورت طلاق واپس نہ ہو گا۔ بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی (متعہ الطلاق) دینا پڑیگا
- (۴۰) ان اگر عورت خود اپنا آپ مہر دیکر چھوڑنا چاہے تو مہر کو مہر لینا جائز ہوگا۔ یہ اس کی حد میں ہیں۔ جو اسے تھوڑا کرے گا وہ ظالم ہوگا
- قانونی ارث میں** جو دیوانی مقدمات سے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔

- (۴۱) ایک بیتر کے ساتھ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے
- (۴۲) مہر بیٹیاں ہوں تو کل مال سے اس کی دو تہائی فقط ایک
- (۴۳) ہوتو اس کا نصف۔ اس طرح اور اہل فرائض و عصباء ان آپ
- بیان نبوی جن بہائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر میں یہ کہہ دیا کہ یہ اس کی حد میں ہیں جو اسے تھوڑا کرے گا وہ
- ان کی حد میں داخل ہوگا۔

## قوانین سیاست و ریاست میں جو پولیٹیکل معاملات و حکمرانی مقدمات کے متعلق ہیں ارشاد کیا ہے

- (۴۴) حکام وقت کی اطاعت کرو جو لوگ حکام کی طاعت سے خارج رہیں
- (۴۵) ہرگز اسے نہیں یا بغاوت کوٹ مار کرین ان کو قتل کرو یا پھانسی دو یا جلادین کرو
- (۴۶) تمہاری ریاستوں میں نہایت ہی مخالفین ہیں چاہیں تو ان کو نہرو دو

انما جند الله واطيعوا امره

واعتوا نواہیہ

انما جند الله واطيعوا امره

واعتوا نواہیہ

انما جند الله واطيعوا امره

واعتوا نواہیہ

انما جند الله واطيعوا امره

واعتوا نواہیہ

انما جند الله واطيعوا امره

واعتوا نواہیہ

پھر آنکھ جان و مال سے تعرض نہ کرو۔

(۴۸) تہا بنو شمن بنی مخالف تہا بنو صالحت جاہن تو تم قبول کرو  
وان جنحو للسلام فاجنبہا انفا

(۴۹) بن مخالفین نہ بہت تمہاری صلح اور دوستی ہو جائیو۔ اسے  
الا الذین عایدتم۔ براؤ غ

(۵۰) عذر اور رٹائی نہ کرو۔ بلکہ باجساک سلوک پیش آؤ  
لا ینہاکم اللہ عن الذین لہو بقا لکم

(۵۱) باہم اتفاق رکھو۔ منازعت نہ کیا کرو  
ولا تنازعوا فتشعلہ۔ انفا

(۵۲) جمہوری اور ان بڑی بڑی کاموں میں جن میں کچھ کم وارد نہیں باہم کٹی  
و شاورہم فی الاموال عمران  
کر کے مشورہ کر لیا کرو

(۵۳) اس کٹی کے مجب تہا بنو دوست وہم خیال لوگ ہوں۔ دشمن  
و مخالف ہوں۔  
لا تتخذوا

(۵۴) مجب شریعت سے انہو کو اپنا راز مخالف نہ بناؤ۔ اور اس غیبت  
لا تتخذوا وعدی وعد کھ

کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ۔ جیسے طالب بن ابی بلتعہ  
اولیاء تلقون الایم بمودۃ

(۵۵) بی بدی سے ہو اسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ  
ممتحنہ

حال مل کر کو نگاہ پہنچا۔

(۵۶) جب مجلس کٹی میں حاضر ہو یا کسی جمہوری کو کم کے لٹی  
و اذا کانوا معہ علی مرجع مع الخ

جمع ہو تو جانوں امام (مجلس) کے وہاں نہ جاؤ نور غ

(۵۷) ایسے عامل و مال زمین بھری ہوشی ہو جائے کہ وہ  
خذ من اموالہم صدقۃ الم توبہ

تسبیح کرو

(۵۸) تسبیح کے باخروج و تنخواہ ایمین سے مقرر کرو  
انما الصدقات للفقراء

اس مال سے مساکین و سافروں کی پرورش کرو اور  
و المساکین و العالمین علیہا

غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کرو

توبہ ۶

اسی قسم کے ممد و حکم تعلق امور و اشرف قرآن میں مسجد و ہین جبکہ خدا نے دین میں داخل نہیں کیا



اور آنکھ کرنے بخرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہم ان سب حکام کو اس مقام میں بیان نہیں کر سکتے۔ اور دریا کو کوزہ سے پانی نہیں سکتے۔ اور جن احکام متعلق امیر معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیے ہیں ٹھہرایا ہے۔ اور ان میں قوانین کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ احکام قرآن سے برہنہ ہرگز نہیں بلکہ خارج از احصاء و شمار۔ از ہجہ نیز چند تعلیمات کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے مگر ان اشعار کی بدستور سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے محفل ضامین کا بیان عمل میں آتا ہے۔ اور سبائی نقل بارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جس میں وہ حدیث ہر نشان دیا جاتا ہے۔ اور ایک کتاب شکوہ کا حسین وہ حدیث منقول ہے اور ہر کیس کو حل کتنی ہے مگر صغیر بھی بتایا جاتا ہے۔

مشکوٰۃ  
مستحسن

(کہانی پیچھے ہٹنے اور غیر اخلاق و عادات کے متعلق احکام)

- (۱) جو شراب بہت سی پیشے سے نشہ دے وہ تھوڑی سی پانی بھی جام ہے (ترمذی ابو داؤد و ترمذی ۳۹)
- (۲) شراب کا سکہ نہ بناؤ (مسلم)
- (۳) دو روپے کا سکہ استعمال نہ کرو وہ دو روپے کا نہیں ہے۔ خود مرض ہو (مسلم)
- (۴) جو پانی کی پیر نشہ دے وہ شراب ہے۔ جو کوئی اسکو پوچھو کہ خدا اسکو دے گیون کے زخموں کا بخوڑ پلائیگا + (مسلم)

روایات گذارے۔ جو با بھیر یا وغیرہ درندے۔ چیل وغیرہ ناخن دار پرندے

۹۸۶۸ حرام میں (بخاری مسلم ابو داؤد وغیرہ)

(۱۰) مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندھ کر تیرن کا نشہ نہ بناؤ۔ جو ایسا

کر لینگا وہ ملعون ہوگا (مسلم ۳۴۹)

(۱۱) کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ۔ جواب اگر لینگا وہ بھی ملعون ہوگا (مسلم ۳۵۱)

(۱۲) جانور قابو میں ہو تو اسکو ذبح کرو۔ تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے شکار یا گویاں ۳۴۹)

میں گرا ہوا) تو اسکو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارو۔ جہاں لینگا اسکو پاک و حلال ۳۵۰

کر دیگا۔ ابو داؤد و ترمذی وغیرہ

# جو عقوبت قلم میں نہ آجی ان شاء اللہ تعالیٰ بقراۃ ۲۵۲

<p>اس کتاب کے ساتھ جو عقوبت قلم میں نہ آجی ان شاء اللہ تعالیٰ بقراۃ ۲۵۲</p>		<p>(۳۱) جیسے جانور سے کوئی ٹکرا کاٹ کر نہ کھاؤ۔ جو مکڑی قبل فرج جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی و ابوداؤد) ۳۵۱</p> <p>(۳۲) خالص یسٹھن لباس (بلآخر مرض غارش وغیرہ) مرد نہ پہنیں۔ جو پہنیکا وہ آخرت میں اس سے محروم رہیگا (بخاری و مسلم) ۳۶۵</p> <p>(۳۳) کس کا رنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنیں یہ کافر و کھن کا کام ہے (مسلم) ۳۶۶</p> <p>(۳۴) ٹخنے سے نیچے اڑا کر نہ کھجوا یا کر دیکھا وہ دونوں میں جائیگا (بخاری) ۳۶۵</p> <p><b>نوٹ</b> ہمارے مخاطب والا انتخاب نے اس حکم کو ہمیں میں آرا یا ہے۔ اور دین سے مٹا یا ہے۔</p> <p><b>فقہ عقوبت قلم</b> — ان شاء اللہ تعالیٰ</p> <p>(۳۵) سونا اور شیشہ دونوں کے لیے حرام ہیں اور عورتوں نے حلال (ترمذی و نسائی) ۳۶۷</p> <p>(۳۶) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا کبے لکھنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم) ۳۶۵</p> <p>(۳۷) مرد جو عورت کو نکاح زبور یا لباس پہنے تو خدا کی اس لعنت ہو یا اس ہی عورت پر اگر وہ کی صورت اختیار کرے۔ (بخاری) ۳۷۲</p> <p>(۳۸) مشہکین کا خفاف کرو۔ وٹا ہی برٹاؤ۔ اور جو چین کتر او۔ جو جو چین نہ کٹاؤ۔ (بخاری و مسلم) ۳۷۲</p> <p>(۳۹) وہ مسلمانوں میں سے نہیں جو بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی (مسلم) ۳۷۲</p> <p>(۴۰) سبوا کی کیا کرو۔ اس میں خدا کی خوشی ہے۔ (احمد و دارمی) ۳۷۱</p> <p><b>تذکرہ</b></p> <p>ایک حدیث صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جو چین کترنا۔ وٹا ہی کو بڑا مانا۔ سبوا کی کرنا۔ تاک میں بانی لینا۔ ان میں کاٹنا۔ انھیں بون کے ملی اور سوخ دم و بونا۔ بعلو کچ بال کٹا۔ شرمگاہ کے بال نوٹنا۔ پانی سے ستیا کرنا۔ (کئی بات چھ اور) یہ دونوں فطرتی فعل ہیں۔ یعنی قدیمی عمل وادیاں۔ تاہم وہ کسی معمول ہیں جو دین اسلام میں بوجہ اصطلاح میں غلیل مذہب پہنچے ہیں۔ چنانچہ اہل اسلام کا دعویٰ ہے۔ یا یہ کہ انسان سچ پھر چین اصل ہیں۔ چنانچہ پھر ہی مسلمانوں کا خیال ہے۔ لیکن بڑا عجیب کہ وہ</p>
<p>اس کتاب کے ساتھ جو عقوبت قلم میں نہ آجی ان شاء اللہ تعالیٰ بقراۃ ۲۵۲</p>		<p>اور اگر وہ جو بکریاں کرتے ہیں تو وہ ان کے چھاپوں کے میں یا با کجا کما کا لانا۔ جذبا نہ دیکھو میں۔ کہانے سے</p>

# اشاعت السنۃ النبویہ

علی صاحب الملوۃ والمقیۃ

بابت ماہ رمضان ۱۲۹۷ھ

مطابق ستمبر ۱۹۷۸ء

نمبر ۱۸

جلد دوم

حصہ اول میں بعض عقائد ثنائیت بحث ہو اور حصہ دوم میں مومنوں و معاصرت تہذیب الخلاق کا جواب آتا ہے

منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اظہار نتیجہ استیشار

اشہد انہما صندرجہ نمبر ہفتم کے باب میں مراد آباد - دہلی - ناگپور - ڈونا کے شاہپور - لاہور - کپورت تھلہ وغیرہ کے  
تحریرات ہمارے سابق انجمنی مین انکا خلاصہ یہ ہے کہ انچریوں کے الزام سے متقلدین کا جواب مقدم ہے  
دلیل انجمنی (جو ایک بڑی محدث داماد و سند الوقت کی تحریر کی ہے) یہ ہے کہ اگرچہ انچری مذہب کی فرسٹ  
نفسہ فریضہ ہے مگر انچریوں کی نظرسیرہ ضرر تقلید سے کمتری ہے۔ تصدیق کا اثر  
علما و صلحا و اقلیاء زمانہ پر محیط ہے جو انکو الی سدر راہ اتباع سنت ہو رہا ہے۔ اور انچری خیالات کا اثر  
بجبران لوگوں کی جو پہلی ہی سے اطاعت شریعت سے خارج اور بیواہر نفس کے متبع تھے انکی نفسی عالم دیندار پر  
عالم ایک ہی تقلید ہو گا تو ہزار آدمی کو تقلید کی دعوت کریگا۔ اور انکی عیون کا اثر عامہ صلحا و برہما ہو گا۔  
اور ان سے عمل بالحدیث چھوڑیگا انچری تنہا ہی ہو گا تو انکی بات بجبران لوگوں کی جنکو کوٹ پٹوں پہننے کا شوق اور  
ازادی کا ذوق ہو کوئی نہ سینگا۔

انجمنی اس دلیل کو بھی اس تجویز پر آمادہ کر دیا کہ دو خبر و عمالہ سے ایک خبر و متقلدین کی بحث میں لگاؤں۔  
دوسرا حضرات انچریہ کی نذر کر دیں۔ بعد ختم نام بحث مذہب متعلات جو غالباً ماہ آئندہ میں ہو گا  
اس تجویز پر عمل درآمد ہو گا۔ اس شانہ میں اگر کسی ممبر یا ناظر رسالہ کو اس رائے سے مخالفت منظر  
ہو تو وہ اپنی خلاف کی دلیل پیش کرے۔ ورنہ من بعد بخر تسلیم درضا چارہ نہ ہو گا +

## اعلام

بحث اثبات نبوت اول سے آخر تک پیچہ کے رو میں ہو۔ یہ لوگ اگرچہ لفظ نبی نبوت کو ماننے میں نہ مکر معنی و  
 نبوت سے (جو انبیاء بیان کرتے ہیں) یہ لوگ انکار ہی میں۔ یہ بات توضیح و تشریح بعد اختتام مقدمات  
 معلوم ہو جاوے گی تاظرین اس بحث کو خطاب پیچہ یہ سواضی نہ سمجھیں۔ بلکہ سربہ زمین کا جواب  
 خیال کریں۔

## امام غزالی

از اہل سید احمد غاضب بہادر ہند سیاحہ جادی الثانیہ ۱۳۵۸ء میں ایک بیدیل دعویٰ (جسکو بیدیل ہونیکلی  
 سے ایک جزئی حکم کہا جا سکتا ہے) کیا ہے کہ امام غزالی کے دیگر سالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا یہ اعتقاد نہیں  
 رہا تھا جو انہوں نے مقدمہ الفضال میں کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا جزئی حکم بیدیل وہ مافیہ جو آپ کا  
 ہوا ہے متعابین امکوب نامی ہیں۔ غاضب اس حالت میں کہ اسکا خلاف امام غزالی کے اقل میں  
 موجود و بکثرت میں اسی رسالہ مقدمہ الفضال کے شروع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالہ آپز اخیر میں بعد کمال و تبحر  
 فلسفہ اور اسکے مناسبہ وغوائل پر مطلع ہو جائیکے تصنیف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں نصرانی ابتداء سے بعد  
 الفراغ من علم الکلام بعلم الفلسفہ فشرعت عن ساق الجذ فی تحصیل ذلک العلم من الکتاب  
 فاطعنی اللہ تعالیٰ بمجد المطالعة علی منتهی علوہم فی اقل من سنتین۔ ثمر لازل  
 واضب علی التفکر فیہ بعد فحہ قریبا من سنة اعاودہ وارادہ وارادہ و القفل  
 غوائہ و اغوازہ حتی طلعت علی ما فیہ من خداع و تلبیس و تحقیق و تبہیل اطلاقا عالم  
 اشک فیہ فاستمہ لکان ان اذکولک حاصل علوہم فانی رأیت الی اخر ما لخصناہ فی الصحیفۃ الحامسۃ  
 پر حصول کمال کے بعد کیا زوال ہو گیا تھا جس میں انہوں نے رجوع کیا اور فلاسفہ کی باتوں کو (خبرہ و خبر کمال  
 تلبیس تحقیق و خداع و تبہیل کہہ چکے ہیں حق سمجھ لیا؟

اس سالہ مقدمہ الفضال کے کواکب کی تصنیفات امام غزالی۔ جواب سوالات زادہ و قسطاں تقسیم تمام العوام  
 رسالہ قدسیہ الاعتقاد فی الاعتقاد و مضمون بر علی المہر مضمون بر علی غیر المہر۔ کتاب التعلیل لفرقہ بین الاسلام و

مقصود الاسنی فی شرح الاسرار الحسنى احتیاج معلوم غیر ناجز کے سبب کتب الہیہ و راقم کے پاس موجود ہیں۔  
 بہت ہی مضمون منفذ من الضلال کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ پہر وہ رجوع آپ کا کس کتاب میں ہے۔  
 علاوہ بران تاریخی واقعات ہی یہی مضمون کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اخیر عمر میں محدثانہ خیالات پر  
 تہی قال علی القاری مات الغزالی والبخاری علی صدادہا پہر انکار رجوع کیا بعد موت ہوا ہو معلوم ہوتا ہے  
 کہ جناب مخاطب نے مسلمانوں کو یہ بات کر غزالی ہمارا ہم خیال ہے جسے کہ لکھو یہ بات اپنی باطنی نیچر پر نکالی ہو۔  
 کسی ظاہری کتاب میں نہیں دیکھی شاید ہماری نظر کا قصور ہو۔ ہم بہت خوش ہو گئے۔ اگر آپ لکھو اس  
 کتاب سے نشان ہی کرینگے مگر وہ کتاب کسی نیچر یا فلسفی کی تصنیف نہ ہو۔ قدیمی مسلمانوں کو کسی تحقیق کی بات

## شرح حدیث

من قال لا اله الا الله دخل الجنة وان زنى وان سرق

جناب مدوح نے اسی پرچہ جادوی الثانیہ کے خاتمہ میں تبسک حدیث مذکورہ بعد زنی یا جس نے دل سے لا الہ الا اللہ  
 کہا چہرہ خواہ زانی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

جس سے مراد اپنی یہ سو کہ لا الہ الا اللہ کہو والا خواہ کیسا ہی گناہگار ہو وہ بلا سبب غلبہ بہشت میں بادینگا۔  
 اس سے مراد دلیل یہ ہے کہ ہماری ہی سہن نزع ہو ہم اسکی تکذیب میں۔ اور آپ ثابت۔ غلبہ بہشتی کے بعد  
 گناہگار مسلمانوں کا بہشت میں داخل ہو جانا تو ہماری نزع کا محل نہیں ہو۔ اور اس میں اور کیا یہ قول ایک نیک حکم  
 کو ہی دلیل سہرہ اپنے قائم کی ہے کہ کتاب سنت میں بائی جاتی ہو۔ اور حدیث مذکورہ بعد کی وہ مراد نہیں ہے  
 جو آپ سمجھی ہو اسکی مراد جو طریق تصنیف یا مصنف نیکو کند بیان۔ خدا و رسول نے کئی آیات و احادیث  
 ضمن میں ظاہر کی یہ ہے کہ جس لا الہ الا اللہ کہا چہرہ خواہ زانی وہ ضرور بہشت میں داخل ہو رہیگا۔ خواہ  
 پہلی ہی داخل ہو جائے اور اسکو سب گناہ بدوں شردی خدا تعالیٰ معاف کر دے خواہ گناہوں کی سزا بہشت کر رہا  
 میں داخل ہو۔ وہ آیات و احادیث صریحہ مراد اس حدیث کی ثابت ہوتی ہو۔ کئی میں لیکن سہم میں مکیات  
 و حدیث کے ذکر پر اکتفا کر لیا جاتا ہو **قال للہ تعالیٰ** ان اللہ لا یعجز شیئاً بد و یغفر  
 ما دون ذلک لمن یشاء یعنی خدا شکر کو تو ہرگز نہیں بخشتا۔ پراسر ہر چیز کے گناہ جسکو چاہے بخش دے

ابو سعید محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما  
ابو سعید محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما  
ابو سعید محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما  
ابو سعید محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما

اسکا مفہوم صاف اہل ہر کہ جنکو وہ چاہو وہ گناہ نہیں بخشتا۔ اور اس شخص کا نہ چاہنا ہی اسکی قدرت میں  
داخل ہے سید احمد خالد جب کاغذ مضمون میں عبارت مندرج پرچہ رحمتا میں اس پر اعتراض کہ اس صوت  
میں وعدہ مغفرت مشتبہ ہو جاتا ہے اس تقریر سے مندرج ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں فاسق مسلمانوں کو کہو وعدہ مغفرت  
کا یقینی قطعی ہونا آپ کو کس نے بتایا ہے۔ اور اس شبہ کا خلاف کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا ہے۔  
چنانکہ کتاب سنت و آثار اخبار امت کو دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قطعی وعدہ مغفرت تو مقتضی ہی کے  
وہی کہ مقتضی ہونا ہے کہ سب کا بخیر خدا و رسول نے نشان دہی پہلے شبہ ہے (مخصوص ہے  
فاسق مسلمانوں کو تو شبہا ہی شبہا ہے کہ دیکھو چاہیں یا گناہوں کی سزا بگت کر چٹی پتے ہیں قال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ ذنوب غفیرہ  
من خیر ویخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ ذنوبہ من خیر ویخرج من النار من قال لا الہ  
والی من کما یک جو بڑا گناہوں برابر با ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ یہ حدیث صاف مطلق ہے کہ جسے انہو ذرخ میں داخل کیا ہوگا  
آخر ایمان کی سبب نکلا لا جاکہ اس کا لہو اور ذرخ میں اب تک نہ کی تفصیل بہت سوا حدیث صحاح و مستدرکین  
موجود ہے۔ اور بخیر ان عذاب مسلمان گناہوں کا روکا ہوا ہے مضمون میں عبارت مندرج مذکور و مسطور ہیں کہ  
حدیث و آیات احکام نیز موجود صحیح بخاری میں بصفہ حدیث ہے کہ آنحضرت فرمایا صحابہ کو فرمایا کہ  
کہ جو کوئی تم سے چوری یا قتل نفس یا بہتان کہ مرتکب ہوگا اگر اسکا حال دنیا میں نہ کہلا اور اس پر  
سزا جاری نہ ہو تو وہ خدا کی سپرد ہے۔ وہ چاہیگا تو اسکو بلا سزا ہی چھوڑ دیگا۔ اور اگر خدا  
کرنا چاہیگا تو عذاب کرے گا۔ گناہگار مسلمان کے لئے عذاب کا خوف ہونا۔ اس حدیث میں  
قطعی طور پر پایا جاتا ہے بلحاظ جو مراد حدیث مذکور کی نیز سمجھی کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں  
ہوئی و نہ ایک سوا اور فرقہ مذکور کہ کسی مسلمان کے خیال میں کسی عذاب صریح فرما کر کہ وہ خود کو قید نہ کرے نہ آزاد  
از کسی کو نہ خود بخیر بنائی اور اپنے مضمون نہ بہت معاشرت اور مضمون مذکور کا اہل عربی صحیح احکام میں  
از عہد کا نشانہ مذکور خاطر خاب ہم کہ ثابت کر لیکو یہ پڑھی جائی ہے مسلمان انکی خلاف واقع نشانہ توں مطہر

حدیث صحیح بخاری

# نمبر ۹۔ جلد ۲ حصہ اول اثبات نبوت

## بقیہ مقدمات بحث اثبات نبوت

اگر کوئی کہے کہ جب جو ب فکر و معرفت الہی شرع ہی سے ثابت ہوتا ہے اور شرع بدون ولائ سوجنے اور فکر کرنے مکلف کے قوار نہیں باقی تو مکلف نبی سے کہے گا کہ عقل تمہاری بات میں غور کرنے کو خود نہیں کرتی۔

یہی شرع سو میں غور و تامل کے سوا سے ثابت نہیں ہوتی پس زمین غور کرتا ہوں نہ تمہاری بات کو ماننا ہوں اس سے نبی ساکت ہو جاوے گا۔ تو ہم اسکے جواب میں کہیں گے کہ اس مکلف منکر کا یہ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کسی شخص کو جو ایک جگہ کہتا ہو کہو کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہے تو یہاں سے نہ ٹلے گا تو وہ تہجو مار ڈالے گا۔ اور اگر تو پیچھے پر کے دیکھے گا تو میری بات کو سچ جان لے گا۔ اسکو وہ شخص یہ کہے کہ تیری بات کا سچ ہونا تب ہی معلوم ہوگا جب میں پیچھے پر کر دیکھوں گا۔ اور میں پیچھے پر کر کہی نہ کہوں گا جب تک تیری بات کا سچ نہ جان لوں۔ یہ بات اس شخص کی حافت کی دلیل ہے۔ اور اسکو ملاکت کے لئے نشانہ بتاتے ہو۔ اس میں اس مادی کا کچھ ضرر و نقصان نہیں ہے۔ اس طرح نبی صلعم ارشاد کرتا ہو کہ تمہارا

فان قيل فاذا لم يجد النظر والمعرفة  
بالشرع والشرع لا يستقر ما لم ينظر  
بمكلف فيه فاذا قال المكلف للنبي ان  
بعقل ليس يوجب علي النظر

والشرع لا يثبت عندى الا بالنظر  
اقدام على النظر ادخلك الى الخلق المرد  
صلى الله عليه وسلم قلنا هذا ايضا  
قول القائل للواقف في موضع من الموضع  
ان وراءك ضاريا فان لم تترجم عن  
المكان قتلك ان التفت وراءك  
ونظرت عرف صدق فيقول الواقف  
لا يثبت صدقك ما لم التفت وراءك  
وقال التفت وراءى ولا انظر ما لم  
يثبت صدقك فيدل هذا على  
حاجة هذا القائل ويجده للهواه  
ولا ضرر فيه على الهادي المرشد فكذا  
النبى صلى الله عليه وسلم يقول ان  
وراءك

الموت و دونہ السباع المراضیہ والذی  
المحرقۃ ان لم تاحذوا منها حذرا کما  
و تعرفون صدقہ بالالتفات الی مخرجہ  
التفت عرفت احتراز و نجاء منہ  
واصرہ لک و تودی متعنی کلوا من العز

پہچے موت ہے اور اسکے بعد زندہ اور جلانے  
والے آگ ہے اگر تم اس سے نہ بچو گے تو ہلاک  
ہو جاؤ گے اور میری بات کا صدق تم میری بات  
میں غور کرنے سے پہچان سکتے ہو۔ پس جس نے  
اس میں غور کی اور سمجھ لیا اور جو کثرت ہوا وہ ہلاک ہوا

ان شواہد و اقوال علماء فحول سے ہماری تقریر کی پوری تائید ہوئی اور اسکی مستانوں - شکر  
تریاق کفر و زہر کی نسبت جو بات ہم کو کہی تھی اسکی تصدیق ہوئی۔ اور یہ بات بخوبی ثابت ہوئی  
کہ شکر و تریاق کا نیچر اس بات پر دلیل و علامت نہیں ہو سکتا کہ خدا اسکے عمل میں لائے  
سے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکے عوض میں ثواب دیتا ہے۔ اور کفر و زہر کا نیچر اس بات  
پر دلیل یا علامت نہیں ہو سکتا ہے کہ خدا اسکے استعمال سے ناخوش ہوتا ہو اور اسکے عوض  
میں عذاب کرتا ہے۔ جب ایسے کھیلے نیچر والے چیز میں خدا کی ارادت و مرضیات کی دلائل  
و علامات ہو سکیں تو دنیا کی اور کون چیرا راہ الہی پر دلیل ہو سکتی ہے اور ہمارے مثال  
سوم میں نیچر یون کی شرع کب صحیح ہو سکتی ہے۔

اس بیان سے مضمون شمال سوم کی محنت و صداقت کا اتمام ہوا اور اسکے ضمن میں اصل اصول  
مذہب نیچر پر کا بھی ابطال ہو گیا اور اسباب میں ہم ایک متعل بحث بھی کرنا چاہتے ہیں  
میں ہم بال کی کہاں نکالیں گے اور نیچر کو جسکو یہ لوگ منبر کہ کتاب سمجھ کر ماتھے میں لئے  
پہرتے ہیں (کہ ان میں کوئی دلیلین گے۔ ہم پہلے بھی کہ چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ  
خدا کا نیچر اور ہے جسکے وجود سے ہم کو انکار نہیں۔ ان لوگوں کا نیچر اور ہے جسکا نیچر عجیب  
خباہات ان حقارت کے کہیں وجود نہیں۔ اس بات کا کافی مجید ثبوت ہم رسالہ نمبر ششم  
میں دے چکے ہیں اس میں بڑا کرا خباہات اسکا آئندہ کرنا چاہتے ہیں۔ و بالبد التوفیق  
مقدمہ سما و سنہ انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسے علوم کی طاقت بھی رکھتا ہے



جو جو اس قسم کے عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوں اور ان چیزوں کو جان سکتا ہے جو اس کے دیکھنے سے پہلے ہی چاہتے ہوئے سمجھنے سوچنے فکر کرنے میں نہ آویں، بیٹھ کر بیٹھ کر یا سونے سوئے بغیر سے اس کے دل میں وہ آثرین گو اس کی عقل جو اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کی تشیل جو منزلہ دلیل ہے رو یا صاف کہہ دینے سچی خواب میں اور واقعات غیبی (جو نہ حواس سے معلوم ہو سکتی ہیں نہ عقل یا کسی اور اختیار سے آہستہ دریافت ہونی ممکن ہیں) کی نسبت انہیں لوگوں کی سچی خبریں۔ سچی خوابوں کا سبب علم والہ اور اک ہونا اکثر اشخاص جانتے ہیں اور اس امر کی صداقت وہ اپنے دماغ سے پہچان سکتے ہیں۔ انسان میں انہیں اس کی ملکیت بہیمیت کے زور سے بالکل منسلک و مٹایا میل نہیں ہو گئی کوئی شاذ و نادر شخص ہو گا جسکو کبھی نہ کبھی سچی بات خواب میں متکشف نہ ہو گئی ہو اور اس کا کوئی خواب انفس لامر اور واقع کے مطابق نہ ہو۔

ہر چند اکثر اشخاص بہائم ہیرت کی اکثر خواب از قسم خیالات روزمرہ ہوتی ہیں و لیکن بعض اشخاص (سے اجماع ملکی صفت والوں کے) بعضے خواب ایسی بھی ہو کر تھی ہیں جو درحقیقت و مزاحمت وہم و خیال و عادت و طبیعت سے محفوظ و برسرِ وقت ہیں۔ وسیع ذکاوت انفس لامر اور واقع کے مطابق۔

ہر ایک وسیع ذکاوتی اور بدیہی بات ہو چہر لیل قائم کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ بلکہ کیا جتا دینا اور لوگوں کی استیغناء کر دینا کافی ہے۔ جو اس میں لیل کا مطالبہ کرے وہ اپنی ہی لوح دل و دماغ کا مطالعہ کرے۔ اور اپنے مددِ الہی کے واقعات منافی کو غور سے دیکھے اگر انہیں کوئی سچی نفس لامر ہی بات حتمین وہم و خیال کا دخل نہو نہا وے تو پھر دس بیس سو چالیس اور ہجس لوگوں کو بخیر خوابوں کا تفصیل کرے۔ ضرور کوئی کھوئی سچا خواب پائیگا اور ہمارے اس بات پر ایمان لائیگا۔ تفصیل اس جہاں کی (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ الوداع کے صفحہ ۷۸ میں افادہ فرمایا ہے) یہ ہے کہ

واما الروح يا فحی علی خمسة

بشری من الله

وتمثل نورانی للمخاطب والذی ایل

المندرج فی النفس علی وجه ملکہ

وتخوف من الشیطان

وحديث نفس من قبل العا

التي اعادها النفس في البقعة

يحفظها المتخيلة - ويظهر في

الحس المشترك ما اخترن

فيها

وخیالات طبعیة لعللة الا

وتنبه النفس باذاها في البدن

خواب پانچ قسم ہین۔ اول الہی خواب یعنی بشارت  
وتعلیمات الہیہ (جسکے اثبات کے ہم ورپے ہین)

قسم دوم اخلاقی خواب جنہین نیک و بد اخلاق کی مثال  
صورتین انسان اپنی ملکی طاقت سے دیکھ سکتا ہے

قسم سوم شیطانی خواب یعنی شیطانی وسوسے اور  
ڈراوے جیسے کسی کا سر کھلا جاوے یا کوئی نذر کٹاؤ مارے

قسم چہارم خیالی خواب یعنی اُن امور کے خیالات  
جو انسان کی عادات روزمرہ میں داخل ہین اور اسکی

قوت تخیلہ میں جمع ہستے ہین اور بوقت خواب اسکی  
حس مشترک میں نمایان ہوتے ہین (چنانچہ صرف کوئی شخص

کی خواب آتی ہین سپاہی کو لڑائیوں کی۔ اوٹیر اخبار کو  
اخبار کے مضمون سوچتے ہین منطق کو منطق منہا میں خواب

میں آتے ہین۔ اسی جگہ سے مثل مشہور ہو گئی ہے۔

بلی کو چھپڑون کی خواب۔

قسم پنجم طبعی اخلاقی خواب یعنی وہ خیالات

جو بدن انسان میں اخلاط (مثلاً بلغم۔ صفرا) غالب  
ہو جانے اور نفس انسانی کے اس سے تکلیف پانے

کے سبب خواب میں بصورت مناسب اخلاط نمایان ہوتے  
ہین (جیسے صفراوی انسان خواب میں اگ دیکھتا ہے

اور اسکی گرمی سے تکلیف پاتا ہے اور بلغمی بانی دیکھتا ہے  
اور جسکے بدن میں فضلات (بول براز۔ منی وغیرہ) جمع

ہوں وہ خواب میں بیت الخلاء اور عورتوں کے

ارگردہ کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس

**قسم اول** کی حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی جب

حجابات بدن سے بوقت خواب کچھ فرصت پاتا ہے

تو وہ فیضان الہی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔

یہ خواب تعلیم الہی ہیں۔ جیسے خواب کا معراج جبریل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو اچھی

صورت میں دیکھا۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت

کو کفارات و درجات کے کام سکھائے یا وہ خواب

کا معراج جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مردوں

کا احوال منکشف ہوا

**قسم ثانی** کی حقیقت یہ ہے کہ انسان میں چھ

اور رب کے اخلاق و ملکات ہوتے ہیں ولیکن

ان ملکات کو وہ جان سکتا ہے جو بہیمیت چوڑکے

ملکیت سے موصوف ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ بہیمیت

سے تیز ہو جاتا ہے وہ اپنی بہائمیت اور برائیوں

کو بصورت مثالی محسوس دیکھتا ہے

ایسا شخص خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھتا ہے جکی

حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کا مطیع ہے اور رسول کو

خواب میں دیکھتا ہے جو اطاعت رسول کی صورت

مثال ہے

اما البشری من الله فحقیقۃ النفس

الناطقۃ اذا انتھرت غرضۃ عن عوا

البدن باسباب خفیۃ لا یکاد یقطن

بھا الا بعد تامل وانما استعدت

یغیض علیہا من منبع الخیر فی الجود کمال

علمی فافیض علیہ شئ علی حسب استعداد

ومادۃ العلوم المخزونة عنده وهذه

الرؤیا تعلیم الہی کالمعراج المناہی للک

رای البنی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ربه

احسن صورة فعلمہ الکفارات واللدجا

وکالمعراج المناہی الذی انکشف فیہ

علیہ صلی اللہ علیہ وسلم احوال الموتی

بعدا نفکا کھمن عن المیوت الدنیا

واما الرؤیا الملکی فحقیقۃ ہا ان

ملکات حسنة و ملکات قبیحۃ وکن

فصاحب هذا امیر اللہ تعالیٰ واصلہ لا

اللباس۔ ویری الرسول صلی اللہ

علیہ وسلم واصلہ لا نفیاد للرسول

المركز فی صدارة

ویری الانوار اصلہ الطاعات اور نور دیکھتا ہے جو دراصل طاعات ہیں جو نور اور

المكتبة في صدره وجوارحه  
 ستمری خیزون رجبیہ شد گئی۔ دودہ کی

تطهر فی صورتہ الانوار والطلیات <sup>کالمسلح</sup> صورت بین ظاہر و باطن

فمن رأى الله والرسول والملئكة  
 اور جو شخص خدا تعالیٰ یا رسول یا فرشتہ کو دیکھ لے

فی صورتہ قبیحہ اونی صورتہ الغضب

فایورٹن فی اعتقادہ خلاضعفا

و انفسه تکلم

وكانت الاذنية حصلت بطهارة

فمصلحة الشئ والحق

بہارِ رحمت میں تمہارے

و اما انجلیب من الدجیان و جسد و  
 جسم مالک (فایکلی، مہرہ) می گویند

میں جنویات الملعونہ کا لہر دو اقبل  
ہمیں کہ وہ بڑے بیوقوفانہ بہید رہا ہے۔

اور کالے کالے اوسيون سے دروازہ ہوتا ہے

جولوہی ایسی حیرین دیکھے وہ بائیں طرف ہوا

وہ سچا ہے اور اپنے کرم کو بدل دے۔

میں نے اس کی حدیث میں پایا ہے جو ایسے کردہ خواب و بھجورہ شیطان کی برائی سے خدا

کونینہ: کھو اور اپنی بائیں جانب تھوکرے۔ اور جس کروٹ وہ خواب دیکھو اسکو

بہارِ مہرے۔ اسکو اس خواب کا غرور پہنچا۔ حاشیہ

اس قسم کے اربعہ موضوعات کی حقیقت بذیل بیان ان اقسام کے ہم بیان کر چکے ہیں منجملہ ان اسلام

ہر ایک کے مفہوم و محل بحث قسم او او ہے اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اقسام چار گنا

سے علاوہ اس قسم کا وجود بھی ایک واقعہ اور حیرانی امر ہے اور اسکے موجود ہونے اور

تکے نام و ہمارے گمانہ خدا ہونے میں کیا بوجھال شک و تردید نہیں گوا اسکے حقیقت

و تشریح انیت میں گنجائش نزع ہے۔

ہم کسی ہندو یا قدیمی مسلمان یا عیسائی یا یہودی کو اسکے وجود میں تشرود نہیں دیکھتے۔ اور اس بات کا شکر نہیں پاتے کہ بعض اوقات میں بعض اشخاص کو خواب میں ایسا اثر نکشف ہو جاتا ہے جو پہلے سے اسکے دہم و خیال میں نہیں آتا۔ اور نہ اسکے اخلاق یا طبیعت کو اس سے تناسب ہوتا ہے و مع ذلک وہ امر واقع اور نفس الامر کے مطابق نکلتا ہو۔ مگر آج کل کے نئے مسلمان (جو نیچری کہلاتے ہیں) اس وجدانی و بدیہی امر سے منکر ہیں۔ اور بلا تفصیل خواب کو بے اعتبار بناتے ہیں۔ اور تعبیر خواب کو بے نسبت بر ملا کہتے ہیں کہ یہ بھی منجملہ ان برائیوں کے ہے جنکے عذاب میں قدیم و جدید مذاہب اعلیٰ سے ادا ہونے تک (جنہیں اسلام بھی داخل ہے) پہنچ رہی ہیں و لیکن انکا یہ انکار باوجود مسلمان ہونیکے محل تعجب ہے اور انکا اسلام معلوم نہیں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جس حالت میں بانی مذہب اسلام (خدا اور اسکا رسول) سچی خواب کو بے اعتبار کر رہی ہیں اور تعبیر خواب کو معتبر ٹھہرا لیتے ہیں تو یہ حضرات سچی خواب یا تعبیر خواب کا اعتبار کیوں نہیں کرتے اور اسباب میں خدا اور رسول کی بات کیوں نہیں مانتے۔ ہر چند اس امر کے اثبات میں قبل اثبات نبوت منکرین نبوت کے سامنے اللہ اور رسول کی کلام سے ہدلال و اجتماع مناسب نہیں ہے و لیکن ان حضرات (فالمین نبوت و بظاہر مصدق کلام خدا و کلام حضرت سالت) کے

آیہ بات آنرا بل سید احمد خالصاحب بہادر کے ایک ہم مذہب نے کہی ہے۔ اور آپ جو مذہب الاخلاق و جاہلی الثانیہ ۱۳۷۷ کے صفحہ ۳۸ میں وہ درج فرمائی ہے۔ جسکے اصل عبارت یہ ہے ”ہم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں بھی اور زمانہ حال میں سب ملکوں میں مذہب خواہ علم و درجہ کا آخوہ اونی درجہ کا ایسی خوابوں میں پہنچتا ہے کہ وہ علم نجوم اور کیمیا سے بھی بدتر ہو جاتا ہے خیال پرستی۔ توہمات باطلہ۔ سحر جادو۔ خواب و بخی تعبیر۔ فال گری۔ شگون۔ پیشین گوئی۔ عالم آئینی۔ غرض ایسی ہی ہزاروں برائیاں اس میں پہیل جاتی ہیں“ یہ عبارت صاف

ناطق ہے کہ یہ خفرت خواب یا تعبیر خواب کو عموماً ایسا جانتے ہیں جیسا خیال پرستی یا فال گوئی یا اور  
بڑے کام جو فریبیوں اور بے دینوں سے سرزد ہوتے ہیں **حاشیہ**

مقابلہ میں امداد اور رسول کی کلام سے استدلال جائز ہے لہذا اسکے ثبوت و تہات میں

چند آیات و احادیث کو پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ یوسف کے پہلے رکوع میں فرمایا ہے  
یوسف نے اپنے باپ کو کہا میں گیارہ ستارہ اور سورج

جاؤ اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھے ہیں

راخو باپ یعقوب نے کہا کہ یہ خواب اپنی بہائیکو  
نہ سنائیو وہ تیرے خلاف میں تدبیریں کرینگے۔

شدیدان لایسے تدبیریں سکھائیوالا (انسان کا دشمن

ہے) (خواب کی تعبیر یہ ہے کہ) اسطرح خدا تعالیٰ

برگزیدہ (یعنی نبی) کریگا اور تجھے خوابوں کی تعبیر

سکھا دے گا۔ پھر اسکے باوجودین رکوع میں فرمایا ہے۔ یوسف کے ساتھ قید خانہ

میں دو جوان اور گھمی۔ ایک بولا میں خواب

میں کیا دیکھتا ہوں کہ انگور کا پانی چھڑ رہا ہوں

دوسرا بولا میں خواب میں اپنی سر پر روٹی

اٹھا رہا ہوں۔ پہلوان خوابوں کی تعبیر بتاؤ۔

تم ہمیں نیک سخت معلوم ہوتے ہو۔ یوسف

علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم میں سے ایک (جس نے اپنے نہیں انگور کا پانی چھڑا دیکھا ہے)

تو اپنے میان کو (بدستور سابق) انگور کا چھڑا

پلا دیگا۔ دوسرا سولی چڑھایا جاوے گا جسکا

سر کو کوئی جانور کھا جائیگا۔ پھر باوجودین رکوع میں فرمایا ہے

اَزْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ  
أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ

لِي سَاجِدِينَ ۚ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ  
رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۚ

إِنِ اسْتَطَعْنَا لَكَ عُذْرًا  
مُّبِينًا ۚ وَكَذَلِكَ يَجْنِبُكَ رَبُّكَ وَ

يُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ ۚ قَالَ أَحَدُهُمَا  
إِنِّي أَرَأَيْتُ أَحْصِي تَمْرًا ۚ وَقَالَ الْآخَرُ

إِنِّي أَجِدُ قَوْقَ رَأْسِي جُبْرًا أَمَّا كُلُّ  
الطَّيْرِ مِنْهُ ۚ بَيْنَمَا يَتَاوَلَا إِذَا نَارُكَ

مِنْ أَحْسَنِ

أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ  
فَيَصْلُبُ قَوْلًا بَاطِلًا مِنْ

رَأْسِهِ

نمبر	مضمون	بارہ الفاظ حدیث
۱۱	ہے۔ اسکی تبصیر یہ ہوئی کہ وہ آپکی نکاح میں آئیں آنحضرتؐ نے خواب میں ایک کنوئین سے ڈول کھینچا۔ آپکے بعد حضرت ابو بکرؓ نے۔ پراٹھے کھینچنے میں کچھ ضعف پایا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کھینچا۔ انکو مانتے میں وہ بڑا بہاری ہو گیا اور انہوں نے ایسا پانی کھینچا کہ لوگوں کو پانی کی حاجت سے فارغ کر کے بٹھا دیا۔ اسکی تبصیر یہ خلافت با ترتیب ہوئے	فقلت اکشف الخ بنا انا علی بائرا نزع منہ اذا جاءنی ابو بکر و عمر فاخذ ابو بکر اللو فانزع ذنوبا و ذنوبا الخ
۱۲	آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن بکچی۔ جنسو آپ گہری پرانکو پہنک مار کر اڑا دیا۔ اور ہلکوسیلہ کذاب اور اسود عنسی (جو آنحضرتؐ کے دشمن مخالف تھے) کی ہلاکت سے تبصیر کیا ایک دفعہ آنحضرتؐ نے خواب میں تلوار کو جھٹکا دیا تو اسکی دم مار ٹوٹ گئی۔ دوبارہ جھٹکا دیا تو ویسی ہی سالم ہو گئی۔ پھر اسکی تبصیر یہ کہ پہلی کئی مسلمان حکمرانی میں مارے گئے پھر مسلمان فتحیاب ہوئے آنحضرتؐ فر خواب میں ایک حبشی عورت بکھرے سر مدنیہ سے نکلتی دیکھی۔ اور اسکے (مدنیہ سے) دبا نکل جانے سے تبصیر کی۔	بنا انا نائم رايت گہری پرانکو پہنک مار کر اڑا دیا و وضع فی ید ی سواران من ذہب الخ رايت فی رو یا ی انی ہزرت سیفا فانقطع صدده الخ رايت امرت سوداء ثایرة المراس الخ
۱۳	ایک طویل خواب میں آنحضرتؐ نے جبریلؑ میکائیلؑ کے ذریعے دورخ و بہشت کے سیر کئے۔ اور زانی۔ سود خوار۔ کذاب۔ قرآن سے غافل کو سزا ملتی دیکھی۔ یہ حدیث عجیب عبرت انگیز ہے اور ترغیب و ترہیب کے لئے بری کار آمد۔ ناظرین شکوۃ میں بصغہ (۳۸۷) اسکو ملاحظہ فرماویں۔	اقانی اللیلة اثنان واثما البعثانی راھنا قالانی انطلق وانی الطلقت معھا وانا ایتنا علی رجل الخ

۱۔	نسخہ	نسخہ	۲۔
	جہاز پر سوار ہوا دیکھا اور خوشی سے اس بات	یہ داخل علی بن ابی طالب و کانت تحت	۱۰۳۶
	انہما رکبا	عبادة بن الصامت قد دخل علیہما	
	ایک عورت بت مکان نے انہیں شامل ہونے کی	یوما فاصعمته وجعلت تفلح	
	ورخو است کمی - حضرت نے اسکو شامل ہونے کی	فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم	
	بشارت دی وہ بشارت امیر کے عہد میں سچی ہو	ثم استيقظ وهو يضحك الخ	
۶	ام لعلما وصحابہ عثمان بن طلحہ کے ایک چشمہ جا	فرأيت لعثمان عليا تجر فاحضرت رسول	۱۰۳۷
	دیکھا - آنحضرت اسکو عمل خیر سے تعبیر کیا	الله صلى الله عليه وسلم قال ذلك الخ	
۷	آنحضرت نے خواب میں دودھ پیا اور اپنا پس خور وہ	بينا انا قائم او نيت بقدر لبن	
	عمر کو دیا - پھر اسکو علم سے تعبیر کیا	فشررت منه حتى اني لا رمي الخ	
۸	آنحضرت صلعم نے خواب میں کئی شخص اس کو کورتہ پہن رہے	بينا انا قائم رايت الناس	
	دیکھا جنہیں حضرت عمر کا کورتہ دراز تھا - پھر اسکو دین سے تعبیر کیا	يعرضون علي وعليهم قمص منها الخ	۱۰۳۸
۹	عبداللہ بن سلام نے خواب میں بایں دیکھا جس میں کشتی	رايت كافي في روضه وسط الرضه	
	تھا اور تنوں کے سر جو پائے تھے - عبداللہ رحمہ کی مدد سے	عملي في اعلى العمود عروة فقيط	
	چڑھ گیا - اور رسی کو پکڑ لیا - آنحضرت فرمایا اسکی تعبیر یہ	لي ارقه قلت لا استطيع ناتاني	۱۰۳۹
	کہ وہ باغ اسلام ہے - اور ستون اسلام کے ستون (یعنی نماز	وصيف فرقع ثيابي فرقت	
	وغیرہ اعمال) اور رسی اسلام کی مضبوط رسی - اور	فاستمسكت بالعروة فانفتحت	
	مژدہ دیا کہ تو اسکو تادم مرگ تہامی رہیگا -	وانا اتمسك بها فقصصها الخ	۱۰۴۰
۱۰	آنحضرت حضرت عائشہ کو نکاح میں لائیں پہلی آنکو دودھ	اريتك قبل ان تزوجك مرتين	
	میں لٹھی کٹری میں کھا اور یہ مژدہ سنا کہ یہ تمہاری زوجہ	رايت الملك يحملك في سرة من حير	



تَجَرَّيْ اَئْتَسِنَ - اِنَّ هَذِهِ لَهْوُ  
الْبَرَاءَةِ الْمُبِينِ وَقَدْ تَنَاقَضَ بِدَلِّهِمْ  
عَظِيمٌ

صابر دیکھو گا۔ جب ان دونوں نے اس حکم کو مان  
لیا اور ابراہیم نے اسمعیل کو کون ٹپی یا تا تھو  
کے بل فوج کر نیکو لٹا دیا تو ہم نے پکار کر کہا کہ  
ابراہیم تو نے خواب کو سچا کر دکھایا یا ابھی ہم تمکو اسکا عوض دینگے۔ یہ حکم سننے پہ  
(رٹا برسی) امتحان کرنے کو دیا تھا۔ اور ہم نے اس کے بدلے ایک بڑا برہہ قربانی  
کر نیکو دیدیا۔

یہ سچی خواب اور انکی تعبیرات تو کلام الہی میں موجود ہیں اور جو کلام نبوی میں موجود  
ہیں اور شہادت پیغمبر سے ثابت ہیں وہ ہمارے احاطہ نظر سے باہر ہیں۔ از تحلیہ  
چند منامات و تعبیرات بطور مشتی نمونہ خردوار ذکر کئے جاتے ہیں۔

نمبر	مضمون خواب	پارہ الفاظ حدیث	نمبر
۱	ابتدائی حی آنحضرت بھی سچی خواب تھے	اول ما بددہ رسول اللہ الرزیا	۱
۲	نبوت کا تو ختم ہو گئی پر اسکا چہا لیسواں حصہ سچی خواب مومنوں کے لئے باقی ہے	ردی المومنین جزء مستور اربعاہ جزء امن النبوة	۱۰۳۵
۳	اچھی خواب خدا کی طرف سے ہیں بری خواب شیطان کا ڈورا اور جو کوئی اچھا خواب دیکھے وہ دوست کو سنا دے اور بد خواب دیکھی تو وہ کسیکو نہ سنا دے اسکا ضرر اسکو نہ پہنچے گا۔	الرذیہ الصالحہ من اللہ والحلم من الشیطان	۱۰۳۴ ۱۰۳۵
۴	آنحضرت نے خواب میں مسیح علیہ السلام اور جلال دیکھا	ادانی اللیلۃ عند الکعبۃ الخ	۱۰۳۶
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں نبی امت کا ایک دیکھا	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	

إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوِيَّاتٍ  
يَأْكُلُ كُلُّ مَعْشَرٍ عُجْبَةً وَسَبْعَ سُوسَاتٍ  
يَخْتَصِمْنَ أَلْحَرِ يَلْبِسَتِ

کہ بادشاہ نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں  
کہ سات موٹے بیل ہیں جنکو سات دبے بیل  
کھائے جاتے ہیں اور سات نیر بالین میں اور

سات سوکھی را سکی قبیر میں یوسف علیہ السلام نے کہا سات برس لگے تا تم کہتی  
کرو گے پہر جو کچھ کاٹو اسکو بالون میں رہنے  
وہ بخیر اس قدر کے جو کہانے میں لاؤ۔ پہر  
سات برس خشک سالی کے ایسے آئینگے جو  
تمہارا پہلے کا جمع کیا ہوا غلہ سب کھا جائیگا  
مگر ٹھوڑا سا بچیکا جو تم سنبھال رکھو گے۔ اس کے  
بعد ایک سال آویگا جن میں خوب مینہ برساے

قَالَ تَزِدُّنَنِي سَبْعَ سِنِينَ وَأَبَا قَا حَصَدُ  
تُمْ فَذَرْوَةً فِي سُنْبُلَةٍ لَّيْلَةٍ مَا أَكُلْنَ  
تُمْ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعُ شِدَادٍ  
يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصُونَ  
تُمْ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَارِ  
الْنَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ

جائینگے اور لوگ انگور و ن سے بھڑا لینگے۔ اور سورہ فتح میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ  
نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ تم خدا کا  
ارادہ سے مکہ میں با امن داخل ہو گے حج کا  
احرام کھولنے کو اپنے سروں کو منڈوائے  
یا بال کٹوائے۔ اور سورہ صافات میں فرمایا ہے

لَقَدْ قَالَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْتَوَيْكَا بِالْحَقِّ  
لَكَ لَنْ لِمَسْجِدٍ الْحَرَامِ إِنِّي سَاءَ اللَّهُمَّ مَبِيتٍ  
مُحَلِّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ

جب اسمعیل عم ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ  
چلنے پہننے لگا تو ابراہیم بولا اسے میرے  
چھوٹے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھے  
فوج کر رہا ہوں تو اسمین غور کر تیری سمجھ میں  
کیا آتا ہے۔ وہ بولا جو کچھ خدا نے تجھے (اس  
خواب میں) حکم دیا ہے وہی کر۔ مجھے تو اس پر

قُلْنَا بَلِّغْ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَؤُا إِنِّي أَدْرِي  
فِي النَّوَامِ إِلَيَّ أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرُ مَاذَا تَرَى  
قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَبَّحْتَ فِي  
إِنْشَاءِ اللَّهِ مِنَ الصَّابِرِينَ قُلْنَا أَسْلَمَا  
وَتِلْكَ الْجَبَابِينِ وَنَادَى يَلِئَلَىٰ يَا ابْنَ آدَمَ  
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كُنَّا نَاكِدُكَ

## بقیہ مضمون مذہب معاشرت

### مضمون احکام

- ۲۲ (بلا عذر) کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ (ترمذی)
- ۲۳ پانچا نہ جاؤ تو قبائلیہ کی طرف مونہ کر کے نہ بیٹھو (بخاری و مسلم)
- ۲۴ بدلت بول دست بجا شرمگاہ کو دہتا ماتھ نہ لگاؤ (مسلم)
- ۲۵ پانچا نہ مین داخل ہوتے اللھم انی اعوذ بک من الخبائث والخبائث کہو (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت میں اس کے پہلے (بسم اللہ کہنا اور باہر نکلنے کے وقت (غضرائک) کہنا بھی آیا ہے۔
- ۲۶ دو شخص ملکر پانچا نہ بیٹھیں کہ بائین مکرین۔ امد اس پر خفہ ہوتا ہے (ابوداؤد وغیرہ)
- ۲۷ استنجا پانی سو کیا کرو۔ امد تمنا لے اپنی کتاب میں اس بات کی تعریف کرتا ہو (ابن ماجہ)
- ۲۸ پڑھی گوبر سے استنجا کجا کرو۔ جس نے ایسا کیا محمد (رسول اللہ) اس پر برسی الذمہ میں (۲۵)

### حکایت لطیفہ

امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے کہ بعض مشرکوں نے (کوئی نیچری) ہوگا (حضرت سلمان فارسی) (عجائبی) سے ہنسی کے طور پر (جیسے آجکل کے نیچری) ٹخنے سے اونچے انداز پر منہستی بہن۔ اور اسکو بیوقوفی بتاتے ہیں) کہا میں خیال کرتا ہوں تمہارا پیغمبر تمکو گناہ بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان نے کہا ہاں بیشک آپ نے سکھایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ اس حالت میں قبائلیہ کی طرف مونہ نہ مکرین۔ دہنے ماتھ سے استنجا مکرین۔ استنجا کے لئے تین ٹہیلی سے کم نہ لین۔ یہ نقل صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ اور اس جواب سلمان کا حاصل یہ ہے کہ جب کو تم عیب سمجھو کہ اس پر ہنسی کر رہی ہو ہم اسکو دین جانتے ہیں ع معشوق منت آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

۲۹ عورت سر حالت حیض مجاہت کرو (مسلم) جو ایسا کر لگا وہ دین محمد کلع نکر ہوگا (ترمذی) ۲۸

۳۰	باسمی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے آگے جھک نہ جاوے بلکہ مصافحہ کرے (ترمذی) ۳۹۳
۳۱	ایک دوسرے کی تعلیم کے لئے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی اسپین کرتے ہیں (ابوداؤد) ۳۹۵
۳۲	جسکو اپنے لئے لوگوں کا کھڑا رہنا پسند ہو وہ آگ میں ٹھکانا نہ ہو (ابوداؤد) ۳۹۵
۳۳	مومن کو کاکلی نہ ویسٹ ہے (بخاری و مسلم) ۴۰۳
۳۴	دو فریق میں مختلف باتیں اور آواز اور ادھر اور کھینچا کرو۔ ایسا شخص قیامت کے دن =
۳۵	بہت برا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) =
۳۶	سخن چننی نہ کرو۔ ایسا شخص بہشت میں نہ جاوے گا (بخاری و مسلم) =
۳۷	جھوٹ نہ بولو۔ مومن جھوٹا نہیں ہوتا۔ (مالک) ۴۰۶
۳۸	عہد پورا کرو۔ جسکا عہد نہیں اسکا دین نہیں ملے (بیہقی) ۴۰۷
۳۹	امانت میں خیانت نہ کرو۔ جو امین نہیں وہ مومن نہیں =
۴۰	قطع رحمی نہ کرو۔ جو ایسا کرے بہشت میں نہ جاوے گا (بخاری و مسلم) ۴۱۱
۴۱	باپ کو خوش رکھو۔ اس میں خدا کی خوشی ہے (ترمذی) ۴۱۱
۴۲	لوگوں پر رحم کرو۔ جو کرے گا اس پر خدا رحم کرے گا (بخاری و مسلم) ۴۱۳
۴۳	بڑوں کی توقیر اور جھوٹوں پر رحم کرو جو ایسا کرے گا وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی) ۴۱۵
۴۴	ہمسایہ کو تکلیف نہ دو ایسا کرے گا خدا کی قسم ہے وہ مومن نہیں ہے (بخاری و مسلم) ۴۱۴
۴۵	مسد و بغض (بیشمل) نہ کھو دین کو دور کرتے ہیں۔ اور نیکیوں کو کھاجا کر =
۴۶	میں (ترمذی و ابوداؤد) ۴۲۰
۴۷	سختی کی اور دلتانت اختیار کرو جس کام میں ایک دفعہ نقصان کا تجربہ ہو اسپین =
۴۸	دوبارہ قدم رکھنا مومن کا کام نہیں۔ ۴۲۱
۴۹	حیا اختیار کرو۔ حیا ایمان کا جزو ہے (بخاری و مسلم) ۴۲۳
۵۰	لوگوں کے ساتھ نرمی و خشش ملتی ہے پیش آؤ۔ جو اس سے محروم رہا وہ کل ۴۲۳

نیکون سے محروم رہا - شرح السنہ -

۴۷ بھیل غصہ نکر د - غصہ ایمان کو بگاڑتا ہے (بہشتی)

۴۸ تجربہ نکر د - جسکے دل میں ذرہ تکبر ہو وہ بہشت میں نہ جاوے گا (مسلم)

۴۹ حلال کھا کر کہاؤ - یہ بھی منجملہ فرائض ایک فرض ہے (بہشتی) خدا تعالیٰ نے پیغمبر

۵۰ اور عامہ خلائیق کے لئے بھی یہی حکم دیا ہے (مسلم)

۵۱ شراب کی قیمت نہ کھاؤ - اسکا مول کھانے والے پر لعنت ہے - ایسا ہے اور ان لوگوں پر

جو اسکے متعلق ہیں مثلاً بنانے والا - اٹھانے والا وغیرہ (ترمذی)

۵۲ سود - زنا کی کمائی - کٹو - بلی کی قیمت - مردہ - خنزیر - بتوں کے دام کا مین

۵۳ نہ لاؤ - (بخاری و مسلم)

## دیوانی و فوجداری بیع و شرا

۵۴ جب تائب بائع و مشتری عقد بیع کے بعد ایک جگہ ہوں یعنی جدا نہ ہوں انکو فسخ بیع کا

۵۵ اخت یا رہو بسکون یا مجلس کہتے ہیں (بخاری و مسلم)

۵۶ سونے کی سونے سے بیع ہو تو اس میں کمی بیشی نہ ہو اور جانبین سے دست بدست معاملہ

۵۷ ہو (مسلم) یہی چاندی تک کہ ہوں جو - تجھو کا حکم ہے

۵۸ چاندی کی سونے سے بیع ہو تو اس میں کمی بیشی جائز ہے ولیکن دست بدست ہونا

۵۹ وہ ان بھی شرطیں (مسلم)

۶۰ کچی پھل جو کچے ہو نیچے سببے ضائع ہونیکا احتمال رکھو میں فروخت کرو (خ م)

۶۱ جسے ایسا کیا اور وہ پھل ضائع ہوا تو اسکو اسکا مول لینا حلال نہ ہوگا (مسلم)

۶۲ وہو کہتے کوئی چیز بیچو جس بیع میں وہو کہ ظاہر ہوگا اسکو فسخ کیا جاوے

۶۳ جاوے گا (خ م)

۵۷ کوئی کسی چیز کو خریدتا ہو تو اس کے مقابلہ میں تم خریدار نہ بن جاؤ یعنی مول پر مول نہ بچاؤ

۲۳۹

(مسلم)

۵۸ مان اگر نیلام کی صورت ہو اور بائع خود ہر کسی سے خود دام بڑھانیکے درخواست کرے

۲۴۱

تو اس کا مضائقہ نہیں (ترمذی)

۲۴۰

۵۹ جو چیز تمہاری قدرت میں نہ ہو اس کی بیع نہ کرو (ترمذی)

۲۴۱

۶۰ غلام کو بیچنے سے اس کا مال بیع میں نہیں آتا وہ بائع کا مال رہتا ہے (مسلم)

۲۴۱

۶۱ اسطرح درخت کی بیع سے اس کا پہل بیع میں نہیں آتا (بخاری)

۲۴۲

۶۲ بوقت حاجت و قحط سالی کے غلام بند نہ رکھو۔ جو ایسا کرے گا وہ خطا کار ہے (مسلم)

۲۴۳

..... اور اللہ اس سے بڑا ہے

## قرض و رهن

۲۴۲

۶۳ قرض دیکر کچھ رهن رکھنا جائز ہے (بخاری و مسلم)

۲۴۲

۶۴ رهن کے میعار گذر جانے سے مرہون خیر مرہن کے ملک نہیں ہو جاتی ہے۔ جب رهن

۲۴۲

قرض ادا کرے گا تو اپنی چیز کا سحق ہوگا (شافعی)

۲۴۲

۶۵ قرض کو قبل وصولی دوسری چیز سے بیچ ڈالنا جائز نہیں ہے (ابوداؤد)

۲۴۲

۶۶ قرض پر سود لینا جائز نہیں۔ لینے والے دینے والے۔ وثیقہ لکھنے والے اس پر

۲۴۲

کرتے نہیں تو اسے سب پرندہ کی لغت ہی (مسلم)

۲۴۲

۶۷ مان اگر کوئی بلا شرط و بدون اس امر کے کہ وہ مان زیادہ دینی کی عرف و رسم ہو

۲۴۳

کچھ زیادہ دیدے تو اس کا لینا جائز ہے (مسلم)

۲۴۳

۶۸ مالدار ہو کر ادا سے قرض میں توقف کرنا ظلم ہے (بخاری و مسلم) (ای شخص

۲۴۵

کی آبروریزی اور سزا دہی حلال ہے (ابوداؤد و نسائی)

۲۴۵

۶۹ جو اپنی ذمہ قرض رکھ کر مر جائے گا وہ تا وقتیکہ اس کا قرض ادا نہ ہو بہشت میں

نہ جائیگا - شیخ السنہ وغیرہ

### (تبصرہ)

سند احمد و شرح سنہ میں مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت نے آسمان کی طرف نگاہ فرما کر سر مبارک کو نیچے کر لیا اور فرمایا کہ قرض کے باب میں سخت حکم اتر رہا ہے کہ اگر کوئی کئی دفعہ فی سبیل اللہ شہید ہو اور اس پر کچھ قرض ہو تو وہ بھی قرض ادا سے ہونے سے پہلے بہشت میں نجات دے گا۔

### مغسلی اور دوالہ

- ۱۔ جو مغسلی ہو کر دوالہ نکال بیٹھے اسکے پاس کوئی حق دار اپنی چیز بعینہ موجود پاوے تو اسکے تصرف میں لاوے (بخاری و مسلم و شافعی)
- ۲۔ بعینہ کیسی چیز اسکے پاس نہ نکلے تو حاکم وقت اسکا کل مال فروخت کر کے حق داروں کو تقاضا ادا کرے (سنن بیہق بن منصور)
- ۳۔ جسکے پاس کچھ بھی نہ ہو اسکا قرض مسلمانوں کی کمیٹی چندہ ڈال کر جسد برہم ہو جائے (مسلم)

- ۴۔ اہل رعیت اپنی مغسلی قرضوں کو معافی دیں - یا مہلت سے قرض لین - جواب
- ۵۔ اگر بیگناہ قیامت کی سختیوں سے نجات پائیگا (مسلم)

### حوالہ

- ۱۔ جو کسی کا قرض اپنی ذمہ لے قرضخواہ اسکے پیچھے لگے (بخاری و مسلم)

### کفالہ

- ۱۔ جو کسی شخص کے حاضر کر دینے یا کسی کام کے پورے کر دینے کا ذمہ دار ہو
- ۲۔ وہ اسکے پورا کرے (ترمذی)

### شراکت

۷۶ جو کسی شخص کا نوکری یا تجارت یا کسی اور کام میں شریک ٹھہری وہ حصہ مقر  
کا مستحق ہوگا (بخاری وغیرہ) دونوں شریک جب تک امانت سے کام کرینگے  
خدا ان کے ساتھ رہیگا

۲۴۶

## وکالت

۷۷ جو کسی کام میں لیکوکیل کرے اگر وہ اسکے موافق کام کرے گا تو مومل کو  
مانا ٹریگا۔ (بخاری ترمذی وغیرہ)

## عاریت

۷۸ کسی سے مستعار چیز لیکر استعمال جائز ہے۔ پہا اگر وہ چیز تلف ہو جاوے  
تو لینے والے پر ویسی چیز یا اسکی قیمت کا ادا کرنا لازم ہو (ترمذی وغیرہ)

۲۴۸

## ظلم و تعدی

۷۹ ظلم حرام ہے۔ ظلم کے سبب قیامت کو کوئی اندھیرے پیش آینگے۔ اور ظالم کے  
حسامت مظلوم لیجا ئینگے (بخاری و مسلم)

۲۴۹

۸۰ جو کسی کی چیز تلف کر لیا اسکا عوض دنیا میں لیا جاوےگا (بخاری)

۲۵۰

## تغزیرات و عقوبات

۸۱ متاقل (یعنی جو روادا) ہو کر کوئی مرد زنا کرے یا خاوند والی عورت زنا کرے  
۸۲ تو حاکم وقت اسکو پتھر و سٹنے ساتھ جان سے مار ڈالے۔ اگر کوئی بھڑو یا عورت  
زنا کرے تو اسکو حاکم وقت سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے جلاوطن  
کرے (بخاری وغیرہ)

۳۰۱

## بہ حوری کی سزا

۸۳ جو بقدر ریح، دینار یا تین درم کے کسیکی چیز چا وے حاکم وقت اسکا ماتہ  
کاٹ ڈالے (بخاری و مسلم)

۳۰۵



## تہمت کی سزا

۸۴ جو کسی کو زنا کی تہمت لگا دے یا حکم وقت اتنی کوڑے لگا دے جسکی تعداد قرآن میں ہے (ابوداؤد)

## قتل و ضرب کی سزا

۸۵ جو کیکو عہد اجان سے مارڈالے حاکم وقت اسکو جان سے مارڈالے (خ) ۴۹

۸۶ جسکے ہاتھ سے بلارا دو کوٹھی مارا جاوے۔ اس سے سوا اونٹ خوبہا

۴۹۵

۸۷ کسی کی ایک انگلی جو ٹٹی ہو خواہ بڑی کوئی کاٹ ڈالے تو اس کے عوض

دس اونٹ لئے جاوین۔ اس طرح ناک کان دانت وغیرہ اعضا میں بیت

مقرر ہے۔ کسی مین پوری دیت کسی مین کم۔

## کلکٹری خدمات و پویشیکل معاملات

۸۸۔ ایرانی زمین سے دسواں حصہ پیداوار تحصیل کرو۔ چاہی سے بیسواں حصہ (نہ) ۱۵۱

۸۹ جس زمین کی پیداوار سی پانچ وشتق سے کم ہو اُس سے کچھ نہ لو (م ۱۵۰)

۹۰ جسکے پاس پانچ اونٹ ہوں جو جنگل میں کہلے چرتے ہوں کسی کام کلج

میں نہ لگاے جاتے ہوں اس سے ایک بکری لو بچائیں فوٹ ہو جاوین

مواہب سالہ ہوا مادہ (جارجی) ایسی طرح کامی بلوری کی تحصیل فرمائی ہے

حصیدار عیال پر نعم مدرین الحق اچھر ایسے مال یہ بین لین (جباری و سکرم)

۹۳ فصل حضرات کے وقت مدعی سے گواہ لہن اور مدعی علیہ کو قسم دینا

(ترندی وغیرہ)

۱۰۔ وقت ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع یاغ رطل اور ثلث رطل کا۔ رطل تقریباً ۱۰۰ سیر انگریزی کا۔

۹۴ خلافت و ریاست اسلام دنیاوی منصب نہیں ہے کہ اس میں باب کا قائم مقام اسکا بیٹا یا بہائی ہو۔ بلکہ یہ دینی منصب ہے جس میں اہلیت و لیاقت فیدہ و جائے نشین مانظر ہے۔  
(احادیث چند بخاری و مسلم)

مولف کہتا ہے اس حکم کو اپنے اسطور پر بیان کیا ہے کہ کسی ایسے قزاقی (چچا بہائی - نواسہ بیٹی - زوجہ وغیرہ وارثان) کو اپنا ولیعہد بنایا بلکہ بلفظ سخن محشر لا یدعیاء کا نودث جو بخاری و مسلم میں مروی ہے اسباب میں قرابتی استحقاق و خصوصیت کو اٹھا دیا۔ اور امر خلافت کو مسلمانوں کی کمیٹی کے مشورہ پر چھوڑا۔ اگر آپ قرابتی استحقاق کو قانون تفر خلافت نہیں دیتے تو اگرچہ آپ کے میں مانڈگان قرابتی اسکے اہل تھے اور اس منصب کو اچھی طرح سمجھنا لیتے چنانچہ اس بات کا ذکر نمبر ششم میں بھی گزر رہا ہے۔ ولیکن اس قانون کے دست آویز سے نا اہل قرابتی رؤساء مسلمانوں کے بھی اس خلافت کے مستحق ہو جاتے اور رعایا پر تعدی کا ماتھ پہیلاتے۔  
نبیاری علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی مشورہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا۔ پھر حضرت ابو بکر نے اپنے بیٹے کو چھوڑ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد بنایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا۔ یہاں تک کہ امیر معاویہ صاحب شرف لائے اور اس قانون نبوی کے مخالف ہو کر اپنی مالا لاق و ظالم بیٹے زید کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ پھر رفتہ رفتہ اس قانون نبوی کا سلسلہ بالکل مسلمانوں کے ماتھ سے جاتا رہا۔  
اور زور اسلام دن بدن گھٹنا شروع ہوا۔

یہ بربادی و آفت جو ریاست روم و خبار و فارس و غیرہ بلاد میں نظر آتی ہے اسی مخالفت اصول نبوی کا نتیجہ ہے۔ نہ یہ کہ مذہب کو معاشرت میں دخل دینے کا یہ ثمرہ ہے جیسا کہ انراہیل سلیم خاں صاحب بہادر کا خیال ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید حاشیہ آئندہ میں بھی ہوگی  
ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حاشیہ

۹۵ اس منصب کے لائق وہی شخص ہے جو اس سے بھاگے یہاں تک کہ وہ جبراً اس میں جا پڑ جائے۔

۳۱۳	۹۶	امیر و نخور عیت پر شفقت کرنا لازم ہو جو امیر ہو کر عیت کے حق میں ظلم و تعدی کرے وہ بہشت میں نجاوے گا (بخاری و مسلم)
۳۱۱	۹۷	عیت کو چاہئے کہ جب کسی امیر مقرر کریں تو پہ اسکی اطاعت سے (بخاری و مسلم) حالت کے کہ وہ دین بدل ڈالے) خارج نہوں اور اسکی سختی و پیر صبر کریں (بخاری و مسلم)
۳۱۲	۹۸	عیت امیر سے خروج کیا وہ کفار کی موت مراد مسلم و بخاری) جب ایک شخص کو امیر یا خلیفہ مان لیا تو پہر اسکے مقابلہ میں دوسرے شخص کا دعویٰ امارت قبول نہ کرو بلکہ اسکو باغی سمجھ کر واجب القتل سمجھو۔ (مسلم)
۳۱۳	۹۹	امیرون کے لئے نیک و زیروں اور شیر نکا ہونا ضروری (بخاری و مسلم) (غیرہ)
۳۱۴	۱۰۰	ہر قوم کے لئے نمبر وارد نکا ہونا ہی لازم ہے (ابوداؤد)
۳۱۵	۱۰۱	اپنی عہد و امان کو ملحوظ رکھو۔ اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف دار کا فریون نہو) جان و مال سے تعرض نہ کرو۔ بلکہ اگر کوئی افسے (ٹھے تو اسکو مارو اور ان کا فرون کو مودو (بخاری و مسلم) (۲۹۹)
۳۱۶	۱۰۲	تمہاری مخالفون کی طرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مارو (ابوداؤد)
۳۱۷	۱۰۳	بلکہ خلعت دیگر رخصت کرو (بخاری و مسلم) (۲۹۹)

**مولف** کہتا ہے اسوقت کے بعض رؤسا مسلمانوں کے حال پر توجہ افسوس آتا ہے کہ وہ لوگ بارہا اپنے مخالفون سے عہد و بیان کرتے ہیں پہر اسکو توڑ ڈالتے ہیں اور اگر کوئی مخالفون کی طرف سے وکیل ہو کر آئے پاس پہنچے تو اسکو مار ڈالتے ہیں یا قید کر لیتے ہیں یا ذلیل کر کے نکال ڈالتے ہیں۔ یہ سب بد خصلتین ثبیت اسلام و قرآنی احکام کے خلاف ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار مکہ کی طرف سے ابورفع قاصد نکر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تو بولا کہ اب میں

کافروں کی طرف واپس نہیں جاتا آنحضرت نے فرمایا میں قاصد و نحو بند نہیں کرتا اور میں عہد شکنی و غدیر نہیں کرتیگا۔ اب تم چلے جاؤ تمہارے دل میں اسلام ہے تو وہاں جا کر پہرے بطور خود چلے آنا و کچھوسنن ابوداؤد حصہ ۲۳ جلد ۲

ایک دفعہ آنحضرت کے پاس سیکمہ کذاب کے (جو آنحضرت کے مقابلہ میں پیغمبری کا دعوے کرتا تھا اور آنحضرت کا سخت دشمن تھا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات کثافی دیکھا کہ اسلام زبان پر لائے۔ آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصد و نحو مارنا ہمارا طریق نہیں اور نہ تم سچ کرنا جانتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے۔ و کچھوسنن ابوداؤد حصہ ۲ جلد ۲

اور آنحضرت نے بوقت رحلت اپنی تائیدی وصیتوں میں فرمایا ہے واجیزوا المؤمنینجو مائنت اجیزیم یعنی قاصد و نحو خلعت و انعام دیتے رہنا جیسے میں دیتا رہا ہوں۔ و کچھو بخاری مطبوع بطبع احمدی حصہ ۲۲۹۔۔۔۔۔ اور آنحضرت کے دویم خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیتوں میں فرمایا عہد یونکا عہد پورا کرو اور انہی مدد میں انہو مخالفوں سے لڑو۔ و کچھو بخاری صفحہ ۴۲۹۔

ان احکام و قوانین بانی اسلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے مخالفین مذہب عہد کے غدیر کرتے ہیں اور آئندہ قاصد و نحو ایذا پہنچاتے ہیں وہ دین اسلام کے مخالف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دن بدن انہی ریاستوں میں منزل ہوتا جاتا ہے اور ضعف وادبار انہی طاری ہو گیا ہے۔

آنریبل سید احمد خان صاحب۔ بہادر نے انہی ضعف وادبار کی یہ وجہ سمجھی ہے کہ انہوں نے معاشرت کو مذہب سے ملا دیا ہے۔ ولیکن ہمارے نزدیک **قبل غلطی** ہے۔ اور درحقیقت معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے کے سبب یہ ادبار و ضعف پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ معاشرت و ریاست کو قرآن و حدیث کے تابع کرتے اور مذہب میں داخل سمجھ کر مذہب کے موافق اس میں کارروائی کرتے تو کبھی ذلیل و خوار نہ ہوتے آن لوگوں سے میری مراد

اسوقت کے روس، افغانستان میں کہ بارگورنٹ برطانیہ سے انہوں نے عہد کیا اور توڑا اور انکے سفیرون قاصد بخوضر پہنچا یا۔ بیشک وہ اس فعل شیع میں قرآن کے مخالف ہیں اور ایسے موقع پر انہی اعانت و مدد گناہ و غدر میں خل ہے اس بات کو اظہار سے بخیر اپنا فرض مذہبی ادا کر کے کیا ہے کیسکی خوشیا مد یا کسی سے عداوت کا اسمین حصہ نہیں۔ اور اسمین میرا یہ بھی مقصود ہے کہ گورنٹ انہی اس فعل کو اسلام یا تمام مسلمانوں کے ذمہ نہ لگائی بلکہ انہی ذاتی خصلت و جہالت پر حل کرے۔ اسکی زیادہ تفصیل میں ایک مستقل سالہ میں شائع کرنا چاہتا ہوں ولیکن اسمین پوری توجہ ناظرین متصفین کا منتظر ہوں چنانچہ پہلی بھی ضخیمہ اشاعت نمبر ششم میں اس بات کا ذکر کر چکا ہوں۔

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہ ہو فقط ایک جگہ باہم رہن جو لکھا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہوا اور ایک دوسرے کی طرف سے امن کے خیال میں ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم میں داخل ہے۔ اور ایسے عہد ہوائے کی جان و مال بھی تعرض کرنا عذر و حرام ہے۔ - صحیح بخاری ۵۹۷۸ سنن ابوداؤد ۲۷۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری میں مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین کے کے وکیل) نے منیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا۔ اے عروہ۔ کیا میں نے تیرے غدر و فساد کی اصلاح میں کوشش نہیں کی۔ اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ منیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا۔ راستہ میں انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو مجھے منظور کیا ولیکن اس مال سے تمکو کچھ تعلق نہیں ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شیع بخاری میں اسکی تفصیل و غدر ہونیکے وجہ بیان کی ہے کہ منیرہ بن شعبہ بنی ماکہ میں ہی تیرے آدمیوں کے ساتھ ہمسفر میں مقوقس (بادشاہ)

یا امیر مصر کا نام سے) کے پاس گیا یہ متفوقس نے ان لوگوں کی خاطر کی اور مغیرہ کی سخی۔  
مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اس نے راستہ میں سبکو شراب لاکر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا  
اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر سلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ  
لاٹنی کو مستعد ہوئی۔ تب عروہ بن سعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خون بہاے دیکر لاٹنی بھائی۔  
اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہو۔ میں اسکو لے نہیں سکتا۔ اسکی  
وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کیسکے ساتھ ہو کر چلتا ہے تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر  
ایک دوسرے کے جان و مال سے قرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر کا فرکے ساتھ کیوں  
نہو) حرام ہوتا ہے۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ الاقتصا و فی مسائل الجہاد و حکما ذکر  
ہم اشاعت السنہ نمبر ششم کے ضمیمہ میں کو چکے ہیں) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتویٰ میں ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو (ان لوگوں کے حق میں  
جو انکو غل جانتے ہیں) با امن و امان آباد ہیں اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا سے  
کرنے میں خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہیں اور اس گورنمنٹ کے مخالفوں کو مدد دینا  
نا جائز سمجھتے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بات کا اظہار  
میں اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہوں اس سے کوئی غرض دنیاوی مد نظر نہیں رکھتا۔

یہ سے احباب و دشمنان سب جانتے ہیں کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ  
کچھ خاص تعلق نہیں ہے نہ میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں نہ پیشین خوار نہ جاگیر دار نہ کسی  
کمیشنری کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسی کا بھتیجی۔ آج تک  
کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہیں اٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام  
وقت کی حبت نہیں رکھی۔ با اینہم ان باتونکو میں ظاہر کرتا ہوں تو اس سے بجز ادائے  
اپنے فرض مذہبی کے و غیر خواہی و دیر امت مسلمان جہا یوں کے اور کچھ مقصود نہیں رکھتا  
آگے معاملہ خدا سے ہے۔ لوگ جو چاہیں سمجھیں۔ اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہیں

محمول کرین - حاشیہ

- ۱۵۵ جن مخالفوں سے ٹکڑوں کی اجازت ہے (جنکی تشریح قرآن میں آپ کی ہے -  
اور ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں بھی موجود ہے - اپنی وہ جو ٹکڑوں  
اور تھپاے دین سے فراحت کریں) انکی عورتوں اور بچوں کو نہ مارو (خ م) ۳۲۲

خانہ داری

- ۱۰۶ کھل کر وہ آنکھ کو بچانا ہر شہر و گاہ کو حرام سے محفوظ رکھنا ہے (خ م) ۲۵۹  
۱۰۷ جس عورت سے کھل کر داسکو پہلے آنکھ سے دیکھ لو (مسلم ابو داؤد)  
۱۰۸ زوجہ و اولاد لونڈی غلامیہ کئے خچ کی خبر گیری کرے (مسلم)  
۱۰۹ بصورت تفرقہ زوجین چوٹے بچے کو پرورش کرنی اور پاس رکھنی کی مان  
مستحق ہے (ابو داؤد) ۲۸۵  
۱۱۰ مان نہ ہو تو خالہ مستحق ہے - (بخاری مسلم)  
۱۱۱ لڑکا حسن تمیز کو پہنچ جاوے تو وہ خود مختار ہے جسکے پاس چاہے رہے  
(ابو داؤد)

اسی قسم کے ہزار ہا احکام متعلق امور معاشرت آنحضرت نے فرمائی ہیں۔ اور وفات و تراویح  
میں موجود ہیں ان سب کا استقصاء و استیفاء اہتمام میں ضروری نہیں۔ اتنی تفصیل  
بھی اس نظر سے ہونی چاہیے کہ شاید ہمارے مخاطب دو چار مثالوں کو کسی تاویل و بہانہ سے  
اڑا دیں یا انکو قلت و ندرت پر حمل کریں۔ پس ہم نے کس قدر تفصیل سے یہ بات ناظرین  
کو بتا دی ہے کہ امور معاشرت دین میں بکثرت موجود ہیں جنہیں کسی کی تاویل و تصرف  
کی گنجائش نہیں ہے۔ اور ایک غرض ہماری اس تفصیل سے یہ بھی ہے کہ ناظرین  
ان احکام کے لوازم (رضاء و عتاب و ثواب و عذاب) بمصرکات شارع جان لیں  
اور اس سے ان احکام کا داخل دین ہونا سمجھ جائیں اس بات کو ہم غفرتیہ تشریح

بیان کریں گے۔ اور ان لوازم سے انکا دین میں داخل ہونا ثابت کر دکھائیں گے۔ ثبوت اس امر کا کہ امور معاشرت مذکورہ دین میں اور احکام الہی کہلاتے ہیں انظر من الشمس ہے کسی مسلمان کو زمانہ نبوت آج تک شک نہیں ہوا کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں احکام وارد ہیں وہ سب دین اسلام میں داخل ہیں اور دین اسلام ان مجموعہ احکام کا نام ہے۔ ولیکن آجکل کے نیو فیشن کے مسلمان جو نیچری کہلاتے ہیں سین شک رکھتے ہیں انکے افہام کی نظر سے اسپرینز قائم کیجاتی ہیں۔

**دلیل اول** جو لائق فہم خواص ہے یہ ہے کہ دینی حکم سے ہماری راوہ خطاب یا ارشاد خداوند ہے جو افعال مکلفین کے متعلق ہے۔ اور اسپرین کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ ہو یا دونوں کا اختیار دیا گیا ہو۔ اور یہ تعریف ان سب امور معاشرت پر جنکی تفصیل گذر چکی ہے سے صادق آتی ہے۔ امور مذکورہ قرآن پر صدق اسکا ظاہر ہے۔ اسلئے کہ ان امور میں ارشاد خداوندی شریعہ مذکور صاف پایا جاتا ہے۔ یہ وہ امور معاشرت جو حدیث میں آئے ہیں سو وہ بھی اسپرین داخل ہیں اسد تعاب نے فرمایا ہے یہی اپنی خواہش نفس سے کوئی حکم نہیں دیتا۔ یہ جو حکم دیتا ہے وہ مایطق عن الهوی ہوا لا حتی یوحی نجم ۱۷

شروع مضمون ہدایین بھی گذر چکی ہیں۔

**دلیل دوم** جو عام فہم ہے یہ ہے کہ اسد تعالے نے ان احکام کو ان عبارات سے کہ تلو اسد تعالے اس امر کا ارشاد کرتا ہے یا وصیت فرماتا ہے یا حکم دیتا ہے اپنی طرف نسبت کیا ہے اور انکے مخالفت پر وعید شدید و نارضا مندی کا اظہار کیا اور اسپرینز وغیرہ عقوبت

الحکم الشرعی قال اصحابنا رحمہ اللہ الخطاب المتعلق بافعال المكلفین بآلا قضاء والاختیار۔ اما لا قضاء فیتناول القضاء الوجودی والقضاء العدمی اما مع الجزم او مع جواز التک فیتناول الواجب والمندوب والمکروه واما التخییر فهو لا با حاشیہ



اغروی کا ڈر سنایا۔ اسطرح اسکے رسول مقبول نے ان احکام کو خدا کی طرف نسبت کیا اور انکو دین فرمایا اور انکی مخالفت کرنیوالے کو دین سے خارج کیا اور اسپر وعید شدید کا اظہار فرمایا یہ باتیں ان احکام کے ذیل میں درج ہیں اور انہیں باتوں کے لئے وہ تفصیل دکھائی گئے ہیں۔ دیکھو منجملہ احکام الہی نمبر (۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ادا ئے امانت کا تمکو خدا حکم دیتا ہے اور نمبر (۴۲) میں فرمایا ہے کہ اس کی خدا تعالیٰ شکوہ وصیت کرتا ہے نمبر (۱) و (۳) میں فرمایا ہے ان لوگوں کا مال کہاؤ گے تو ان میں جاؤ گے نمبر (۳۶) سے (۴۱) تک کی ذیل میں فرمایا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں جسے تجاوز کر کے تو ظالم ہو گے اسطرح اور احکام کے ذیل میں تشددیات و عقوبات موجود ہیں۔ ناظرین حسباً نہج اس رسالہ کے قرآن میں آیات کا ملاحظہ کریں۔

ومنجلہ احکام نبوی نمبر (۱۰) و (۱۱) و (۱۹) و (۵۰) کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔

نمبر (۲۱) و (۲۶) و (۳۹) میں خدا کی خوشی ظاہر کی ہے۔ نمبر (۱۶) و (۳۴) و (۳۸) میں عذاب و دوزخ کی خبر دی ہے۔ نمبر (۱۴) وغیرہ میں اغروی محرومی کا ڈر سنایا ہے۔

نمبر ۱۵-۲۰-۳۶-۴۲-۴۱ کے مرتجب کو اسلام ایمان (کامل) سے خارج کیا۔ اسطرح اور احکام کے ذیل میں تشددیات و عقوبات موجود ہیں جو مراحت مضمون سابق سے آسانی معلوم ہو سکتے ہیں

**یادداشت** اس امر کا کہ یہ احکام معاشرت روحانی اصلاح پر ترقی کے منافی نہیں ہر سو بھی ظاہر ہے۔ غور کرو۔ چوری یا قتل یا ایذا رسانی یا جھوٹ بولنا یا کسی کی بدگوئی کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ سب سے بچنا۔ لوگوں کے حقوق و دالینا۔ حکام وقت کی اطاعت کرنا۔ ملک میں فساد و بغاوت برپا رکھنا وہ لباس جس میں تکبر و مغرورت و اسراف پایا جاوے پہننا کیا اخلاق کو بگاڑتا ہے اور انسانیت و روحانیت سلیمہ کو نسبت و نابود کرتا ہے۔ پہر ان فسادات سے پرہیز کرنا اور روحانی اصلاح و ترقی کا موجب کیونکہ اگر اس سبب و تفصیل سے ثابت ہوا

۱۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۲۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۳۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۴۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۵۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۶۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۷۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۸۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۹۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔  
۱۰۔ احکام الہی و نبوی کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے۔

کہ معاشرت مذہب کا جزو ہے۔ اور انبیاء صلیہ علیہم السلام و عبادات سکھانیکو آری ہین ویسے معاملات  
و معاشرت بتانیکو آئے ہین اور ان امور ہین دست اندازی روحانی تربیت کی جو بعثت انبیاء سے  
مقصود ہے منافی نہیں ہے بلکہ موید ہے۔ **ولیکن افسوس ہے** کہ یغمون باوجود کمال و ضیوع کے آنراہل سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پر مبنی ہے  
اور اس کے خیال میں معاشرت کو مذہب سے کمال درجہ سے مغایرت و منافرت ہے چنانچہ ہر چہ  
مذہب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۷ء میں ایک یغمون بعنوان مذہب معاشرت آپ نے  
اسباب میں شائع کیا ہے اور اس میں زعم خود بڑے زور و شور سے احکام معاشرت و معاملات  
کا دین سے خارج ہر نا ثابت کیا ہے اور کل مذاہب منزلہ و کتب سماویہ کا خلاف اختیار  
کیا ہے جس خفاء و مغالفت کا سبب منشا یہ ہے کہ یورپ کی وضع و طرز مذہب معاشرت  
آپ کو نہایت پسند ہے چنانچہ کس و ناکس (جسے آنکھ و کپہا یا آپکا حال سنہے) اس بات  
کو یقیناً جانتا ہے اور یورپ کا حق و تعامل مذہب و معاشرت کی نسبت یہی ہے کہ  
معاشرت کو مذہب سے کچھ علائقہ نہیں ہے اس کے نزدیک مذہب فقط مختصر اعتقاد و عبادات  
کا نام ہے مثلاً خدا کو ثناء و ثناء (یعنی تین میں سے ایک) جان لینا اور مسیح کو خدا کا بیٹا اور  
مخلوقات کے گناہوں کا فدیہ و کفارہ مان لینا اور اگر جی چاہے تو آٹھویں دن گر جا میں چلے  
جانا اسکے سوا اور امور کو (کہنا مان لینا وغیرہ اخلاق و عادات ہوں خواہ باہمی معاشرت  
و معاملات) مذہب کے تعلق نہیں جو کچھ کوئی چاہے خنزیر شراب مردہ (یعنی غیر  
مذہب) نوش جان کرے اور مسلح چاہے باہم حقوق و معاملات میں فیصلہ کرے  
یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ امور معاشرت و معاملات میں تورات و انجیل کا نام نہیں لیتے  
اور جو جی میں آوے اسی پر عمل کرتے ہین۔

ان باتوں کی تفصیل کا کوئی شائق ہو تو وہ کتب مصنف مولوی سید ابوالمنصور صاحب مرقع فرما  
اہل کتاب خصوصاً نوید جاوید کلید سیاحہ سیم سکرٹ دوم کا ملاحظہ کرے۔ باقر غفرہ آمین

# اشاعت السنن النبویہ

علیٰ حبیبھا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوم  
جلد دوم

بابت ماہ ذی القعدہ  
مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء

جکے

حصہ اول میں بعض تفصیلات اثبات نبوت پر بحث ہوا اور حصہ دوم میں ان میں سے بعض تشریحات لایا گیا جو  
منجانب مولوی سید محمد حسین صاحب لاہور

مرسلہ

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب سلام علیکم۔ مبنی پرچہ نامی تہذیب الاخلاق  
کو نہایت غور و فکر سے پڑھا جو کچھ میری ذہن ناقص میں آیا وہ اسلئے یہ خدمت کرتا ہوں کہ اگر  
سنا سب سمجھیں تو اپنی رسالہ کی کسو گوشہ میں جگہ دین ورنہ اس الحق کو اسلئے صحیح یا غلط  
ہونی سے مطلع فرما دین \*

سید صاحب کرامت کی اس نقل کی موافق کہ انسان کی خلقت خدا نے ایسی بنائی ہے کہ وہ جن چیزوں  
کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے اور سمجھتا ہے ان سے ایک نتیجہ اگر وہ حیرت ہی ہو نکالتا ہے (مہنوی بھی سید  
صاحب کی لکچر دن - مضامین آریٹیکلون کو دیکھ کر کچھ نتیجہ نکالے اگر ہم اسکو نادمانی دیا  
واری سے ظاہر کریں تو امید قوی ہے کہ صاحب موصوف اس پر ناراض نہ ہوں گے بلکہ اگر وہ سنا سب سمجھ  
کسی غلطی سے مخالف واقع ہوں تو اس سے مطلع فرما دیں گے \*

جب سید صاحب نے ایک مدت تک مشاہدات پنجپہر پر غور کیا تو خدا کو آدم کو ابراہیم کو موسیٰ کو  
عیسیٰ کو محمد کو اور تمام انبیاء کو نیچر ہی ہی پایا اور اس قوت کو جس سے وہی کہو یا الہام ایک  
طاقت یا مادہ مشاہدات وغیرہ پر کاسمبھا اور ان کتب الہامی کو جس قوت پر انجیل فرمائی

مطبع مصطفیٰ لاہور میں طبع ہوا

اور فرقان سے تعبیر کرتے ہیں فقط ان مشاہدات پنجر کے نتائج کا مجموعہ خیال کیا۔ جب ایک عرصہ میں یہ خیال لپکا پختہ ہوا اور آپ نے اپنی تین بھی مشاہدات پنجر کا واقف اور ماہر جاننا اور اپنی پاس آلات و ذریعہ عامی مشاہدات بہ نسبت ازمنہ گذشتہ زیادہ پائے تو اپنے خیالات اور مشاہدات کو قطعاً صحیح سمجھا اور جو کچھ آپ کے خیال میں مشاہدات پنجر سے نتائج پیدا ہوئے انکو بطور امر لازمی اور واقعی اور موافق منشاء الہی سمجھا۔ اگر کسی پرانی پنجرچی (ربی) کو نتائج کلان پنجر نتائج کو موافق نہ پایا تو اسکو اس پنجرچی کی طرف سے نہ سمجھا یا اسکی تاویلین کین کیونکہ پُرانی پنجرچی محض اُمی تھوڑے نمونہ مشاہدات و معلومات کو ذریعہ نہایت محدود و بلکہ گنہگار تھی۔

لیکن جب آپ کے خیالات پنجر کو کیا جاویں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے خیالات میں پرانی فلسفی پنجر یون کے خیالات کو تکرار کیا ایک نیا آرٹیکل بنایا ہے یا اپنی خیالات میں بہت سی تصویر کو پرانے پنجر یون کے خیالات کا برقعہ فاخرہ پہنا کر ایک نیا معشوق کھڑا کیا ہے۔ یا یوں کہیں کہ اپنے نئے نئے تانبے کے برتنوں پر ان نیچے پونکی خالص زرہیں گھٹسائی کی جنو نقاب اٹھایا اسی پسکی تصویر کو پایا اور جب کیمیا کی عمل کیا وہی تانبا نظر آیا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ سید صاحب کو سب خیالات ایسی ہی خیالی تصویریں اور سبھی حلے الاغلاط ہیں اسلئے کہ میں ان کو ایک حکیم اور بڑا فلاسفر سمجھتا ہوں اور ان کے اکثر مضامین کو نہایت ادب سے ایک فخر قومی سمجھ کر بار بار پڑھتا اور خوش ہوتا ہوں۔ بلکہ مطلب میرا یہ ہے کہ باوجود عمدہ ہونے اکثر خیالات جناب کو بعض خیالات ان کے ایسے غلط دیکھتا ہوں کہ جن پر ایک طفل کتب گشت رکھ سکے۔

آپ ہی پر کیا موقوف ہو چکائے سابقین پر نظر فرمائے تو بڑی بڑی بحر فلاسفران اور ماہرین نیچے کی غلطیوں آذنی ادنی آدمیوں نے نکالین اور حکما و عوت نے تسلیم کیا۔ یہ بات تو ہمیشہ رہی کہ ایک زمانہ دو سکر زمانہ کی غلطیاں نکالتا چلا آیا کسی زمانہ



منسوب ہو اور بھی ایک کافی دلیل اس امر کی ہو کہ ان نیچے یونکی مشاہدات کا ذریعہ واحد تھا  
 واحد نتیجہ نکالتا تھا اور سیکو ہم دہی اور الہام کہتے ہیں اور وہی فارق نیچے نکالتا نیچے انبیا کا ہے۔  
 نیچے حکما و نیچے انبیا و نیچے خدا جسکو جناب سید صاحب فرمایا جلاد یا جو وزن کرنے پر یہ صاف نقشہ دکھا  
 دیتا ہو کہ حکما تو ان میں قدرت کو ایک چرخ یا شمع کی روشنی میں تلاش کرتے ہیں اور انبیا را یک خدا داد  
 آفتاب کی روشنی میں اس عظیم الشان کی قدرت کا ظہور دیکھتے ہیں اور خدا تو وہ نیچے ہی ہے جسے خود نیچے  
 کو نبایا ہو اور وہ زمین کی تہ میں اور آسمان سے اوپر خلا میں کچھ جانتا ہو۔ جہاں کھجی آفتاب کی بھی  
 نظر نہیں پڑتی۔ پھر قوت کھار کو مشاہدات یا تجربوں کو خصوصاً جو خلاف شاہد انبیا ہیں کیونکہ معتبر حکما  
 اب سید صاحب کو مشاہدات پر غور کرو جو فی زمانہ ناظرین نیچے کے چیرمین ہیں انہی مذہب ان  
 کو امرطبی ثابت کیا ہو۔ اور خود ہی مذہب کی یہ تعریف کرتے ہیں۔

انسان کا کسی قوت کو دفع مضرت اور جذب نفعت کر لیا اپنا معبود ٹھہرا نا خواہ وہ قوت بیچون و بیگان  
 اور علت العلل ہو یا اسکی طاقت کا اظہار خواہ عجائب غرائب عناصری یا معادونی یا حیوانی یا  
 نباتاتی ثبیا سو خواہ انسان کی خیالی وجود یا بزرگوں کی ارواحیں۔ اور شروع ہی میں امرطبی کی  
 تعریف کر کے خود ہی فرمایا ہو اگر یہ بات ثابت ہو کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب ہی رکھتے تھے تو ضرور  
 تقسیم کرنا پڑے گا کہ مذہب بھی انسان کا امرطبی ہو۔ اسکے ثبوت کے لئے آپز تین اقوام پیش  
 کرتے ہیں۔ اول وہ وحشی قومیں جو صفحہ دینا سے نیست و نابود ہو گئیں اور اس قوم کے  
 وجود پر زمین سے دے ہوئی نشانوں کو لکھ کر کوہیل ٹھیلایا ہے۔ دوم وہ مذہب قومیں جو گذر  
 زمین اور انکو وجود پر تواریخ کو دلیل بنایا ہو سوم وہ وحشی قومیں جو اس وقت امریکہ کے  
 جھٹھون اور فریقہ گر کناروں اور اوشیت کے جزایہ میں پاؤ جا تو ہیں۔ انکو مذہب کا ثبوت  
 محض شاہدہ پر منحصر رکھا۔ اور مزید فرمادیا۔ پس ان تمام دیلوں کو ثابت ہوتا ہو کہ تمام انسان  
 کچھ نہ کچھ مذہب رکھتے تھے۔

دیکھو چیرمین صاحب مشاہدات مخلوقات اور اس سے نتائج نکالنے میں کیسی غلطی کہانی ہو۔

ہم امیریکہ کو شکمدن اور فریقہ کرکنارون اور اوسٹریلیا کے جزائر کا کچھ کر نیکی پہلو اپنی ہی کہہ دینا  
 نیم وحشی فرقہ پر آنچہ جاتوہین تو سیسٹکٹون ہزارون بلکہ لاکھون دی ایسی دیکھتوہین جو  
 کسی قوت کو جذبہ شفقت اور دفعہ مضرت کر لکڑ اپنا معبود نہین سمجھتو بلکہ تمام طاقتون کو  
 جنہین دفعہ مضرت یا جذبہ شفقت کو خواص ہون بحالت خود مجبور سمجھتوہین۔ اور اس  
 مجبور کی کوازی وادبی خیال کر توہین اور ان طاقتون کی تاثیر کو اپنی عقل سے اپنی منشا  
 کی تابع نہا سکتوہین جیسے آگ کا جلانا اور آفتاب کا فائدہ پہنچانا۔ وعلیٰ ہذا نقیاس \*

جب ہندو اقوام یورپ کو دیکھتوہین تو اس فرقہ کا وجود کثرت سے پا توہین۔ امیریکہ کو حقل ارتقبہ  
 کرکناری اور اوسٹریلیا کے جزائر بھی ایسی آدیون سے خالی نہین۔ تو ایس کو دیکھو تو دہریہ اور لامذہب  
 فرقون کا ذکر بھی ساتھ ساتھ پڑھو گے۔ اون وحشی قوموں کے مذہب دریافت کر نیکی لہو جو صفو  
 ہستی سے معدوم ہو گئین صرف دے ہوئے نشان یون کو پا کر یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سب کے سب اقوام  
 کچھ آنچہ مذہب رکھتی تھین کیسا غلط نتیجہ ہے۔ کیا ان اقوام کو جو دو کو جھوٹے کو سی معبود قرار  
 نہ دیتھا اور نہ کوئی اسکے لہو نشانی بنائی تھی اس نشانی کا پایا جانا مستحکم ہے۔ ہرگز نہین  
 جو صبیح نتیجہ نکلتا ہے وہ اسی قدر ہے کہ ان وحشی اقوام میں ایسی انسان بھی ہو گندریہین کہ  
 جنہون کو کسی قوت کو اپنا معبود قرار دیتھا اور اسکے لہو نشانی بنائی۔ نہ یہ کہ سچو سب ایسی ہی  
 اس بیان کا ثبات ہو کہ سید صاحب کا یہ مشاہدہ خلاف واقع و خطا ہے اور جن چہ سپردہ لگایا  
 کیا ہے وہ بھی پورا رہنا نہین ہے۔ اور وہ چہ نہیں ہے جسکو خدا فریادین کہا ہے یا انبیاء فراس  
 سے رہتے لیہے وہ چہ جسکو دین کہا جاویں اور اس پر لا تبدیل الخلق اللہ صادق و باری  
 جسکو اللہ تعالیٰ دین کا ہوا ہے اس کا رسول وحی یا الہام سے پہچانتا ہے \*

اب بین اسمفون کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہوں کہ سید صاحب کو مشاہدات میں غور کرنے سے  
 معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا چکر اور چکر سید صاحب کے چکر اور۔ راقم مرزا مبارک بیگ سید صاحب  
 اس مضمون بظرف مشغول غلامیہ چھو بدعات ذیل پیش ہوتا ہے \*

(۱) سید احمد خان صاحب فرمنا ہدہ نیچر سی پہ خیال کیا کہ آدم علیہ السلام سے یکا یک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دنیا فریج کچھ کچھ یا سمجھا اور اسکو خدا کی طرف نسبت کیا وہ اسی غور و مشاہدہ نیچر کا نتیجہ ہے اور ان کے وحی یا الہام کو اس کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہے \*

(۲) بنار علیہ جوبات انبیاء کی آپس پر خیال میں خلاف نیچر معلوم ہوئی آپس کی نفی کی آپس کے موافق راہ میں تامل کی \*

(۳) یہ خیالات سید احمد خان صاحب کے پرائمر فلسفہ نیچر خیالات ہیں اپنی ذاتی نہیں \*

(۴) ان خیالات میں سے بعض خیالات غلط بھی ہیں چنانچہ تہذیب الاخلاق اس پر گواہ ہے \*

(۵) پس من کو غلط صحیح خیال میں تمیز کرنیوالی دلیل کے تلاش کرنیکی ضرورت ہوئی

(۶) اگر ہم اپنے مشاہدہ و تجربوں کو دلیل ٹھیکہ دین تو ناممکن ہے یہ نتیجہ و مشاہدہ دلیل ہو سکتا تو حکما متقدم میں متاخرین میں ہی ہوتا کیونکہ چنانچہ تہذیب الاخلاق قرأت کیا \*

(۷) مشاہدہ اگر دلیل ہو سکتا ہے تو خدا کا مشاہدہ ہو سکتا ہے جسے نیچر کو نبایا یا رسولون کا مشاہدہ جسکو خدا نے اپنے نیچر و سطح وحی و الہام جو وسائل مشاہدہ حکما سے علاوہ نیچر سے ملے

کیا بھی وجہ ہو کہ ان میں ہر اختلاف نہیں \*

(۸) منجملہ مشاہدات حکما ایک سیاح کے مشاہدہ میں ہمیں غور کی تو اسکو سخت غلط پایا۔

ایسا ہی اور کچھ مشاہدات کا حال ہے \*

ان دفعات سے مل کر کئی دفعہ مشافہہ کنندہ کی موید ہے اور خلاصہ سب نفعات کا یہ ہے کہ حسن نیچر یا مشاہدہ کو سید احمد خان صاحب دین سمجھ بیٹھی ہیں وہ ایسا نہیں جسکو دین کہا جاوے اور آج لا تعبد لخلق اللہ اس پر صادق آوے۔ اور میرا شائعہ کنندہ

### شکایت و امید

مضمون مذکور کہ قراۃ ایک شئی صاحب میں جنہوں نے منشی ہو کر ایسا فاضلہ مضمون لکھا ہے اس پرچہ کے ناظرین ٹری جی علی افضلہ جامع معقول و منقول و مشاہدہ لاہور۔ امرتسرہ روڈ



کیونکہ۔ دہلی۔ مراد آباد۔ کانپور۔ کھنور۔ اعظم لکھ۔ بنارس۔ عظیم آباد۔ کلکتہ۔

وہاں۔ جبل پور۔ حیدر آباد۔ بنارس۔ ملہار۔ وغیرہ بلاد کو اعیان اراکین کی کبھی ایک طرح کا

مضمون نشاۃ الثمہ کی تائید میں مرحمت نہیں فرمایا۔

ادھر تہذیب الاخلاق کو دیکھو کہ اس میں خاں بہ شاہ صاحب کے مضامین نقل قلیل ہو تو ہر ایک شخص  
اس کے احباب انصار ہی کو ہو تو ہر ایک۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے احباب ہمارے اس شکایت کا ازاد فرادہ لیں گے۔ اور آئندہ تہذیب

کی طرح مضامین کے ارسال میں متون کو متوجہ کرینگے۔ لیکن یہ ملحوظ خاطر ہے کہ ان کی تحریروں

میں علمی و مرطاب کی تکلیف توجہ فراموش۔ حضرات مخاطبین کے مطاعن تبلیز یا بونحو

جواب سے تعرض نہ کریں۔ مدت سحر و اربعین جناب سید جو خان صاحب نے اخبار سیر منہا متشر

مورچہ لگا کر کہا جو دن سے ہمیشہ مطاعن و رد گائیڈ کو غیر ہوتے رہتے ہیں۔ ان کا بونحو جواب

میں ہمارے بعض احباب اپنی تحریریں بغرض اندراج رسالہ ارسال فرما تو ہیں۔ ویسے ان کی تحریروں

کا اشیاء میں درج کرنا اور بدگوئی کا جواب بدگوئی سے دینا ہمارے اصول عادت طبعی کو خلاف

ہے اس بات کو ثبوت میں ہم اسی سفیر منہ کی شہادت پیش کرتے ہیں اور وہی الفاظ مذکور

اڈویٹر سفیر منہ از راہ انصاف و دیانت ہمارے صبر و تہذیب کی نسبت زینب ختم فرما چکے

ہیں جن میں وہ ہلکے گویا تہذیب و سبکداری ٹھٹھٹ و ہر چہ کہ ہیں پیش نہ لاکافی خیال کرتے ہیں۔

ضمیمہ اخبار سفیر منہ نمبر ۱۱ مطبوعہ انومبر ۱۲۷۷ میں آپ فرمائی ہیں۔ ضروری اعلان ہوئی ہو

حبیب اللہ پشاور سے یقینی طور سے مضمون شہرہ تہ دوم سفیر منہ وستان مطبوعہ سب و ہتھماہ

گزشتہ کو جواب میں ہمارے پاس مضمون بعنوان سہاس نامہ بجا جواب سہاس نامہ مرتبہ مولوی ابو سعید

محمد حسین لاہوری لکھا ہے کہ غلط جگہ کہ سب اس پرچہ میں درج نہیں ہوا انتشار اللہ تعالیٰ

آئندہ شائع ہو گا ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے واجب التعظیم مولانا حبیب اللہ صاحب انصاف کرینگے

کہ منہ بانہ جواب ایسی ہوتے ہیں۔

بہتر تہمہ اخبار غیر منہ مطبوعہ اکوئیسٹھ مین سپاس نامہ ج فرما کر تحریر فرمائی ہیں اگر ہم موجدین  
کو قابل شایع ہونیکو مضامین چھاپتے ہیں تو فریق ثانی کو ناقابل (بلطج تہذیب) شایع ہونے سے  
انکار نہیں کرتے +

المختصر - موجدین اپنی خیالات کو اخبار میں بذربانی اور بدتہذیبی کو کام میں نہیں لاتی۔ بلکہ بڑی  
خوشی سے صبر اور شکر کرتے ہیں۔ و ملاحظہ ہو +

بہتر تہمہ اخبار غیر منہ مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۷ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہم بے مبالغہ کہتے ہیں  
کہ اگر حضرت مولانا صاحب مولوی محمد حسین صاحب ابھٹو کا جو کمال درجہ کو حلیم بہار صاحب  
عالم - فاضل مین خوب انداز ہوا اور نہایت پسندیدہ ڈھنگ ہو کہ خود بخود کسی سے نہیں آتا۔  
اور بیغایدہ جھگڑوں کی طرف مطلق قصد نہیں کرتے +

ناظرین تدین اور امانت سے خود اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ فریقین سے کسی تحریر شایان علم  
نہیں ہوتی۔ اور کون سا بنامہ کہ جواب میں سپاس نامہ لکھتے ہیں

ان عبارت و نہایت دلکش کر فرمایا ایک غرض ہماری یہ ہے کہ ہمارے احباب ہمارے کو خیال میں لائے اور  
کہہ کر دے جو فریقہ شافعیہ خاطر نہ ہو اور نیندہ بگوئی کی جوابت سلم میں لاوین غرض دوم یہ کہ ہمارے  
دوست ادیب اخبار غیر منہ مطبوعہ مضامین ہا لاکو یاد فرما کر اوتیہ فرمائی مضامین بہ چھوڑ دو ان کو یہ چھوڑ  
کہ مولف اشاعتہ است کہ صاحب علم تہا ہی بگوئی یہ غالباً ہو گا۔ اور بگوئی سے میلن تمہارے ساتھ کبھی دیکھا  
ہو گا کوئی کا گولہ اور بارود جلے گا م ہوتا ہو۔ خصوصاً اس حالت میں کہ فریق ثانی حلیم صاحب کی ہدایت  
پناہ لیتا ہے۔ تم یہ طرز مبارزت چھوڑ دو۔ علمی بات کوئی آتی ہو تو اس کو پیش کرو +

اور اگر وہاں ڈیٹر صاحب کی نصیحت کو نہ مانیں تو اڈیٹر صاحب کی ایسی تحریروں کو درج نہ کیا  
فرمادیں ایسا نہ ہو کہ وہ اخبار میں متناقض مختلف البیان خیال کئی جاویں +

مولف

صفحہ نمبر	پارہ الفا حدیث	بقیہ مقدمات بحث اثبات نبوت
۱۶	مضمون خواب	
۱۶	ایک دفعہ اپنے خواب میں مجھ کو ایک چقند بن رافع کے گہر میں زمین پر پسر طین کا ب (کھجورین) کنارے کی گدین سکویوں پر بیٹھا ہوا کہ وہاں میں غلے کے گھوڑے دیکھ کر اور دعا پڑھ کر گرا اور میں ہمارا اچھا اور تمھارے سوچ کا *	۲۲۴
۱۶	ایک شخص نے آنحضرت کے پاس پہنچ کر کہنے لگا میں نے اپنے کسے کو دیکھا ہے۔ آپ فرمایا نہایت تمھیں کھیلنا اور اپنی کسی کو نہ بھکا رو *	۲۲۳
۱۸	ابن سیرین یا ابوہریرہ فرمے کہ خواب میں تین قسم ہیں۔ بشارت بشارت اللہ۔ خیالات نفس بشارت کا ڈراوا۔ خواب میں پانوں میں بیٹری دیکھنی اچھی ہے۔ جو پانہ میں بن کی لیل ہے۔ گلے میں بن دیکھنا برا جو اصل ناک کی علامت ہے۔	۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

(۲) اور اگر کوئی اچھا خواب دیکھ تو اس کے مضمون کو سوچو۔ اگر اس کے اصل درجہ پہلے سے  
اپنی خیالی طبیعت یا اخلاق میں پادری تو اس خواب کو ایسے کا عکس در صورت مثالی سمجھو  
(۳) اور اگر اس کی طبیعت یا خیال یا اخلاق میں اس خواب کا سابق وجہ و اور اصل ہو تو اس کو  
تعلیم الہی خیال کری۔ اور اس کے تعبیر کو لکھو اس کے مناسبت فی تجویز کری۔  
شکا کسی سے مخفی ہے کہ جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ میں رافع سے فرشتہ کو سمجھا لیا  
اور عقبہ سے عاقبت کو یا لازم سے ملزوم۔ یا سبب سے سبب یا ایک چیز سے اس سے ملتی جلتی  
اور مناسبت رکھتی دوسری چیز۔ جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ میں سوئی کرنگن سے میلہ  
کذاب جریس دنیا کو سمجھا لیا۔ اور نمبر ۱۳ میں تلوار کی دھڑ سے مسلمانان مقتول کو جھگڑا  
تعبیر نہ آدمی وہ کسی دانا دوست سے پوچھ لے۔

### تنبیہ المختارین

جو کچھ منہ خواب یا تعبیر خواب کی نسبت کہا ہے یہ بھی خواب دیکھنے والوں کو سمجھی خوابوں کی نسبت  
نہیں کہا۔ بلکہ بعض شخص کہ بعض خوابوں کی نسبت کہا ہے۔ اور عنوان اصل سادہ و سہل  
خاکہ ملکی صفت انسان کو لکھو ایسی صفت کا وجود شیعہ کیا گیا دیکھو (۲۵۴) سطر (۲۱)  
رہی یہ بات کہ معیار و تقیاس اس امر کا کہ چاہا

اور زمانہ یا جواب کا سکامہ اور جھوٹا سیٹا فی کس (۱) کیا پیچیدہ و سوچا ہوا ہو کہ عین صحت ہو جس  
شخص کی خطا سے صحت ثابت ہو اور اس کی کوئی بات خواب کی ہو خواہ بیداری کے خلاف  
واقعہ ہو۔ اس کا خواب سچا تعلیم الہی ہے اور جو خطا و تقاض کا محل ہو اس کا خواب جب تک امتحان  
میں پاس نہ ہو جاوے اعتقاد و یقین کے لائق نہیں ہے۔

رہا یہ امر کہ ایسا شخص جو معلوم ہو اور مخالفت واقع ہو برسی ہو کون ہو سو مسلمانوں اور جلال  
فدا ہب سادہ و سہل کہ نزدیک ہر امت کا نبی ہو اس کے سوا کسی اور شخص کے منکات و مناقبات کا معیار  
و محاکم صاف اسی نبی کی تعلیم ہے۔ جب کا خواب یا خیال قول نبی سے موافق ہوگا۔ اس کا

خواب سچا و تعلیم الہی سمجھا جائے گا جو اس مخالف ہوگا وہ چوٹا اور شیطانی و سوسہ قصور ہوگا  
 موافقت کی صورت میں بھی وہ خواب غیر نبی کا اصل اصول حکام نہ ہوگا اور نہ کسی مکلف  
 کو اس سے احتجاج و استدلال جائز ہوگا۔ بلکہ مدار اثبات حکم و تکلیف خدا و رسول کا قول ہوگا  
 اور وہ خواب محض موجب توقیر و سرور و طمانیت و بشارت خواب و یحییٰ والی کا سمجھا جائیگا  
 یہ حکم خواب و کشف غیر نبی کا کتب عفت اید اسلام میں بہ بسط مرقوم ہے۔ اور کچھ اسکی تائید  
 صفحہ سیالہ نمبر ۶ صفحہ ۵۴ وغیرہ پر بھی لکھی گئی ہے تفصیل اس امر کی کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔ اور  
 اسکے خواب و بیداری کر باتیں نہجانب اللہ ہوتی ہیں بعد از ثبات تمام مقدمات بحث مقصود میں  
 ہوگی اس قبیحین فقط ان لوگوں کا متنبہ کرنا مقصود ہے جو خواب و انجی اثبات و اعتبار میں  
 اعتدالی سے تجاوز کر فرما کر فراط کو پہنچ گئی ہیں جس پر اہل نچرائے انکار کلی سے تفریط میں پڑے ہوئے  
 ہیں۔ یہ لوگ (ارل فراط) ٹھیک پیر پرست و خیال پرست ہیں وراپنی مشائخ و پیروں کی  
 نواہوں کو آسمانی وحی بلکہ اس سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ خوابوں کی یہ وہ احکام لگا لٹھ ہیں  
 جو قرآن و حدیث کے مخالف ہوتے ہیں +

اس قسم کے لوگ قدیم سے مسلمانوں میں چلتے آتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی ہر ایک میں  
 ہیں۔ پنجاب کے اضلاع سے نضاع کو دہانہ اور اسکے نواح میں بکثرت پائے جاتے ہیں جو اپنی  
 خوابوں کے حکم کو سیکو و دوزخی تباہی میں۔ کسکو ہشتی۔ کوئی حکم شریعت سے خارج کرتے  
 ہیں کوئی از خود اس میں داخل +

مسلمانان متبعان قرآن و نون کچھ فراط و تفریط سے اعتدال پر کہتے ہیں اور خوابوں کو  
 اثبات و نفی میں بیچ کی راہ چلتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی خوابوں کو واقعات کے متعلق ہونا  
 خواہ احکام کے معنی و وحی و تعلیم الہی جانتے ہیں۔ انچو سوار اور دن کی خوابوں سے جو  
 واقعات کے متعلق ہوں اور نفس الامر کے مطابق تکلیفیں ان کو تعلیم الحی اور وراثت  
 نبوی سمجھتے ہیں۔ اور جو احکام شرعی یا احوال اخروی کے متعلق ہوں ان کو کتاب

دست کر موافق باقرین تو منجانب اللہ سمجھتے ہیں ورنہ دوسوہ شیطان فی خیال کس کراسکو  
ساقط الاعتبار سمجھتے ہیں۔ صفحہ ۲۵۹ کی پہانیک جو کچھ خوابوں کے متعلق نقلی اصول رکنا بت  
دست (کرتسک) بحث ہوئی ہے یہ ان مسلمانوں کو (جو باوجود اختلاف صدق مضامین  
قرآن رس با بین افراط و تفریط میں مبتلا ہیں) مضامینش کو کفر ہے اور دلیل عام اس بات  
میں جو ہر ملت و مذہب کے قائلین پر چھتے ہو سکے وحی عامہ خلائق کا وجدان ربیعہ انھی لوح  
دل یا دماغ پر سچی خوابوں کو نقوش کا پایا جانا ہے جس کا ذکر شروع تقریر میں گذرا ہے۔

یہ استدلال بطور برہان اتنی بڑا اور اس باب میں بطور برہان کی پہانیک ال ہو سکتا ہے۔ اس کا بیان  
برہان اتنی دلی کو ضمن ثبوت تمثیل و تمغیر ہے تاہم۔ گزشتہ شکل یہ جو کہ ہمارے ہر  
مخاطب میں ناظرین اس علمی دلائل کو سمجھ نہیں سکتے اور باوجودیکہ ہم ترجمہ میں ہندی کو چند سی  
کر ڈالتے ہیں پر بعض لوگوں کو نہ سمجھنے کی ناکایت سنتے ہیں ۰

ایک صاحب اختیار مفیر نے مذکورہ مطبوعہ سی فضاء میں فراتو میں کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پر  
زور و زبانی کا نشانہ مضامین سید جو خالصتاً غیبی سمجھتے ہیں تجارتی کام کا مطلب نہیں سمجھتے  
ایک صاحب سی اخبار میں ایک جگہ فراتو میں کہ تجارتی باتوں کا مطلب تم سی  
سمجھتے ہو۔ انکو اس نہ سمجھنے کی وجہ یہ بتو کہ ان مضامین کو سمجھنے کو کسی قدر منطق و فلسفہ قریہ  
بکا ہے ۰

اور ان لوگوں میں گو بعض یا نہی و فلسفہ بیکن سے واقفیت رکھتے ہیں مگر علوم قدیم سے  
محض معجزات ہیں۔ اس بات کو نہایت مامور جب سے کا مضمون قدیم اور جدید علوم تصدیق  
کرتا ہے۔ اس میں جو زور و زور و اس بات کا اظہار کیا ہے کہ بیکن نے فلسفہ قدیمہ کو محفل کر دیا  
اور بجائے اسکے طبیعیات و ریاضیات کو شائع کیا۔ اور برہان کو اس نے بیکار سمجھا کر باجائے اسکے  
استقرار (جس کا عامی اور سچ سمجھتے ہیں) کو استدلال کا دار ٹھیکر کیا۔ پھر یہ لوگ جنکو بیکن ہی  
کی درخت پہنچو ہر عامی برہان عقلی کے مضامین کیوں سمجھیں اور اپنی سمجھنے کا تصور



و دعوی عایسانہ ہو تو اسکے ثبوت میں عایسانہ دلیل کافی ہوتی ہے دقیق و باریک ہوں جسکو عیسایہ  
دعویٰ الہام کو ذریعہ سمجھیں ہوں اور عقلا لائق عقل سے) تو وہ ویسی بھی باریک دلائل سے  
ثابت کرنا پڑتا ہے۔

اور ہمارے دعویٰ باوجودیکہ غالباً رسی کے ہوتے ہیں تاہم انچ دلائل کے بیان میں تسہیل کو نظر  
رکھتے ہیں و باریک بات کو کئی کئی تعذلات سمجھاتے ہیں۔ بانیہم کوئی دقیق بات کیلئے سمجھیں  
نہ آج تو ان کے قصور ہمارے ہی ذمہ نہ لگاؤ جو اپنے فہم و علم کا بھی کچھ منسل سمجھیں اور وہ بات کسی علم  
پسے نہیں کر رہے۔

تفصیل و درجہ۔ یعنی اوقات غیبی کی نسبت بعض اشخاص کی سچی خبر و خبر نبوت پر دعویٰ و جہان  
دلیل ہے۔ ہم بلا واسطہ یہ کہ بعض اشخاص ایسی واقعات کی نسبت رجوع حواس سے معلوم ہو  
میں فکر و عقل سے دریافت ہونی ممکن ہیں (ایسی خبریں دیتے ہیں جسکو واقعہ کے مطابق  
پاؤں ہیں۔

## تفصیل

اس قسم کی خبریں جو زمانہ قدیم میں ملے صفت اور قدس لوگوں نے بتائیں۔ اور لوگوں کی تجربہ و  
مشاہدہ میں ہیں جیسے عہد جدید میں مذکور ہیں۔ انکو انجیل سید احمد خان صاحب در  
میں لکھا ہے کہ خطبات صحابہ کے خطبہ شہادت میں نقل کیا ہے۔ میں استقام میں انہیں کی تحقیقات  
کو نہیں کر سکتا ہوں اس میں نئی تعلیق و تحقیق کو ضروری نہیں جانتا۔

اور ان باتوں سے استدلال نہ اس وجہ سے جو کہ وہ رسولوں کی بتائی ہوئی باتیں میں اس لئے لکھا  
تسلیم کرنا واجب ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ تاریخی واقعات میں اور نقل متواتر ثابت ہیں  
انکا ماننا عقل کا مقتضایہ ہے۔ پس اگر کوئی انکے تسلیم کرنا کوئی تسلیم نبوت سمجھ کر قبول اثبات  
نبوت ان سے استدلال کو مصدور علی المطلوب خیال کرے تو یہ اسکی غلط فہمی ہے۔

ان باتوں کو سید احمد خان صاحب کی کتاب سے نقل کرنے سے یہ بھی غرض ہے کہ جو کچھ



جناب مہر کے مضامین کا شناس چہر۔ مذہب و معاشرت مذہب انسان کا امر ہے۔ اور ہر ایک  
ہم مذہب کے مضمون تحقیقات مذہب صحیفہ فطرت کے منطوق مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ نبوت  
صرف غور و غفل کا نتیجہ ہے۔ اور وحی یا جبریل صرف اسی منطوق نبوت کا نام ہے۔ اور الہام صرف اسی  
روح کا قانون قدرت میں عموماً کرنے سے دل میں جاتی ہے۔ نام ہے۔ بے سوچ و خیال غیب سے  
کسی بات کا مشکف ہو جانا بلا جملہ اہل مذہب الہام کہتے ہیں کو ہی جین نہیں ہے۔ یہ کچھ باتوں  
کے خلاف ہے جو اپنی خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارات میں فرمایا ہے۔ رہیں اپنے اس قوت  
کے وجود کا جسکے اثبات کی سقم امن ہم دہرہ میں اثبات کیا ہے اور ان معجزات الہام رکہ  
بے سوچے بدون فکر کی کوئی بات سوتے سوتے یا بیٹھے بیٹھے دل میں جاوسی کا وجود ثابت  
کیا ہے۔ یہ نظر افہام و افہام ان حضرات کے ہنسی کی کتاب خطبات احمدیہ سے ان باتوں کا نقل  
کرنا نہایت مناسب سمجھا ہے۔ اس کتاب میں ہماری باتوں کی ایسی تسلیت ہے کہ اگر ہم ان باتوں  
کا خلاف آپ کے مضامین مذکورہ بالا میں مذکور ہو تو ہم ان حضرات کو منکر حقیقت و منکر نبوت ہرگز نہ  
ٹھیکے۔ اور تفصیل ان باتوں کی تحریر میں نہ لائے اور بحث اثبات نبوت میں ان لوگوں کو  
مخاطب نہ بناتے بلکہ جہد بحث مانع شدہ سے تاک کہ شناس کو متعلق ہر قسم مقابله  
میں لکھ چکی ہیں یہ مرکز قلم میں نہ لاتی اس نقل و بیانی کو وضع و ترتیب تم کی طرف سے ہو دیکھو  
مضامین بلکہ بالاختصار الفاظ جناب ہی کہ میں جو تہذیب الاخلاق جلد ششم کے نمبر ۹ و ۱۰  
میں منقول ہے۔

## خبر اول جو تہذیب الاخلاق میں

بشارات اول منجد بشارات مسیح

حضرت اشیاہ نے احاز بادشاہ کو خبر کر دی کہ کوری عورت کو حمل ہوگا۔ اور وہ بیٹا ہوگی۔ وہ نور  
ہو شیار ہوگا۔ تو جو خوف و شمعون سے ہی جاتا رہیگا۔ کتاب اشیاہ باب ۷  
اس خبر کا مصلحت ایک لڑکا ماہر شلال یا شبنامی پیدا ہوا جب وہ ہو شیا ہو تو احاز

کا خوف جان مارا۔ اور جیل مٹی میں لکھا ہو کہ یہ بشارت حضرت مسیح کے ہے جو کواوی مریم سے پیدا ہوئے اور انھیں بشارت یوسف نجار کو فرشتہ نے خواب میں دی +

### نمبر دوم جو تہذیب الاخلاق میں

حضرت عیسیٰ کی دوسری بشارت ہو

حضرت میگاہ نہبت سی باتین آئندہ کی اشارات و کنایات میں کہیں کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اس میں یہ بھی فرمایا اے بیت لحم فظانہ میری لڑکی ایک شخص جو نبی اسرائیل میں سلطنت کریگا اور اس کا ہونا قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہے جسے لکھ لکھا کتاب میگاہ باب ۵۔ آیت ۲

حضرت مٹی فرماتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضرت مسیح کی ہوئی جو بیت لحم میں پیدا ہوئے ہیں اور کواوی سلطنت ان کو نہیں مگر سینٹ مٹی فرما اس سلطنت کو روحانی سلطنت قرار دیا

### نمبر سوم جو تہذیب الاخلاق میں منجملہ بشارات

نور انوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اول ہے

حضرت ہوسنی نے خبر دی ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ مینے تیری دعا سمجھ لیں اور قبول کی۔ ۱۔ مینے اس میں برکت دی اول سے بارگاہ کیا اور اسے بہت فضیلت دی اس بارہ امام پیدا ہوئے اور اس کی ترقی کر دے گا۔ باب اول آیت ۱۸۔ ۲۰۔ کتاب تورات اسی قسم

کی اور آیات تورات سے اسرائیل صاحب نے نقل کر کے انکا انحضرت کو حق میں بشارت ہونا

ماشاء اللہ بڑی بڑی اور شور و غما بہت کیا ہے اور انہیں بہت عطا کیا ہے اور انہیں دو الہامی خوابوں سے بھی تہذیب

فرمایا ہے۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اسحقؑ کو خواب میں کہا کہ میں تیرے باپ ابراہیمؑ کا

خدا ہوں تجھ پر برکت دوں گا اور اپنے سب بزرگوار کے سبب تیری نسل کو بہت کروں گا۔

دوہم یہ حضرت یعقوبؑ کو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ سی زمین سے آسمان تک لگی ہوئی

ہے اور خدا کے فرشتے اس پر اترتی چڑھتے ہیں اور خدا نے کھڑی ہو کر کہا کہ میں تیرے باپ

ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا خدا ہوں یہ زمین جیسے تیرا ہے جسے تجھ کو اور تیری اولاد کو دیتا ہوں اور

## خبر حچارم جو تہذیب الاخلاق میں منجملہ شہادت

توراة بعنوان شہادت دوم منقول ہے

خدا تعالیٰ فرموسی علیہ السلام کو خبر دی کہ تیرے بھائیوں میں ایک نبی تیرا قائم کر دے گا اور اپنا

کلام اسکے منہ میں دے گا۔ توریت کتاب پنجم باب ۱۸-۵-۱۸

جائے انیل صاحب فرمایا ہے کہ ان تیوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہونیکر

صاف دستکم شہادت نکلتی ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اسکی وجہ یہ بیان

فرمایا ہے کہ یہ دو باتیں کہ (۱) میں اسکے منہ میں اپنا کلام دوں گا اور (۲) وہ مثل موسی ہوگا

سوی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی میں پائی نہیں جاتیں۔ پہلے اسکے کہ ابیار

بنی اسرائیل پر سوائی احکام عشرہ موسیٰ کو جو وحی آتی تھی اسکے لفظ وہی تھے جو توریت۔ و

زبور۔ صحیفہ انبیاء میں کچھ موسیٰ میں بلکہ انبیاء کو صرف یہ مطلب بقا ہوتا تھا اور پھر وہ سکو

اپنی زبان و محاورہ میں لوگوں کو سامنے بیان کرتے تو انہیں اہل اربعہ جو اپنے متبادرت قابل مسند

عیسائیوں میں تسلیم ہوتے ہیں انہی الفاظ تو وہ ہیں ہی نہیں جو حضرت عیسیٰ کنی زبان مبارک

سے نکلے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی عبرانی زبان تھی اور وہ یحیدین یونانی زبان میں ترجمہ ہوتے

تھے اور انہی کے الفاظ میں کچھ تھوڑا اور کچھ بڑھ گیا اور یہی بیخبر لوگوں کو یہ سنائی دیا کہ ان الفاظ میں

کچھ ایسا کلام آئے نہ میں دونوں کا سوائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی اور نبی نہیں آتی

دوسری بات کا سوائی انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے شخص میں پایا نہ جاتا

آپ بڑی زور و شور سے ثابت کیا ہے اور دس گیارہ وجوہ سے انھیں حضرت کا موسیٰ علیہ السلام

کے مثل ہونا بیان فرمایا ہے۔

اس شہادت کو امام فرنہ ظہر اہل کتاب بھی نوید جاوید میں لائی ہیں اور انھیں اور انھیں

میں وجہ شہادت کا شمار چوتیس تک پہنچائی ہیں

خبر حچارم جو تہذیب الاخلاق میں

بلفظ بشارات مومئہ بشارات محمدیہ مندرجہ تورات مجتہد  
حضرت موسیٰ پیر اور حضرت جبرق نبی انجیلی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم بخت ہوئے  
پیر اس طرح بشارات دی اور کھا خدا سینا کو نکلا اور حیر سے چمکا اور فاران پہاڑ پر ظاہر ہوا  
اس کے دہنے ہاتھ میں شریعت روشن ساتھ شکر ملا کہ کو آیا تورت کتاب پنجم باب ۳۳-۳۴  
آئیگا اللہ جنوب ہو اور قدوس پہاڑی ہو آسمان کو جال ہی چھپا دیا اسکی ستائش سے  
زمین ہر گئی کتاب جبرق باب ۳-۲

۱۲ انرا بیل صاحب نے فرمایا ہے کہ ان آیتوں میں جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا  
بیان ہوا وہ علامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم بخت ہوئے پیر اور قرآن مجید کے  
نازل ہونے کی کہ جو ہی شریعت ہی بشارات ہے۔

پھر اس مضمون کو انگریزی شد و مد سے بشارات تورت و قدیمی خفیہ کتابت کیا ہے۔ اور جو  
اس کے خلاف میں عیسائیوں فر تو جہین کی ہیں ان کا مدلل جواب دیا ہے جزاۃ اللہ عناف  
عن سائر المسلمین اچسن البحر اعر۔

## نمبر ششم

جسکو تہذیب الاخلاق میں بلفظ بشارات چھار تم تعبیر کیا ہے

حضرت سلیمان نے انار معنجات الہی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا اور فرما دیا وہ بالکل  
محمد نبی تعریف کیا گیا ہے۔ یہی میر دوست ہے اور میر محبوب کتاب سلیمان باب ۵- آیت ۱۰ الغایۃ  
جناب انرا بیل صاحب فرماتے ہیں اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسبیح میں گیت  
گایا۔ اور اسکی مناجات کی جو مگروہ ایک بڑی شخص قابل تعظیم و ادب کر انیکلی متوقع ہیں اور  
اسکی بشارات دیتے ہیں اور پھر صاف سناتے ہیں کہ وہ میرا محبوب محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## نمبر ہفتم

جسکو تہذیب الاخلاق میں بشارات پنجم تعبیر کیا ہے

ابھی نبی ہمارے ہمہ جہت سے امد علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اطلاع بشارت دیتی ہیں۔ سب قوموں کو یاد دہن کیا۔ اور جو سب قوموں کا آویگا اور اس گھر کو بزرگی سے بھر دیا گا کہا خداوند کو کتنا بچی

باب ۱۱ - آیت ۶۰

جناب نرسل نے لفظ حمد سے آنحضرت کا مراد ہونا بخوبی ثابت کیا ہے اور جو عیسائی اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اسکو دو وجہ سے رد کیا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ تو جسی چشمہ اللہ علیہ نبی ہیں ہند لال قول رسول اللہ پاک کہ ہر سٹ صاحب کمر کھایا ہے کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کے نہیں ہو سکتی بلکہ اس شخص کی ہے جسکے آنے کی بشارت خود حضرت عیسیٰ فرمادی تھی ۶۰

خبر ششم  
جو تہذیب میں نبوتان بشارت ششم مذکور ہے

حضرت عیسیٰ جی کی رد میں ان کو گوئی کہ جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرے کچھ اس طرح پر کرے کہ میں۔ اور ایک چوڑی سوار بھی دیکھی ایک سوار گدی کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب توجہ ہوا۔ کتاب تنبیہ باب ۲۱۔ جناب مصلوح فرمایا ہے کہ اس آیت میں حضرت اشیاء فرمادے ہیں کہ اس اشارہ فرمایا ہے ایک گدی کی سوار کچھ نشان سے بتلایا ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ اس حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جناب مصلوح بیت المقدس میں گدی پر سوار ہو کر داخل ہوئے ہیں۔ دوسرے شخص کو اونٹ کی سوار کچھ نشان سے بتلایا اور لاسین شک نہیں کہ اس کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے ۶۱

خبر ششم

جو تہذیب میں نبوتان بشارت اول منجہ بشارت اول منجہ مذکور ہے

جب حضرت کو معلوم ہوا کہ اب اکل وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والی ہیں انہوں نے اپنے حواریوں کو بہت نصیحتیں کیں یہ بھی فرمایا۔ یہ امور میں نے تمہیں کہیں جبکہ تمہاری ساتھی

ہو نہ لیکن پیریکلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجا گیا میری نام سے تمکو ہر بات سکھا دیگا اور یاد دلاؤ گیگا تمکو وہ باتیں جو میری تم سے کہی ہیں۔ اچیل یوحنا۔ باب ۱۶۔ آیت ۷۔

جناب انبیا ائیل نے فرمایا کہ لفظ پیر کا لفظ اس جو یہاں واقع ہوا ہے یہ مجموعہ کی غلطی ہے  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل لفظ ناقطیع ہے جس کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ احمد ہے اور اس آیت  
میں آنحضرت کی نبوت ہی پر اس کو اس معنی سے کہ ہم اس کو بتائید روح القدس بخوبی  
مناہت کر نیکی ثابت کیا ہے اور واقعی اس میں انہی اطماع و انصاف کو ظاہر کیا ہے  
خداوند اللہ خیر

امام فن مناظرہ اہل کتاب نے بھی اس بشارت کو نوایا وید میں ذکر کیا ہے اور خوب بط  
تفصیل یہ لفظ فارقلیط بمختصر احمد ہونا باعتراف علماء نصاریٰ ثابت کیا ہے۔ ناظرین اس  
کتاب کو صفحہ ۴۸۹ سے ۵۰۸ تک ملاحظہ فرما دیں تو عجیب حظ و لطف حاصل کریں ۛ

فجبر

جو تہذیب میں منجملہ اشعارات محمدیہ مذکور انجیل اشعارات سوم معبر ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ جو دیون فریو پھچھا تو مسیحؑ پر وہ بولے نہیں۔ یہ پوچھا تو الیاسؑ پر وہ بولے نہیں یہ پوچھا تو وہ نبیؑ پر آپنے کہا نہیں۔ اکیئل یوحنا باب ۲۰۔۲۵ مختصر جناب انڈیل فراتر مین کہ ان آئیون سو معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ حضرت مسیحؑ کے ایک اور پیغمبر کے آنیکی بھی سید کہتو تھا اور وہ پیغمبر یا مشہور تھا کہ بجا نونام صرف اشارہ ہی اسکے ماننے کو کافی تھا جیسا کہ ہم مسلمان پیغمبر کے نام کی جگہ صرف آنحضرتؐ اشارہ مین لکھتے ہوتے ہیں۔ اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے پھر اسکے جسکی نسبت خدا نے ابراہیمؑ و اسمعیلؑ کو برکت دی اور جسکی نسبت موسیٰؑ سے کہا تیرے ہائیون مین سو تجھے پیغمبر پیدا کروں گا اور جسکی نسبت حضرت سلیمانؑ نے کہا میرا محبوب مرغ و سفید مین تعریف کیا گیا محمدؐ ہے۔ اور جسکی نسبت ہی نبیؑ نے فرمایا کہ خدا نام تو مومن کا سردار اور محمدؐ کا اور جسکی

نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا میل حانازور سے تاکہ قارقلیط آدے۔ اب میں نہایت مضبوطی سے کہتا ہوں یہ نامی اور شہر ہو پیچہ حضرت محمد بن و اللہ حضرت محمد بن سہامنت باللہ علیہ السلام امام من بھی اس بشارت کو اپنی کتاب میں لایا ہے۔ اور اس اشارہ سے آنحضرت مراد ہونا یہ باریک نبوت کو پہنچا ہے بنظرین کتاب نوید جاوید کو ص ۴۴ س ۲ ذہنک ملاحظہ فرماوین اس تحقیق و تفصیل کا لطف اٹھاوین \*

### ذماتہ معتزۃ شتمہ علی التماس و نصیحتہ

اتماس جناب سید احمد خان صاحب اور انجو اتباع و شیع کی خدمت میں جو کہ یہ حضرات الفبا بشارات مندرجہ خطاب احمدیہ کو غور و انصاف سے ملاحظہ میں لاوین۔ اور سوچ سمجھا فرماوین کہ جو باتیں آئندہ کراہیاں نے ان بشارتوں میں بتاؤں ہیں وہ عقل و خواس سے کس طرح معلوم معلوم ہو سکتی ہیں۔ ۱۔ اور کتاب پنچر (جو خوشنویس تہوں اور چھالوں اور زمین و آسمان کو کناروں اور آسمان کو ستاروں وغیرہ اشیا مخلوقہ سے عبارت ہے) میں کہاں لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ۲۔ یہ نہ بتا سکیں تو اس بات کو اقراسی ہو جاوین کہ وہ باتیں نبی یا فرما اپنے اس ملکی طاقت کو ساتھ غیب الغیب سے جان لی میں و جہان وہ باتیں لکھی ہوئی ہیں وہ ان عقل و خواس کا چھپا ممکن نہیں۔ اس اعتراف کی صورت میں اُن کا یہ قول کہ نبوت صرف فکر و غور عقل کا نتیجہ ہے اور اس کا ماخذ و مخزن فقط نیچر ہی کیا معنی رکھتا ہے؟ ان باتوں کو آپ تشریح سیانہ کی تو ہم بہت نفع اُٹھائیں گے اور ہمارے بچے پھر چھکے مٹی فیصلہ پائیں گے۔

نصیحت زمرہ موحیدین اور اس پر کہ ناظرین کو یہ کہہ کر مفسدین اس خطبہ بشارات کو خط فرماوین اور جو اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار و اثبات ہے اس میں غور و تامل فرمادیں۔ یہ کام جو سید احمد خان صاحب خطبہ بشارات میں ہوا ہے یہ بجز مومن و مہلک سلام کسی سے نہیں ہو سکتا۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اقرار لفظ نبوت کس کام آتا ہے جہاں میں کہ سید احمد خان صاحب مضمون نبوت

سے (چنانچہ جسے خود نمبر خیم کے اعلام میں بھیج دیا ہے) انکار ہو یہ اللہ تو ایسا ہی جیسے کوئی لفظ اللہ کو مانو اور اللہ کی الوہیت اور حقیقت سے انکار کرے۔ یا رسول کو رسول نہ مانے۔ یا اسکی کوئی بات سچی نہ مانے۔ تو جواب اسکی یہ ہو کہ بے شک و بلاشبہ لفظی اور معنوی انکار کے ساتھ کام نہیں آتا۔ اور معنی کا منکر لفظ کا تسلیم کرنے والے نہیں سمجھا جاتا۔ ولیکن یہ اس صورت میں ہو کہ وہ انکار عمداً و غمداً ہو نہ خطاً و اقہماً۔ یہی وجہ ہے کہ بتدریج فرقے اہل سنت کی نزدیک کا فر نہیں گئے جاتے باوجودیکہ وہ اللہ اور رسول کو کلام سے منہی انکار سمجھے جاتے ہیں۔ سید احمد خان صاحب کا انکار بھی اسی قسم کا انکار ہے۔ اور اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہو کہ سید صاحب کو معنی نبوت سے عمداً و غمداً انکار ہے۔ جائزہ محتمل ہے کہ یہ انکار انکی غلط فہمی کا نتیجہ ہو۔ اور جو کارروایاں خلاف تسلیم نبوت و اسلام ان سے ہو رہی ہیں (جیسے نبوت کو فقط عقل کا نتیجہ پھر انکاموں کو احکام شرعیہ کی قید سے چھڑانا وغیرہ وغیرہ) انکو خیال و زعم میں کسی نیک نیتی و خیر خواہی اسلامی اور دینی قومی پریشانی ہون +

اکثر لوگوں نے سوچا ہوں کہ شخص حقیقت میں اسلام کا دشمن مخالف ہو اور اسلام کے پیرو میں یہ یہ اسلام کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ اس کا ظاہری قرآن و تسلیم نبوت کا اظہار اسی غرض پر مبنی ہو + ولیکن میں اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا اور سپر یقین کرتی کہ کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ اور ضابطہ سے ایسی بدگمانی نہیں کہتا +

انہما جریہ روزگار کو نہزم مطبوعہ اکٹوبر ۱۳۵۷ء میں اپنی نسبت ایک مضمون لکھا ہے جس میں انکی حقیقت یہ شروء الفاظ مندرج ہیں نہ شخص یا تو بلا کا مسلمان ہو یا پروردگار کا انکاموں ان الفاظ سے بھی استفادہ ہو کہ اس شخص کی نسبت قطعی بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں + بالکل میں جناب مروج الصفات کی تکفیر سے گوگوں کو منع کرتا ہوں باوجودیکہ میں انکی اکثر اہمیت مستلزم تکفیر خیال کرتا ہوں چنانچہ یہ بات میں متاخذ است نمبر ۱۳۵۷ء



بجی ظاہر کر چکا ہوں تفصیل سکی پھر کسی مستقل مضمون میں تحریر کروں گا۔

## رجوع بہ مطلب

۱۔ اخبار عشرہ مذکورہ بالا وہ ہیں جو زمانہ قدیم میں ملکی صفت انسانوں نے بتائیں۔ اور گوگو کو  
مشاہدہ میں آئیں۔ اب وہ خبریں ذکر کیجاؤ جن میں جو اسلام کو زمانہ میں ایک ملکی صفت تھی  
محمد بن عبداللہ عربی نے (جنگو ہم سلمان خاتم المرسلین و سید الاولین و آخرین سمجھتے  
بین صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ وسلم) بتائیں۔ اور ہمارے اور اس وقت کو گوگو کو مشاہدہ  
آئیں۔ یہ خبریں دو قسم ہیں۔ قسم اول۔ وہ ہیں جو زمانہ میں (جنگو ہم سلمان و  
متلو کہتے ہیں) مذکور ہیں۔ قسم دوم۔ وہ جو حدیثوں میں (جنگو ہم وحی غیر متلو کہتے ہیں)  
موجود ہیں۔ ان اخبار کو بھی استدلال اس وجہ سے کر دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بتا کر ہوئی ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہ واقعی باتیں ہیں۔ اور مشاہدہ میں آچکی ہیں  
ان اخبار کو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بتا کر ان اخبار کی سیجائی سے پہنچاتے  
ہیں۔ پس ان اخبار کو استدلال یہ تھا کہ اثبات نبوت کی تائید میں مضامین مطلقاً

## اختتام اول

مختصر یہ کہ اخبار قسم اول قرآن میں بکثرت پائی جاتی ہیں جس پر (قرآن کے محفوظ ذخیرہ کی خبر قرآن  
قال اللہ تعالیٰ۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له عرج۔) کی مثل ایک سورت بنا کر پڑھیں جن کے  
قل لئن اجمعتم لا تلحق علی یا تو اتمل هذا  
القرآن لا یاتون بمثلہ  
وعدا للذین امنوا وعلوا الصالحات  
لیستخلفنہم فی الارض النور

تادہ ہونیکلی خبر۔

ان میں سے کئی ایک سورت بنا کر پڑھیں جن کے  
کونگو۔ اور دشمنوں سے سخت نکالیف پائے  
منزور و تمکن ہونیکلی خبر۔

ان خبروں کو پہلی اور پچھلی خبر کی وجہ سے امت میں مناظرہ کی نوید جاوید میں جو سارا دنیا پر  
تفصیل بیان کی ہے۔ اور دوسری خبر کی تفصیل حافظ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

م یقولون انما نؤمن بالله ولا نعبد الا الله بما نقول

انا فتحنا لك فتحا مبينا  
انما المشركون نجس فلا تقربوا معهم الا مما يجدون عليهم هذا ذنبهم  
وما كان للمشركين ان يعبروا ما جاء الله  
اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا ان وافين  
بعضون في انفسهم ما لا يدرك لك ص  
القرآن

مکہ فتح ہو جانے کی خبر  
مکہ شہر حیشہ کو کہو تسلط مشرکین کو اٹھ جائیگی خبر  
بیت المقدس اہل کتاب کی بیخیل جو جائیگی خبر  
منا فتحی محمدی حبیبی باتو محمدی خبرین  
و علی ذلک القیاس جبکا صدق و وقوع اتقان

میں آگیا۔ اور مخالف و واقعہ نو مشاہدہ کیا۔ و لیکن معذرت کہ انصاف لوگ ان میں کچھ نہ  
کچھتا و یقین کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے احتمال خلاف تجویز کرتے ہیں اسلئے میں وغیرہ  
نقل کرنا چاہتا ہوں جنہیں انجی تاویل کا مساع نہ ہو۔ اور احتمال نیدہ بھی تجویز نہ ہو سکے

خبر اول

قال تعالى غلبت الروم في ادف الارض فم  
من بعد عليهم سبع سنين في بضع سنين - لله  
الا من قبل ومن بعد و يومئذ يفرح المؤمنون  
بنصر الله الخ الروم  
غلبت الروم فبلغ ذلك المسلمين بركة فشق  
عليهم فرج به كفار مكة - وقالوا للمسلمين انكم اهل  
كتاب و نصارى اهل كتاب انتم امين و قد ظهروا  
اخوانا من اهل فارس على اخوانكم من اهل الروم  
وانكم ان قالتم انما نظن ان عليكم فانزل الله  
تعالى هذه الايات - فخرج ابو بكر الى الكفا  
فقال فرحتم بظهور اخوانكم فلا تفرحوا

جب فارس نے روم کو شکست دتی مشرکین کو کہو  
(جو انکو ہم مذہب تھے) بڑی خوشی ہوئی اور مسلمانوں کو فتح  
پسین غفران مسلموں پر طوحی یہ خبر دی تین سیکے چھپڑ  
فارس پہلے پہلے روم فارس پر غالب ہو کر اور ہند  
مسلمان جو شہنشاہ تھے ابوبکر صدیق - یہ خبر سنکر  
مشرکین کی خوشی ٹھانیکو وہ پیشین گوئی شہرت  
کی گلی کو چرین سناؤ گو۔ ابی بن خلف جو حضرت  
کاخوت شہین تخت تھا بلکہ میں مقام انکار میں  
کھڑا ہو گیا۔ اور اس بات پر شرط لگانے کا  
خوابت لگا ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بیچ  
یا چھہ مالکی مدت پر دس دس اونٹ پر شرط  
مان لی۔ آنحضرت فرما - شاؤ لایا کر تو نلفظ

## حصہ دوم تفسیر مضمون مذہب معاشرت

اور چونکہ مسلمانوں کو خرافہ و جناب سید احمد خان صاحب بہادر اسی طرز و روش پر یورپ کو پسند کر چکے ہیں اور مسلمانوں کی ترقی و بہبودی اسی طریق کے اختیار کر لینے میں منحصر سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ بزرگ خود بڑی ہمدردی قومی و نیک نیتی سے مذہب اسلام کو یورپ میں بنانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کا ہر گاہ کہ یورپ ہو جانا پسند کرتے ہیں۔ بار علیہ وہ چاہتے ہیں کہ مذہب اسلام فقط اعتقاد تو حید خالق میں منحصر ہو جاوے۔ اس کے سوا کسی چیز کو نہ فروعات قرآن و حدیث نے پکارا ہو مسلمانوں کو ہر گاہ کہ یورپ میں ال کے یورپ میں کہ منقطع (مردہ) نکھاؤ۔ بعض ریشم پہنوں۔ لائمی وغیرہ انواع سودی بچو۔ کفار کی بیعت و وضع اختیار نہ کرو۔ اس سب سے مسلمانوں کو نجات حاصل ہو۔ اور مسلمانان اور یورپ میں ہی صورت و سیرت دینی اٹھ جاوے۔ جناب ممدوح (عمرش دراز باد) چند روز اور زندہ رہی اور لوگ آپ کی تعلیمات و ہدایات کو ماننے لگی تو منہ و تسان دیورپ طریق مذہب معاشرت میں یکسان ہوئے اور ان کو حال پر ہیبت من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جان شدم تاکس مگوید بعد ازین من دیگر تو دیگر۔ کامضمون خوب صادق آو لگا کوئی لوگون میں یہ تفرقہ کہ یہ مسلمان ہے یا عیسائی نہ کر سکیگا۔

بالجملہ اس خیال سے یا کسی اور وجہ سے جناب ممدوح نے وہ مضمون جس میں حکام معاشرت کو دین سے خارج کیا ہو تحریر فرمایا ہے۔ اس مضمون کی خلاصہ مطالبہ متقاضی ہو میں جو غالباً آپ کے الفاظ سے بدعات ذیل نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) بانی مذہب کو و حقیقت روحانی اصلاح دینو گناہ (کیونکہ انبیاء علیہم السلام جو کہ بعض ایسی دینیوی باتوں کو نہ کرنے کی بھی ہدایت کرتے تھے۔ جبکہ اثر روحانی تربیب پہنچا ہے۔ اس لئے لوگون کو ہر ایک دیناوی باتوں میں انبیاء کی ہدایت کی غیبت ہوتی ہے)

۳ قصود و مقاصد مذہب معاشرت کے دینی و دنیاوی اہتمام

(۲۸) اہل ہامی گناہوں میں ایک کو بیعت کر کے دینا وی احکام بخت پالی چالی ہیں مگر  
 ایک اہل ہامی ہونا ہدایت شہدہ ہی کچھ ثبوت اس کا نہیں کہ سوئے احکام مشرور کو اور  
 تمام احکام جو حضرت موسیٰ نے صادر کئے تھے وہ حضرت موسیٰ کے وقت میں گنجلے تھے۔ نبی  
 اسرائیل کو ہر گھم دنیا وی جھگڑے پیش کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ کو یہ مجبور ہی ان جھگڑوں  
 کا بطور سردار قوم کے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے تمام احکام دنیوی  
 مثل ایک انسان کے احکام کے ہیں جو صلاح بعض دشمنہ دن کے بطور مناسب وقت  
 و حالات قوم کے دے گئے تھے ہوں نبی اسرائیل نے۔ ان تمام دنیوی احکام کو مذہب  
 میں شامل کر لیا۔ پھر اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنوں کی پیروی کرنا بیہوشی  
 مذہب قرار دیا جو۔

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سخت مجبوری دنیا وی مقبول  
 سرداری اختیار کر نیکی پیش آئی دنیا وی سردار کی متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم بھی مثل حضرت موسیٰ کو اپنے صحابہ کے مشورہ سے اور ضرورت و مصلحت وقت کے  
 لحاظ سے احکام صادر فرماتے +

(۳۰) مسلمان عالموں نے قدم قدم پر دینی پیروی اور تمام دنیاوی احکام کو جو حقیقت  
 مذہب سے علاف نہیں رکھتے تھے مذہب میں مل کر دیا اور احادیث و ائمہ اعلیٰ یا دنیا کے  
 کو یک نیت بہلا دیا پر یہودیوں کی تقلید سے اسکے مقاصد کو چھوڑ کر صرف لفظی معنوں کی پیروی کرنا  
 بیہوشی مذہب اسلام قرار دیا (اسکی مثال یہ ہے) کہ عرب بن رواج تھا کہ متمول اور سردار بنظر افتخار  
 و تکبر وغیرہ کے ازار کو ٹخنوں سے نیچے زمین پر گھسیٹ کر پہنا کرتے تھے۔ اور یہ امر کو یا نشان ان کے تکبر  
 وغیرہ کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنوں سے نیچے ازار کو منہ فرمایا جس کا مقصد تکبر وغیرہ کو منہ کرنا تھا۔  
 ہمارے ان کے علمائے نہیں یہودیوں کی طرح لفظی پیروی کر کے ٹخنوں سے نیچے ازار پہننے والے کو وہ کیا  
 مسکین بے غرور و تکبر نہ ہو۔ اور وہ امر تکبر وغیرہ کا نشان باقی نہ رہا ہو جہنم میں ڈال دیا۔ اور لوگوں کو

عجب میں ڈالا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ وہ اٹھل اچھو ازار پہننے کو بہت ملتی ہے اور وہ اٹھل چٹپے پہننے سے دوسرے میں ڈالا جاتا ہے ؟

(۵) انسانوں کی برائی کی جڑ دنیوی مسائل کو دینی مسائل میں شامل کر لینا ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ عیسائی تو میں جواب لے لے جب ہی انہوں نے معاشرت میں مذہب کا اتنا جھجھکاؤ نہیں کیا (نہایت اعلیٰ درجہ کے خیال کی بجائے ہیں۔ جب تک وہ اس خیال میں (کہ معاشرت میں مذہب کا خلاف نہ لیا جاسکے) رہیں وہ بروز شکست کو پہنچیں گے۔ ہندو اسی آفت (معاشرت میں مذہب کی پیروی) سے تباہ ہو گئے مسلمان اسی بد بختی کی ذلت میں مبتلا ہوئے۔ اخیر قجرا کی برابری کا جوابی سلطنت عثمانیہ پر گزرا ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا تمام چوٹی بڑی مسلمانی ریاستیں اور سلطنتیں جو اس وقت موجود ہیں اسی وبال میں مبتلا ہیں ۔

(۶) لوگوں کا یہ خیال کہ امور معاشرت کو مذہب میں شامل کر لینا انکی دوائی استحکام کا باعث ہے غلطی ہے دینی احکام کا نتیجہ دنیاوی احکام معاشرت کی نیچر سے بالکل مختلف ہے۔ دینی احکام روحانی اخلاق سے ملتا ہے سکتے ہیں دوائی دنیا قابل تبدیل ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انسان کی نوع کو جس نیچر پر پیدا کیا ہے۔ جب تک انسان دنیا میں ہے اسکو تغیر و تبدل نہیں۔ برخلاف امور معاشرت و تمدن کے جو روز بروز تبدیل ہوتے ہیں خدا کی کہی مری نہیں ہو سکتی کہ جب ہم پتے یا جانوروں کی کہاں پینٹو تیرتے ہیں جب ہلکو سوتی اور اونی اور کیشی لباس سینا آتا تو اسکو استعمال نہ کریں۔ یا جب ہلکو کوٹ پتلون سینی آگئی تو جو لوگ اسکو پسند کرتے ہیں وہ اسکو نہ پہنیں۔ اور پہنیں تو کافر ہوں۔ اسی قسم کے (خیالات واسلے) لوگوں کی بدولت مذہب بدل گیا کی یہ ذلت ہوئی ہے کہ بجائے روحانی مذہب کے جسمانی مذہب خیال کیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں میں علوم و صنائع و عقل و خیال و تمدن و معاشرت کی تمام ترقیاں یکسر مسدود ہو گئی ہیں ۔

(۷) بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قرآن میں ہی بہت سی باتیں ایسی آئی ہیں جو صرف دنیاوی امور سے جو پیش آئے ملتا دیکھتی ہیں۔ اور انکی دھی سے ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مگر یہ انکی غلطی ہے وہ لوگ حقیقت دھی نہیں جانتے۔ اگر میں اپنے ہمنام ملا احمد جو پوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کر لیں تو صرف بالسنوایت احکام ہیں۔ اور حقیقت آئی ہی نہیں۔ پس دنیاوی احکام کا قرآن مجید

میں ذکر ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ دنیاوی معاملات بھی مذہب میں داخل ہیں۔

یہ بعینہ الفاظ جناب ہیں۔ اور جو لفظ بعینہ آپ کے نہیں بلکہ کلام جناب کے مفہوم ہیں ان پر ایک خط کھینچا گیا ہے اور جو ربط و ضبط کو لئے محض الحاق ہے وہ دو خطوط وحدانی میں محدود ہے اور یہ مفہوم میں اولہ الی آخرہ مغالطات و توہمات سے مشحون ہے۔ صحت و اقیقت کا اس میں کچھ راکھ و شائبہ ہی نہیں ہے۔ اس کے ہر ایک دفعہ کا جواب بہ ترتیب دفعات نمبر وار دیا جاتا ہے۔ ناظرین اس کو غور سے دیکھیں اور اس میں بارہوی رعایت و ادا انصاف دین۔

**جواب دفعہ اول** آپ کا یہ قول کہ بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح مقصود ہوتی ہے مسلم ہے۔ لیکن ساتھ اس کے آپ کا یہ کہنا کہ دنیوی باتوں میں اصلاح دینے کی وقت نبی اپنے منصب کے فرد و درجہ اختیار کر لیتا ہے (جس کا مفہوم لازمہ یہ ہے کہ دنیاوی باتوں میں روحانیت کا تعلق نہیں ہے۔ اور نتیجہ اس کا آپ کے نزدیک یہ ہے کہ دنیوی باتوں کے متعلق نبی کی بات دین میں داخل نہیں ہے) سراسر مغالطہ ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیاوی باتوں کے سکہ مانے اور ان میں اصلاح بتانے کی وقت منصب نبوت سے متنزل نہیں فرماتے۔ اور سر رشته روحانی اصلاح کو ہاتھ سے نہیں چھو بلکہ جو کچھ وہ فرماتے اور بتاتے ہیں (تھیٹ دنیا کے متعلق کیوں نہیں) اس میں روحانی اصلاح مد نظر رکھتے ہیں۔

**اتنا تو آپ بھی ان حکمران** کہ انبیاء بعض ایسی دنیاوی باتوں کے کرنے مکہ نے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جس کا اثر روحانی ترتیب پر پہنچتا ہے۔ جس میں صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ دنیاوی امور اور منصب نبوت یا روحانی تربیت میں مخالفت و منافرت کلی نہیں ہے۔ اور اسی نظر سے ہم نے آپ کو حاشیہ صفحہ ۲۷۹ نمبر سابق میں اپنی دلیل کا مسلم و قائل ٹھہرایا ہے۔

ہم آپ کے اس تسلیم سے ایک دفعہ بڑکھ مدعی ہیں اور بلا غلطہ اقوال و احکام شرعی متعلق امور کو یہ یقین اور دعویٰ رکھتے ہیں کہ نبی کی ایک باطنی (گوہ دنیاوی امور کے متعلق ہو) ایسی نہیں ہے۔ جس کا اثر روحانی اصلاح پر نہیں پہنچتا اس دعویٰ کا کس قدر ثبوت ہم نمبر سابق میں صفحہ ۲۷۹

دی چکے ہیں۔ کچھ دم نقد بیان ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور اگر ہم کل (۱۷۱) احکام کو جو نمبر ۹ و ۱۰ میں اس رسالہ کے بیان ہو چکے ہیں یا اور ہزار ہا احکام کو جو کتاب و سنت میں پائے جاتے ہیں تفصیل بیان کرنا چاہیں اور ان کا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت کریں تو ہمارے رسالہ کے دو تین جلدیں ہی اس بیان و ثبوت کو لئے کافی ہوں۔ لہذا بطور مشق نمونہ ضرور روانہ ازاں بار چند احکام مذہبی متعلق احکام دینا دی جوان حضرت کو روحانیت کی پہلے درجہ دور نظر آتی ہیں اور دین سے اجنبی معلوم ہوتی ہیں بیان کئی جاتی ہیں اور اونکی وجوہات و اسرار جنسی اور کار و خانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت ہو قلم میں آتی ہیں۔

اسمیں اگرین اپنی ہی خیالات کا اظہار کروں تو شاید ہمارے مخاطبین یا ناظرین جو تقلید کی عوگر ہیں یا المعاصر اصل المناظر کی زیر سایہ ہیں انکی طرف توجہ کم کریں۔ لہذا اس میں قول پہلے اکابر کا پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں اگر اسکے ضمن میں کہیں اپنے خیال کے اظہار کا موقع پاؤں گا تو اس سے ہی دریغ نہ کروں گا۔

دیکھو ڈھاری مویچوں کا بڑنا یا کٹنا باغلوں کے بال اکھاڑنا اور اسکی مثل اور ضائل فطرت اور ریشمین لباس پہننا سارا کوٹھنی سے نیچو کر ہنا اور اسی قسم کے اور احکام جو بضمین نمبر ۱۸ شاعتہ السنۃ کے نمبر ۱۷ سے ۲۱ تک احکام سنت میں شمار ہوئی ان حضرات کی نظروں میں کیسے دینا دی امور اور جمائی ہیں۔ چنانچہ بضمین دفعہ ۶ و ۷ جناب مخاطب نے الاما قب ٹھنی سے نیچے ازار اور ریشمین لباس کی نسبت اس بات کا اظہار کر چکے ہیں پر اہل بصیرت کو نزدیک یہ جمائی امور بھی داخل دین ہیں اور روحانی اصلاح پر مشتمل ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث اس امت محمدیہ کے حکیم حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۸۷ میں حدیث خصال فطرت جو نمبر دین بصفہ ۵۲ گز رہکی ہے نقل کر کے فرماتے ہیں۔ یہم پاکیزہ خصلتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہیں اور دست بدست اولن سب امتوں کو جو سلامتی اور برکت رومی کی طرف بالطبع مائل ہیں پہنچی ہیں۔ اور اونکی دلون کو پلائی گئی جنہر وہ زندگی سے موت تک

هذه الطهارات منقولة عن ابن ابي عمير عليه  
السلام متداولة في طوائف الامم الخفيفة  
اشهرت في قلوبهم عليها محياهم  
وما اتم عصر ابعدهم - ولذا  
سميت بالظنوة فلا يد لكل ملة من  
شعائهم يعرفون بها ويؤخذون عليها  
ليكون طاعتها وعصيانها امر محسوسا

ہر زمانہ میں قائم رہے ہیں۔ ایسا سلسلہ تھا  
فطرتی خصلتیں نام رکھا گیا ہے۔ یہی ان میں  
ابرہیمی کی (جو یکسو و مایل بحق ہے) نشانی  
ہیں ہر ملت (مذہب) کی لوگوں کو لئے (نیکو  
نیکوچہ) نشانیوں کا ہونا لازم ہے جسے وہ  
پہچانے جائیں اور اسکے موافق اونسو معاملہ ہو  
تاکہ انکا طبع مذہب نافرمان ہونا محسوس  
(رکھلا رکھلا) نظر آوے۔

مترجم کہتا ہے کہ رکھلا رکھلا طبع و باغی نظر آتا رہا وجود یکہ خدا علیم چہے اسرار جانتا  
ہے اور ولی اطاعت و بغاوت کو پہچانتا ہے (اسلئے مقرر کیا کہ خدا کے نائب  
اور خلیفے جو دنیا میں اسکا احکام جاری کرتے ہیں یہی ہر وقت ہر جگہ دل کی  
حال جان نہیں سکتے۔ پس خدا تعالیٰ اسکے لئے علامتیں بٹھرا دیتا تو اونسو خدا کی  
خلافت و نیابت کا کام پورا ہوتا۔

وینما یبغی ان یجعل ما یشتاع و ما کثر وجودہ  
و تکرر وقوعہ و کان ظاہر و فیہ فوائد  
تستقبل اذهان الناس اشتدا قبول۔

پھر وہ نشانیاں ایسی ہوتی چلیے جہاں وجود  
کثرت سے اور وقوع تکرار سے ہو۔ اور وہ ظاہر  
ہی نظر آسکیں اور ان میں بہت فائدہ معلوم ہوں  
جسکو عام خیالات پسند کریں اور بخوبی مان لیں

مترجم کہتا ہے اس کثرت اور تکرار اور ظاہر ہونے نشانی کو اسلئے شرط ٹھہرایا ہے کہ جو چیز شاذ و نادر  
ہوتی ہو وہ علامت کو لائیں نہیں ہوتی اس کو وہ غرض جہاں نشانی مقرر کرنے کا مقصد ہے (یہی چیز)

ظہر نظر آنے سے زیادہ ہے کہ وہ بدن پر ہو نہ فقط دل میں۔ بدن کی چیزیں جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں اور بعض خدا  
جو وہ نہیں دل کی بات دیکھنے کو لڑکھائی کہانی نہیں دیتا بلکہ خیر یا بغلو کو بال و کھار کے علامات پر غصہ سے کاغذ پر ارد ہو گا



وہ حاصل نہیں ہوتی۔ ایسا ہی اگر انسانی جسمی ہو تو وہ مشاقت کا کام نہیں دیتی۔  
مثلاً جس سپاہی کو بدن پر وری یا چپرس نہ ہو یا جس افسیکے کوٹ پر کوئی تنگیہ مالوش لگا  
ہو تو کوٹ کو ناواقف شخص سپاہی یا فیسر کب جان سکتا ہے۔

اور اس علامت میں ایک کام جو ہونا اسلئے مشروط ہوا ہے کہ عام نفوس جنکو حقیقت  
وانجام سے اطلاع نہیں ہر بدن معائنہ ظاہری فواید کو حکم کی طاعت نہیں کرتے۔ بلکہ لطیف  
خلو نندی بہت کچھ متغیر ہوا کہ ان علامات میں فواید جو ہوں تاکہ ان علامات کا نام انکو بتا دیتے ہیں۔

تفصیل فطرت کو علامات طاعت بنانے کی اجمالی وجوہات  
یہ ہیں کہ بدن انسانی میں بعض جگہ کہ کو بال صبر و غفلت  
طبعیت انسان میں ایسا انقباض پیدا کرتے ہیں جیسے  
فضلات الفضل بڑھیں کچیل اور غلط رویہ اگر کوئی  
تفصیل مفاسد ان بالوں پر اطلاع چاہے تو وہ طبیوں کی  
تصریحات کو جو انہوں میں غرض و غیرہ غلبی میں  
میں کہا ہو کہ وہ سب انقباض و عدم نشاندہی میں غفلت کو

والجملۃ فی ذلک ان بعض الشعو والناتین  
من جسد الانسان یفعل فعل الاحداث  
فی قبض الخاطو ویخرج الانسان فی ذلک  
الی ما ذکرہ الاطباء فی الشرک والحقک وغیر  
ہما من الامراض الجلدیۃ احضا تحزن  
القلب و قد هب النشاط۔

مترجم کہتا ہے انقباض یا انبساط جان بالوں کو کہہ کر پیدور کرنے سے پیدا ہوتا ہے آنا تو ہر  
کسے کو (گو وہ علم طب نہ کہتا ہو) مشاہدہ میں آتا ہے کہ بغلون میں اکثر پسینہ رہتا ہے اور  
بالوں کے سبب جلد خشک نہیں ہوتا۔ اور ساتھ اسکے بدن کو میل کاچی میں نہ جھک  
ہوتا ہے۔ اس حسن اتفاق سے بغلون میں ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ بغل کو جو ہر کر  
اسکے ہم نشین کے روح کو بھی منقبض کر دیتا ہے۔ اسی قطر سے انبیاء (روحانی اطباء)  
نے بغلون کے بال دور کر کے کو دین میں داخل کیا جو اور ہمیں اس انقباض کے ازالہ سے  
روحانی اصلاح کو مد نظر رکھتا ہے۔

اس حکم کو دین سے خارج کر نیوالو اور اس تعلیم کو جسمانی بتانے والے انصاف سے عمدہ کریں

اور غور کے بعد فرماوین کہ یہ القباض و انبساط روحانی صفت ہے یا جسمانی اور

اس حکم میں فقط جسمانی تعلیم ہے یا روحانی اصطلاح کے یہی اس میں رعایت

### نکتہ لطیفہ

جسمانی اصطلاح میں روحانی اصطلاح کے متحقق ہونے کا سر یہ ہے کہ روح انسانی کو جب تک جسم سے تعلق ہے وہ اپنی کمالات و اوصاف کو اکتساب میں جسم کی محتاج ہے اور جسم اور اوصاف میں اس کا واسطہ فی الثبوت ہوا لا تو اس مسئلہ کے جس میں

صفت سے جسم و صوف ہوتا ہے وہ درحقیقت روح ہی کی صفت ہے اور جسم اس واسطہ میں سفیر محض ہے جیسے کپڑے رنگنے آلات کپڑے کو سبز کر دیتے ہیں اور خود رنگین نہیں ہو جاتے۔ اسکو کوئی نمائندہ تو اس معنی کے واسطہ ہونا تسلیم کر لے کہ جو

ایسی صفت جسم میں پائی جاتی ہے وہ جسم اور روح دونوں کے لائق ہوتی ہے۔ جیسے نقل کہولنے والیکو تاہم کہ آپ بھی حرکت کرتے ہیں اور تالی کو بھی ہلاتے ہیں۔

بنیاداً علیہ تقاریر اس واسطہ تعلق جسم کے روح بلا واسطہ جسم کے صفت کے محل نہیں ہو سکتے اور نہ ان صفات سے جنہیں جسم کا واسطہ ہے وہ خالی ہے۔

### عوام فہم تمثیلات

جسم کا کپڑا کہنا ناگو کہ اوٹھانا روح کا کپڑا کہنا ناگو کہ اوٹھانا ہے جسم کا تو مازہ و خوش ہونا روح کا خوش و غم ہونا ہے۔ جسم کا پاک ہونا روح کی پاک ہے۔ جسم کا نجس و فحش ہونا روح کی خبیثت اور ان صفات کا از روح کو ضرر پہنچتا ہے۔ پس جو لوگ جسمانی حکام

کو روحانی احکام سے مخالف سمجھتے ہیں اور جسمانی تربیت و اصطلاح کو روحانی نہیں

جانتے وہ روح اور جسم کی حقیقت اور ان کے آپس کی نسبت سے بیخبر ہیں۔

### باقی آئندہ

معلقہ فی اصطلاح میں اس معنی کے واسطہ کہ واسطہ فی الثبوت مع اول کہتہ ہیں۔ اور دوسرے معنی کے واسطہ کہ واسطہ فی الثبوت مع ثانی کہتہ ہیں۔

یہہ رسالہ نو مہر میں چھپا

نور مجید جلد دوم  
صفحہ ۳۰۴  
نکتہ لطیفہ  
جسمانی اصطلاح میں روحانی اصطلاح کے متحقق ہونے کا سر یہ ہے کہ روح انسانی کو جب تک جسم سے تعلق ہے وہ اپنی کمالات و اوصاف کو اکتساب میں جسم کی محتاج ہے اور جسم اور اوصاف میں اس کا واسطہ فی الثبوت ہوا لا تو اس مسئلہ کے جس میں صفت سے جسم و صوف ہوتا ہے وہ درحقیقت روح ہی کی صفت ہے اور جسم اس واسطہ میں سفیر محض ہے جیسے کپڑے رنگنے آلات کپڑے کو سبز کر دیتے ہیں اور خود رنگین نہیں ہو جاتے۔ اسکو کوئی نمائندہ تو اس معنی کے واسطہ ہونا تسلیم کر لے کہ جو ایسی صفت جسم میں پائی جاتی ہے وہ جسم اور روح دونوں کے لائق ہوتی ہے۔ جیسے نقل کہولنے والیکو تاہم کہ آپ بھی حرکت کرتے ہیں اور تالی کو بھی ہلاتے ہیں۔ بنیاداً علیہ تقاریر اس واسطہ تعلق جسم کے روح بلا واسطہ جسم کے صفت کے محل نہیں ہو سکتے اور نہ ان صفات سے جنہیں جسم کا واسطہ ہے وہ خالی ہے۔

# اشاعت السنۃ النبویہ

نمبر یازدہم  
جلد دوم

علی صلی اللہ علیہ وسلم والجمۃ

بابت ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ

مطابق نومبر ۱۹۷۶ء

جسکے

حصہ اول میں بعض مقدمات اثبات نبوت پر بحث ہے حصہ دوم میں مضمون نبی شریعت تہذیب الاخلاق کا جو

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

کل و بکر گفت

از انیل سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کہلایا ہے۔ اب لوگوں کو انبیا اور کتب  
آسمانی اور احکام مذہبی دایا ملی کی قید سے بھی آزاد کر دیا۔ جو باتیں ہم مفہوم کلاب جناب سے  
لکھا تو جنکا ذکر ہم نمبر ۱۲ ص ۱۲۰ - نمبر ۱۹ ص ۳۹۰ و ۴۰ ٹیٹل پیج - نمبر ۲۰ ص ۲۰۵ میں  
کے چلے ہیں ان باتوں کو اپنی پورا پور تصدیق کیا۔ اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو  
مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ  
صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی (نجات پانوالا) ہے  
چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ کے صفحہ ۴۲ میں فرمایا ہے (اسلام کی اصل اصولوں  
کی موافق نہ اوں اصولوں کی جبکو علمائے فرار دیا ہے۔ وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کسی  
اور نہ کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب میں فرض و واجب تعبیر کئی گز ہیں  
اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ ہنن زردشتی ہے؟  
ہنن مسیحی ہے؟ ہنن عیسائی ہے؟ ہنن محمدی ہے؟ ہنن، یہ کون ہے؟  
مسلمان، گوتمی اس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ایسا  
لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا۔ کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس بھی

مطبع مصطفائی لاہور میں چھپا

و حقیقت محمدی ہے۔ پر ناشکر احمدی جیسے ہمارے زمانہ میں بعضی فرقہ بین جو غالباً توحیدیت  
 باری پر کجگاہ یقین رکھتے ہیں اگر کہو کہ وہ کافر ہیں تو غلط ہے کیونکہ کافر تو نجات نہیں پائیگا  
 مگر موصد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے وقالوا لن يدخل الجنة الا من  
 کان هودا او نصارى تلب اما نيعم قل ها تو ابرها نكم ان كنتم صادقين۔ بلی من  
 اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربہ ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ سورۃ  
 البقرہ ۱۰۵ اور پہر ایک جگہ فرمایا ان الله لا يعصيان لشيء به ويعصما دون ذلك  
 لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثما عظيما۔ سور النساء ایتہ ۵۱۔ اور محمد  
 رسول الله صنعتم فرمایا ہے من سجد اذ لا اله الا الله مستقيما بها قلبه ندخل  
 الجنة۔ پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے پھر اپنے  
 یہ غضب کیا ہی کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہیں انکو بھی سلام و نجات کا شرف ملے  
 و یہ یاد ہے اور انکی وجود باری سے انکار کی یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہیں ہر  
 بند اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار رہے پھر فرمایا انحر اهل جنت ہونے میں کیا شک باقی  
 رہا اور ہر چیز اپنی تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء  
 سے انکار کریں نہ ہمارا یہ منشا ہے کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانیں نہ ہمارا یہ مقصد ہے کہ لوگ پابند  
 احکام چوتھین بلکہ ہمارا یہ غرض ہے کہ تمام مومن و ناجی ہیں پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات قاسم  
 سے ہماری اس قول کی دو کچھ معنی قرار دے لے ولیکن یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے  
 کہ جسے یہ الفاظ تو یوں لے ہیں چنانچہ معانی مراد نہیں رکھی۔ یا یہ کہ ہم مذہب کو زبان پر لائے  
 مگر اسکے لازم کا ارادہ دل میں نہیں رکھتے چنانچہ من انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی  
 کے منکر کو کافر نہ مقرر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور اجازت عدم تحفہ کا مفہوم معین  
 منشا جو فرض کیا یہ بگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسکہ اپنے فرمایا ہے پھر منکر ہو جانے کی  
 اجازت کا عدم تحفہ کو لازم ہونا۔ تو ایسے ہی جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

محمدی ہونا لازم ہے جس جرم سے مواخذہ اٹھا یا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہاں رہتا ہو اور  
اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم میں کیا شک رہتا ہے اسکی مثال یہ ہے  
کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہیں اور  
اسکے مرتکب پر مواخذہ نہیں۔ پس لوگوں کو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم  
اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر ہسکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف  
کا لازم ہونا تو کیسے شک کا محل نہیں ہے **دوسرے مثال** ایک شخص کہتا ہے  
زہر کھانے یا شراب پینے میں ہلاکت یافتہ نہیں یہ کہنا بھی مغی زہر کھانے اور شراب پینے کی  
اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم میں تو کیسے حکاک شک نہیں  
اس سے صاف ثابت ہو کہ آپسے اس تقریر سے لوگوں کو اتباع انبیاء و کتب الہامی و احکام  
نہی سے التزائم یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے۔ اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکھایا۔  
**اب رہا یہ امر** کہ ایچا دعویٰ کہ منکر انبیاء و کتب و احکام کا فر نہیں۔ اور اب بتقید ہونا منظور  
اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہیں یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف؟ اسکا  
تقصیف ہم قرآن ہی سے کرتے ہیں جبکہ اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہیں نہ اؤن  
اصول سے جنکو علمائے از خود قرار دیا ہے۔ ایسے اصول کی ہم بھی (ایک ہی طرح) مقلد نہیں  
اور یہی ہمارے بحث میں بمقابلہ جناب لطف ہو۔ ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپ کب  
قائل ہوتے ہیں اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہیں پس توجہ سے سنیں کہ قرآن  
مجید نے انبیاء و کتب سماویہ و احکام مذہبیہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتا دیا ہے اور تصدیق  
انبیاء و کتب سماویہ و احکام کو خبر و ایمان قرار دیا ہے قرآن میں ہمسو کج صد آیات ہیں انجملہ چند آیات  
نقل گجاتی ہیں آیات متضمنہ وجوب ایمان بحکمت و انبیاء و تحفیر منکر انہا بلا خفاء

امن المہدول بعا انزال لیمین دہ سورہ بقرہ میں ہے رسول اور مومن سہی  
والمؤمن کل امن باللہ و ملائکتہ کتب منزلہ اور خدا اور فرشتوں اور رسولوں

پر ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کسی میں  
تفرقہ نہیں ڈالتے۔

سورہ نساء میں ہے لوگو جو ایمان کا دعویٰ  
رکھتے ہو اسد اور اسکے رسول اور اسکے کتاب  
کو جواب اور اس سے پہلے اتاری ہو مانو اور  
جو خدا اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں  
سے اور پچھلے دن سے منکر ہو گا وہ دوزخ  
اُسی سورہ میں ہے جو لوگ اسد اور اسکے رسولوں  
ساتھ کفر کرتے ہیں (اس طرح کہ) اسد اور  
رسولوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں (یعنی خدا کو  
مانتے ہیں اور رسول کو بخوبی نہیں یا یہ کہ کسی  
رسول کو مانتے ہیں کیونکہ نہیں مانتے) اور  
وہ سچ کی راہ کو خدا کو مانا اور رسول کو مانا چاہتے ہیں  
ٹھیک ٹھیک کفر میں اور خدا نے کافروں کی  
لئے خوار کیا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیات متضمنہ تنفیہ منکرین آیات و احکام دو عید شدید جہنم بر مخالفت نبی کہ از لوازم کفر است (بلاکلام)  
تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جب تک تیرے  
حکم نمانیں گے مسلمان نہیں بنیں گے (پوری)  
آیت مع ترجمہ کے نمبر ۲۴۵ صفحہ ۲۴۵ گزری)  
جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیضائے حکم  
نکرسے وہ کافر ہے۔

وکتبه ورساله لا تفرق بین احد  
من رساله - بقرہ ۲۰۶

يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله  
واكتب للذي نزل على رسوله والكتب  
انزل من قبل ومن يكفر بالله وماراكتبه  
وكتبه رساله اليوم الاخر فقد ضل ضلالا

مبيناً نساء ۲۰۶  
ان الذين يكفرون بالله ورسوله ويدر  
ان يفرقوا بين الله ورساله ويقولون  
نؤمن ببعض الكتاب ونكفر ببعض ويدعون  
ان يخرجوا باين ذلك سبيلاً اولئك  
هم الكافرون حقاً واعتدنا للكافرين  
عذاباً مبيناً نساء ۲۱۶

فلا وربك لا يؤمنون حتى  
يحكموك فيما شجر بينهم نساء ۶  
من ام يحكم بما انزل اليه فاولئك  
هم الكافرون - مائدہ ۶

لہذا یہودیوں کو حقیقتیں اتاریں ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور نبی رسول کو برحق جانتے پرچہ و بیعت کا  
تورہ سے منکر ہو بیٹھے تھے۔ چنانچہ شان نزول ایسا ہے شاہد جو صحیح مسلم سے جلد اول (تفسیر) منکر ہے

ان الذین کفروا باياتنا شو نصليهم  
فاما كلما افضحت جلودهم بلانهم  
جلودا غير هاليزوق العذاب  
ومن يشاقق الرسول من بعد ما قين  
له الهدى فيتبع غير سبيل المؤمنين لوله  
ما اولى و نصليهم جهنم و ساءت مصيرا  
نساء

جو لوگ ہماری آیات کو کفر کرتے ہیں ان کو ہم دوزخ میں  
داخل کرینگے جب ان کی کھالیں جل جائیں تو ان کی کھالیں  
ہم بدل ڈالینگے تاکہ وہ عذاب چھوڑ نہ سکیں۔  
اور جو کوئی بعد از ظہور ہدایت کو رسول کی مخالفت کرے  
اور مومنوں کو راہ کو چھوڑ کر اور سب سے علما اس کو ہم جہنم  
چاہتا ہے پھر بیٹھے اور دوزخ میں داخل کریں گے  
اور وہ بازگشت نہایت بُری ہے۔

جب یہ آیات صحیحہ و نصوص قطعیہ تصدیق نبی و کتب احکام کو زبان بیان بناتی ہیں اور منکر و مخالف نبی کو  
کافرت مانتے ہیں تو وہ دو امتیں اور ایک حدیث تمسکہ جناب مخاطب جنہیں تو چھوڑ دے۔ بدخات ہو مومن پر  
کب محمول ہو سکتے ہیں اور بجز موحیدین کے (جو باوجود توحید کے انبیاء و انبیا الہامی کی بھی ماننے ہیں) اور غیر  
منکرین انبیاء کو کب شامل ہو سکتے ہیں۔ وہ امتیں اور حدیث تو انہی لوگوں کی نسبت ہیں جو کفر یہود و کلام  
نبی ہو کر ان کو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پر اگر تم کسی گناہ سوا شریک ہو گا تو وہ چلے جائے گا تو کفر  
جو لگا۔ اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے چل میں لاؤ گے تو بخشنا نہ جائیگا۔ ان آیات و حدیث میں  
کافرون و منکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے۔ آپ کے سوا کوئی نہ نبوت و لیکر آج کے  
مسلمان سے بہ جرئت نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی آیت و حدیث میں یہ عمومیت و شمولیت پائی جاتی ہے۔  
آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی مویہ آحادیث ہی بہت ہیں جو با اتفاق مسلمانوں کو صحیح ہیں و لیکن ہر  
میں ان کی نقل اس لئے نقل کی کہ شاید جناب مخالفان آحادیث کو منع ہونے لکھ اور یہاں سے  
ان کی محنت کو نہ مانیں اور جعلی اہول ہو ان کو غلام کر ڈالیں۔

اب اگر کوئی ہر سوال کرے کہ جناب مروج کے اس قول و اعتقاد پر آپ کے اسلام کا کیا حال ہے اور ان کی

نسبت اب بھی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تمہیں نمبر ۱۲۷ ص ۲۹ اور نمبر ۱۲۸ ص ۳۰ میں لکھی  
 ظاہر کیا ہے؟ یا اب یہیں کچھ فرق آگیا ہے؟۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ اب میرے اس خیال میں  
 فرق آگیا ہے اور جناب کو اس قول نے جبین بنے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام  
 بنا دیا مجھے آپکی نسبت شک و تردد میں ڈال دیا ہے اب میں آپکے اسلام کا مدعی نہیں بن سکتا۔ اور آپ  
 کوئی دلیل قائم نہیں کر سکتا۔ اور گو گو آپکی تکفیر سے روک نہیں سکتا۔ اور آپکے خلافون کو اجتہاد کو  
 نہیں بنا سکتا۔ امور مستلزمہ کفر میں اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پہراز راہ  
 خطا اس میں جا پڑے و مہم و مذک وہ محل حسین اسنے خطا کی ہو شبہ و اجتہاد کا محل ہی ہو۔ اور جو  
 شخص کفر کو کفر نہیں جانتا اور قطعیات و ضروریات دین سے جہان تاویل و اجتہاد کا مسلخ  
 نہیں انکار کرتا ہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا تو جیبہ القول بالایرضی بہ قائم ہے جس کو  
 دہینگا دہینگے کہا جاتا ہے۔ میں اس امر کی تفصیل بہر کسی موقع پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے  
 ناظرین کو اپنی تبدل خیال پر اور جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلط معلوم ہونے  
 سے) آگاہ کرتا ہوں۔ اور آپ یہی جناب ممدوح سے یہہ امید رکھتا ہوں کہ میرے اس شک و تردید  
 پر جبکو میرا دل پسند نہیں کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہو آپ مجھے ناراض نہ ہونگے۔  
 اور یہ خیال فرمائینگے کہ جس حالت میں دہریہ کا دلیل نہ ملنے کو سبب وجود باری کا اقراری نہ ہونا  
 آشفگی خاطر کا موجب نہیں ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنے کو سبب کامدعی نہونا کیوں موجب آشفگی خاطر ہونا چاہیے

## رفع اشتباہ

اشاعت السنہ نمبر ۷ میں بصحہ ۲۷ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اپنے قتل سفارت کو متعلق  
 ہوئی ایک ضمنی درجہ ہے اسکے تائید میں ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ  
 بعینہ درج ذیل ہے ایک فعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ کذاب کی رجا آنحضرت کو مقابلہ  
 میں پیغمبر ہی کا دعویٰ کرنا تھا اور آنحضرت کا سخت دشمن تھا) وکیل لائے اور آنحضرت کو سامنے کلمات  
 گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصد و نگو مارنا ہمارا طریق نہیں



وزنہ تم بچہ کر نہ جلتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے۔

اس میں ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑ گیا اور اسے اسکا مطلب یہ سمجھا ہے کہ شخص وکیل اور فیروز بچہ جاسکنا ہے اور کوئی بچہ نہیں جاسکتا۔ ”مگر یہ سب اس شفیق کو کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم) بچہ نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچہ نہیں جاسکتا) میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور صیغہ خانہ کا مطلب عام معنی مراد لہنا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہیں ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ اگر سفیر نہ ہوتے تو ہرگز نہ سمجھتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے۔ لیکن اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ کافر تھے اور عموماً کافروں کا مار دینا آنحضرت کا طریق تھا بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ آنحضرت کو دشمنوں کی جماعت کو لوگ تھے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہنچا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعویٰ رکھتے رہے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہ ہوتے تو تم (اس دشمنی و اذیت) کے سبب (بچہ) نہ بناتے۔ یہ بات سب سے اب نہیں بنائی۔ اور یہ تاویلی شان نزول نہیں بلکہ اسی عبارت میں یہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تھا) پہلے ہی موجود ہے اور اس کے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و توالیخ میں پائی جاتی ہے۔

اور دشمنوں اور باغیوں اور اذیہ سازوں کو مارنا کسے قوم کے نزدیک مہذب ہوں خواہ غیر مہذب برا نہیں ہے۔ اور تعصبات مذہبی و ظلم میں داخل نہیں نہ جن کی شخص رئیس گورنمنٹ کا باغی و کفر ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کو قابو میں آجھ تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچ کر جاسکنا ہے؛ دور کیوں جاؤ۔ کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہوں نے گورنمنٹ کو سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت میں سر اٹھایا اور انہوں نے اپنا کیا کیا پایا۔ اور انکو ہم مسلمانوں ہی نے ہرا لیا اور اپنی تحریروں میں انکا مجرم ہونا ثابت کیا۔

لیکن ایسا ارادہ آنحضرت سے باگیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا۔

عذر

اس معذوبہ کا بی نوٹس قدیم نے تغافل کیا، انویز کا مضمون لیا ہوا، ۱۔ وسمہ یک تمام نکلیا آخر دوسرے

لا بعض صاحب بعض قیمت رسالہ کو رٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کو ٹکٹ بھیجیں ہین انکی فروخت کرنے میں ہر زیادہ نقصان اٹھاتے ہین آمیزہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بھیجیں انکو ساتھ ہی بھیج دیتے آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو۔

(۲) بعضی صاحب یاست غیر سے بیجا دای ہنڈیاں بھیجتے ہیں اور پھر یہ کہ مہاجن دوانہ کو فرستیں لگاتے ہیں اس میں ہی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈیاں بھیجیں دیر بشتی ہو۔ ورنہ خسارہ فریڈ سے رہا جاوے گا \*

(۳) بعضی صاحب دوست کارڈ (یعنی پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکھتے ہیں تو اس کی جانب نشان مکتوب ایہ میں اپنا نام و نشان لکھ دیتے ہیں یہ امر خلاف قانون ٹاکن ہاؤس ہے اس لئے وہ خط بی رنگ ہو جاتا ہے اور حکومت وصول دینا پڑتا ہے۔ آئینہ جانب نشان میں سبج نام و نشان مکتوب ایہ کہہ کر لکھیں ورنہ ان کا خط واپس ہو گا۔

(۴) بعض اصحاب ان ہکو ایسے امور (جنگو نہ ہمے خصوصیت ہر نہ ہمارے رسالہ سی) کی فہمائشیں لکھتے ہین انکی تعمیل وجوہ ہے عدم فرستے کو سبب معذور ہین ہکو وہ بات لکھین جو ہمے خصوصیت ہر نہ

بعضے صاحبان نہ خود چند دیکھتے ہیں نہ ہمارے منشی یا کسی اور دوست کو خطوط کا خاکہ کے جواب لکھتے ہیں نہ ہمارے محل نگار یا کوئی طرف توجہ کرتے ہیں ان کو ہمارے نام پینے اس عہد میں خالص قعات جاری کو ہرین اگر لکھتے ہیں میرے رفقات کا ہی جواب دیا اور چندہ احوال فرمایا تو سب کے چہرے میں کوئی نہ فہرست سامی ارشاد کہ کو کا پیر سکھ سکایت یہ بھی ہرین پہنچا کہ نہ بل شلثت اس فہرست کو اپنی باقیات کی صفائی کریں۔ موانع سکونت اور رضا جوئی یہ ہرین ملتان ارشاد دیو بند کہ ہوتی نہ غفر مگر کوئی ضام غفر مگر کا شکر کا غلام ہو یا پور سو یا کوئی غلام ہو گا یا اور کسی غلام ہوونی غلام کا نہ ہو گا نہ غلام غفر مگر کا شکر کا غلام ہو یا پور سو یا کوئی غلام ہو گا یا اور کسی غلام ہوونی غلام کا نہ ہو گا۔

راستم ابو سعید محمد حسین صاحب

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فوالله ليظهرن الروم على فارس  
ما اخبرنا بذلك نبينا فقام اليه  
ابي بن خلف فقال كذبت فقال انت  
كذبت يا عدو الله فقال جعل بيننا  
وبينك اجلا انا جيك عليه المنامه  
والمرأهنة على عشرة قلائص جعلوا  
الاجل ثلث سنين فجاء ابو بكر الى  
النبي صلعم فاخبره بذلك - وذلك  
قبل تحريم الربوا - فقال ما هلكنا <sup>كثرت</sup>  
انما البضع ما بين الثلثة الى التسع  
فرائده في الخطر وما دة في الاجل  
فخرج فلقى ابيبا فقال لعمالك ندمت  
قال لا فقال ارايتك في الخطر وما <sup>دك</sup>  
في الاجل جعلها مائة قلائص ما دة قلائص  
الى تسع سنين وقيل الى سبع سنين  
قال قد فعلت فظهرت الدرهم على فارس  
يوم الحد بديّة عند راس سبع سنين  
فقرا ابو بكر ابيبا فاخذ مال الخطر ومبشه  
فجاء به يحمل الى النبي صلعم عليه السلام

بضع كاتين سے نو تک ستمل ہونا خیال  
میں نہیں لاتا - میں نے تین سال تو نہیں  
کہے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس  
زیادتی کے عوض میں شرط کے اونٹ  
بھی زیادہ دینے مان لے - آخر غایت  
مدت نو سال ٹھہری اور دس کے سوا نوٹ  
مقرر ہوئے - اس دن پہلے گزر کر ساتواں  
شروع ہوا تھا کہ روم فارس پر غالب  
اور شرط کے سوا نوٹ وارثان ابي بن  
خلف سے (جو اس عرصہ میں داخل ہنہم  
ہو چکا تھا) حضرت ابو بکر نے بہ لئے -  
اس وقت اسطرح کی شرط وقمار کی حرمت  
میں ہی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے نبوت  
نبوت و روحانی طاقت کے حرمت آزمندہ  
کے موافق اس شرط کے اونٹوں کو کام  
میں لانا پسند فرمایا - اور اس کے خیرات  
کروینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدیق بہ (معالم التنبیل)

اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ میں - وار قطنی نے افراد میں - ابو نعیم نے دلائل النبوة میں بہت ہی نے شعب الایمان میں - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۱۶۸ میں ذکر کیا ہے - اور جلالہ فہرست میں نے اپنی تفاسیر میں نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اس میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو بہم چھوڑا اور ٹھیک ٹھیک سال فتح نہ بتایا

تو اسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت

اسی فکر میں رہے رہیں - اور وقت

سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نہ کرنے

پاویں - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر

تھا اور خبر و اطلاع کی سیلین جو اس وقت

موجود و وسیع میں اس وقت موجود تھی

اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے

دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع

میں اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش

جس سے کم عقلوں نے پھل جانیکا اندیشہ

تھا - اور نفس وقوع میں جو باوجود فاصلہ

محل کے چہا نہیں رہتا اگر کو ایک زمانہ کے

بعد کیوں نہ ہو - انکا خلاف ممکن نہ تھا

اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت

کا ایسا انداز و مقدار جس میں دور سے دور

اور بخیر سے بخیر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

فی تفسیر فتح البیان لجلد ہذا الاون

مشہر لعلم فی البوادئ العجوان النوب

علی الجاہ صدیق حسن خان امیر دہلی

البوفال - سقاہ اللہ من عین الکمال

ووقاہ عین الکمال - ولم یبئہ (اعلیٰ)

وان کان معلوما للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

لا دخال العرب الخوف علیہم فی کل وقت

کما توجد من تفسیر الفخر الرازی النقی

ونی تفسیر الفخر الرازی - ابھم لوقت

مع ان المجرۃ فی تعیین الوقت ام -

فبقول السنۃ والشہر والیوم والساعۃ

لہما معلومۃ عند اللہ وینہا للنبی

وما اذن فی اظہارہا لان الکفار

کانوا معاندین والا مورا لیتی تقع فی

البلد اذا لانت بکون معلومۃ الوقوع

بحیث لا یکن انکارہا و لکن وقتہا

نہیں اختلاف فیہ - فالعائنہ کان  
 کہ دیا اور اگر کوئی ہماری اس بات کو نہ مانے  
 لیکن میں ان پر حنف بوقوع الواقعة قبل  
 اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان  
 الوقوع لیحصل الخلف فی کلہ  
 لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا  
 کے مخالف نہیں - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسے قدر جان لینا کہ فتح دوم تین سال سے پہلے  
 ہوگی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی (بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہیں -  
 عقل سے ایسی تحدید کیب ہو سکتی ہو - پہر اسکے بہرہ سے معرکہ اعدا میں اس پر شرط کا بھی  
 مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اُس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرت کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے  
 میں کسی شک نہیں - اور نہ اسکے غیب الغیب سے ہونے میں کسی کی تاویل کو گنجائش ہے مع  
 ذلک ایک بے انصاف نے اُسکو بھی تاویل سے نہیں چھوڑا - اور اُسکا مبت یہ کہا ہے کہ  
 یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرت نے فارس کی بے انتظامی دیکھ کر یہ خبر دی ہے  
 یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہیں - لیکن اہل انصاف کے نزدیک اس تاویل  
 کی اس خبر میں گنجائش نہیں - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا میں وجہ سے ممکن نہ  
 (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہو سکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھ کر تباہی جاتی  
 اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی میں ہوتی - یہ خبر تو فارس  
 کے کروڑ و شان و شوکت کے وقت (جب میں انہوں نے روم پر فتح پائی) تباہی گئی ہے  
 پہر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے ؟ (۲) قیافہ شخص تخمینہ ہوتا ہو  
 جسمیں تحدید خاص ممکن نہیں ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی  
 قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اس پر یاقین و بہرہ نہ نہیں کر سکتا جو اس  
 خبر میں کیا گیا ہے - یعنی معرکہ اعدا میں بر ملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پہر بصورت  
 خلاف سواونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظر ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ دیکھو۔ اگر کوئی کہی ہو جو ان صحیح و سالم قومی و تندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نودن کے اندر تین دن کے بعد مر جائیگا۔ اور اسپر ایب یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے۔ ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاوے گا۔ اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض یا یوسلصتہ کو دیکھ کر اتنی مدت میں اسکا مر جانا متحیر کرے (جبئی مدت میں سکے امثال اقران مر جایا کرتے ہیں) و منع ملک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ وار ہو جائے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ نہ کہا جائیگا۔

ان وجوہات و نظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہیں۔ انصاف کو چھوڑ کر جو کچھ کوئی کہے (دون کو رات یا رات کو دن) مشکل نہیں +

### خبر دوم از قسم اول

جناب رسول مد صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء حال میں دشمنوں سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لیے پہرہ رکھواتے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مطمئن کر دیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا۔ پس اپنے پہرہ کو ہٹا دیا۔ اور لوگوں کو خبر دی کہ اب اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت خاص اپنی ذمہ لیلی ہے تم اب ہٹ جاؤ۔ اور پہرہ موقوف کرو پہر اس خبر کا صاف ہونا بھی لوگوں کے امتحان میں آگیا۔ بار ماخا لقون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا۔ پر خدا تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں سے

قال اللہ تعالیٰ۔ واللہ یصلیٰ من الناس سورہ مائدہ ۱۶  
عن عائشہ رض قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحرس حتی نزلت ہذہ الایۃ واللہ یصلیٰ من الناس فاحرج رسول اللہ صلعم رأسہ من القبتہ فقال لہم یا ایہا الناس نصر فواعنی فقد عصمتہ رواہ الترمذی فی تفسیر سورۃ المائدہ من جامعہ ص ۱۶۷ جلد ۲  
وهكذا فی التفسیر الکبیر والجلدین

والبضائى والمعالم وغيرهما من كتب  
التفسير - وقال فى التفسير الكبير  
كيف يجمع بين ذلك وبين ما روى  
انه عليه الصلوة والسلام شيعه  
يوم احد وكسر باعديه  
والجواد بن وهين - احدهما ان المراد  
يعصم من القتل وفيه التنبيه على انه  
يجب عليه ان يتحمل كل ما دون النفس  
من انواع البلاء فها السند تكليف  
الانبياء عليهم السلام - وثانيهما  
نزلت بعد يوم احد انتهى - ويدل  
على صحة الوجه الثاني ما اتفق عليه  
ان المائدة اخو ما نزل من القران -  
وفى عليه اصحاب النبى عليه الصلوة

انحضرت کو بچایا - بہا شک کہ خود اپنے پاس  
بلایا - ہر چند قتل کے سوائے اور تکلیفین  
(جیسے احد کی لڑائی میں آپ کے مبارک کو  
زخم پہنچایا و انت کا شہید ہو جانا) آپ کو  
مخالفین سے پہنچی ہیں - ولیکن اس آیت  
میں ایسی تکلیف سے بچانے کا وعدہ نہیں  
ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکلیف  
پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول  
سورۃ مدہ کا جس میں یہ وعدہ ہوا ہے گواہ ہے  
آپ کے قتل کا ارادہ دشمنوں سے پہلے اور پیچھے ہونے  
کیا یہ خدا کی حمايت و حفاظت کے سبب کوئی  
اسبب قادر ہو سکا - اس قسم کے واقعات  
بہت ہیں بر بطور غلیل ایک دو واقعات  
ذکر کئے جاتے ہیں

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختوں کے جنگل میں پہنچے - آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے اصحاب درختوں کے سایہ میں متفرق ہو پڑے - آنحضرت ایک بیول کے درخت  
کے نیچے اس پر تھکا کر سو گئے اتنے میں  
ایک عربی (غوث بن حارث جسکو دشمنوں  
بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد  
ایک لڑا ہے اسکو پڑے) آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم پر تلوا کہینچا آکھڑا ہوا اور بولا تجھے

من جابر نزل رسول الله صلى الله  
عليه وسلم تحت شجرة فعلق بها سيفه  
ونما نومة فاذا رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يدعونا واذا عنده امر  
فقال ان هذا اختارط على سيفي وانا

فاستيقظت وهو في يده صلتا فقال  
من يمنعك مني فقلت الله فلما فشا  
السيف - رواه البخاري  
وفي رواية محمد بن كعب القرظي فرعدت  
يد الاعرابي وسقط السيف من يده  
ذكرها البغوي في المعالم - وفي رواية  
محمد بن اسحاق ان الكفار قالوا لا نعثر  
وكان شجاعا قد انفرد محمد فغلبك به -  
وفيها ان جابر ثيل دفع في صدره فوقع  
من يده فاخذته النبي صلى الله عليه  
سلم وقال من يمنعك مني قال لا احد  
قال قم فاذهب لسانك فلما ولي قال  
كنت خيرا متي فقال صلى الله عليه وسلم  
انا حق بذلك من انتم اسلم بعد وفي  
لفظ قال اشهد ان لا اله الا الله و  
اشهد انك رسول الله ثم اتى  
قومه فدعاهم الى الاسلام - ذكرها  
القسطلاني في شرح البخاري  
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال لما فتمت حجة  
لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة  
فيها سم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مجھ سے کون بچاؤ گیہ آنحضرت نے تین دفعہ  
فرمایا اللہ تعالیٰ بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلو  
میان میں بند کر لے پھر اسکا ہاتھ کانپنے لگا  
تو وہ زمین پر گر گئے اور آنحضرت نے  
اٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اسنے  
آنحضرت کو کہے تھے - اس سے جواب بجز  
اس کلمہ کے کہ میرا بچاؤ اللہ کوئی نہیں  
کچھ بن نہ پڑا آنحضرت نے لطف و کریم  
الاخلاق سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اس  
ہدایت کا باعث ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا  
اور اس نے اپنی قوم میں اگر آنحضرت  
بھی اسلام کی طرف بلایا -  
ایک دفعہ آنحضرت کو یہود خبیث نے زہر آمیز  
گوشت کھلا دیا اللہ تعالیٰ نے اس  
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جان کو بچا لیا باوجودیکہ اسی گوشت  
کے کھانے سے ایک رفیق جناب کا  
شہید ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ  
محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے یہودیوں کو اسکا سبب



اجمعوا الى من كان من اليهود فقال هل جعلتم  
في هذا الشاة سمًا فالوا نعم قال حكمكم  
عليّ لك فقالوا ان كنت كذا ابستريح  
منك وان كنت بذيالهم يضرّك - رواه  
البخاري وذكر القسطلاني انه مات  
بأكلاها بشرين البراء - الخ

خبر سوم از قسم اول

۲  
مکہ میں پانچ شخص تھے اسود بن مطلبؓ لید  
عامی عدی بن قیسؓ اسود بن عبد یغوثؓ  
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائے  
اور قرآن کو نہی میں اڑاتے۔ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرتؐ سے دل میں بہت  
تنگی پاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
انہی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی۔ خدا نے  
آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اور جبریل علیہ  
السلام کو انہی ہلاکت کی خدمت سپرد کی  
جبریل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے لوگوں کو بتائی اور لوگوں نے تمنا  
میں آگئے۔ اسود بن مطلب کے لئے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انامہ پڑھا

قال نعم انما كفيناك المستهزئين حجر كوكب  
كانوا خمسة نفر من المشركين الوليد والعاصي  
وعدي بن مسعود بن مطلب الاسود  
بن عبد يغوث قال جبرئيل لرسول الله  
صلى الله عليه وسلم امرت ان اكفيكم  
فاوما الى عقب الوليد فمر بنو ابي فعلق  
بنو بهمه فلم ينعطف تعظما لاختذه  
فاصاب عرقا في عقبه فقطعه فمات  
واوما الى العاصي قد خلت فيها شوكه  
وقال للذغت للذغت وانفخت رجله  
حتى صار كالرجم فمات واشار الى علي بن  
الاسود بن مطلب فعمى اشار الى انف  
عدي بن قيس فامتنح قبحا فمات  
واشار الى الاسود بن عبد يغوث

<p>و عالمی تھی وہ اندھا ہو گیا اس طرح ہر ایک و اصل جنہم ہو تفصیل قصہ تفسیر کبیر و معل و غیرہ میں ہر۔ طالب تفصیل اصل کتاب کو نکالنا خطہ کر</p>	<p>و ہر قاعدی اصل شجرۃ فجعل فیہ راسہ بالشجرۃ و یضرب جملہ بالشو حتی مات۔ کذا فی التفسیر الکبیر و فی انعام ان لاسود بن المطلب کان و عا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال للہم اعز بصرہ و انکلہ بوللہ</p>
---	--

## اخبار قسم دوم

دافع ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت ص کی وہ غیبی خبریں جو حدیث میں آئی ہیں اور لوگوں  
نے آزمائی ہیں) اس کثرت سے پائے جاتی ہیں کہ تفصیل تلاش سے ضبط و شمار میں نہیں  
آتیں۔ از انجملہ چند اخبار بطور زشت نمونہ غروار ذکر کیجاتے ہیں۔ اور چونکہ انکی تفصیل  
بطور تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے انہیں بجائے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب  
پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حوالہ کتب معدہ صفحہ	مضمون خبر	نمبر خبر
سنہ ۵۴ھ	<p>جیشہ (ایسینیا) کا بادشاہ جبوقت جیشہ میں فوت ہوا آنحضرت ص نے اسیوقت راہ وجودیکہ مدینہ میں تار برقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سیل جس سے ایک بل میں اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگوں کو اسکے فوت ہونے کی خبر دی۔ اور غائبانہ اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔</p>	۱
بخاری ج ۲ ص ۴۴ مسلم ج ۲ ص ۴۴ معدہ شرح	<p>رؤسا کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم نبی عبد المطلب قریبائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملات مناکحت چھوڑ دیں اور انکا کھانا پنیا تنگ کریں یہاں تک کہ وہ رسول اللہ کو اوسنے حوالہ کر دیں۔ اس عہد</p>	۲

حوالہ کتاب  
بقید صفحہ

بطور وثیقہ تحریر کیا اور جو فکیرہ بنین لنگیا اور تین سال پہلے لڑی بھی رہا  
بیچارے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر گھر چھوڑ کر ابوطالب کے شعب (دو پہاڑوں  
میں میدان میں جہاں بسے وہاں سے ہجر ایم ج (جنہیں ہر سیکوٹا راوی ہوتی ہے)  
کہی نہ نکلتی۔ آخر خدا تعالیٰ نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جو رہا  
و جفا کے سبب باؤنچو چاٹ گیا اور جہاں اوسمیں خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا۔  
یہ بات حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت کو بتائے آنحضرت نے ابوطالب سے کہو۔  
ابوطالب اہل وثیقہ کے سامنے اس بات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو میں  
بھیتے کو تمہارے سپرد کر دوں گا تم اسکو قتل کر دو جا ہونزدہ رکھو سچ نکلے تو تم  
اس خیال فاسد سے باز آؤ۔ مگر کن اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا  
تو موافق خبر آنحضرت کے پایا۔ پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم  
و بنی عبدالمطلب اپنی گھر و زمین آجسے یہ اصل قصہ بخاری و مسلم میں ہے اور اس کے  
تفصیل اسے شروع نووی عینی قسطلانی وغیرہ میں ہے

۳ آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا  
رہنے ایسا امن ہو جائیگا کہ اکیلی عورت اپنی مروج (ٹوولہ یا محافہ) میں حیرہ  
(قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور ہجر خدا کے کسی سے نہ  
گلی۔ عدی راوی حدیث نے کہا میں نے اسوقت دلمین کہا کہ طمی (قبیلہ)  
کے ٹوکا اور بد معاش جنہوں نے تمام بستیوں میں لوٹ اور فساد کی آگ جلا کر  
سے کہاں چلی جائیگی۔ پھر مینے چشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ  
پہنچ کر طواف کرتی ہے۔ اور کسی سے ہجر خدا نہیں ڈرتی

۴ آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے جنہوں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ  
کیا، حال سے خبر دی و انہی نیشانی بتائی کہ انہیں ایک شخص ایسا ہو گا جسکا بازو  
صلعم ۳۳ جلد ۱

۵۰ بخاری  
۳۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	تقریباً
	پچھ ایک مات ہندو گا اور اس بازو کی صوت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان۔ اس پر پرفید بال بھی ہوگئی۔ ابو سعید خدری راوی حدیث نے کہا مجھ خدا کی قسم ہے۔ میں اس حدیث کو آنحضرت سے سنا۔ پہلے اس شخص حضرت علی رضی سے لڑے والوں میں پایا۔ حضرت علی رضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہوں نے اون مرداروں کی لاشوں کو ڈھونڈ دیا۔ اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا۔	۵۱۲
۵	آنحضرت نے اپنے نوت جگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے منہ کی بعد میرے اہل بیت سے (یعنی جنگو آیت تطہیر میں اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو جاویدین لیا ہے پہلے تو مجھ بیگی۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا آنحضرت کی رحلت کے چھ مہینے پیچھے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا۔	بخاری ص ۵۱۲ حد ۳۳
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات میں سے سب پہلے بی بی زینب کے فوت ہوئی خبر دی۔ اور یہی بات وقوع میں آئی	مسلم ص ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت ضلع نے زید اور عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ میں بہ ترتیب فوت ہو جانے سے خبر دی۔ قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ میں پہنچے۔	بخاری ص ۵۱۲ حد ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی۔ پہلے اس شخص کی خود بخاری ص ۶۰ سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری ص ۶۰
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکو سبب جماعت مسلمانوں میں مصالحت ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوئی کہ آپکی سبب شکر امیرانہ	بخاری ص ۵۱۲ حد ۱۰۵۳

منبر	مضمون خبر	تاریخ
	اور اس کے مقابلین میں صلح ہوئی۔	
۱۰	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انہی ہون باغیوں کی جماعت کے ہاتھوں سے ہوگی۔ اور یہی امر وقوع میں آیا۔ جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی رضی علیہ السلام کے باغی تھے انکو قتل کیا	۶۴ ہجری ۳۹۵ء جہد
۱۱	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کو لوندون کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا۔	۵۰ ہجری ۶۱۰ء
۱۲	ایک عیسائی مسلمان ہو کر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ کھاکرتا۔ وہ مرتد ہو گیا۔ اور لوگوں سے کہنے لگا کھ کیا جاتا ہے۔ جو کچھ میں اسکو کھ دیتا تھا اسلمی کلم ہے۔ آنحضرت نے اسکی نسبت خبر دی کہ یہ سر جانیکا تو زمین اسکو قبول نہ کرے گی۔ جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔	۵۱ ہجری ۵۲۰ء مشکوہ
۱۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصرہ میں آگ لگے گی اور نوپور روشنی پڑے گی۔	۱۰۵۴ ہجری ۳۹۳ء مسلم
	یہ آگ ۱۲۵ ہجری میں مدینہ کی جانب شرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ نووی نے شریح مسلم میں تصریح کی ہے	
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امتدعا لے نے ایک شب مین بیت المقدس کی کراچی پر ومان سے آسمانوں پر بلایا۔ آنحضرت صلام نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا۔ تو انہوں نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہر ہے) اسباب میں منحصر سمجھتے و بنا علیہ ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس پہر آنے کو محال جانتے تھے۔ اور انکو خلاف منہج سمجھ کر انہی میں اڑتے	۵۴ ہجری ۶۱۰ء مسلم



## حصہ دوم بقیہ مضمون نہایت معاشرت

**سوال** اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض انبساط روح کی صفت ہے  
لیکن روح کی اس صفت (انقباض انبساط) میں رعایت منصب نبوت ہی اجنبی  
ہے۔ انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتیں و اعتقادات یا خیالات  
بتانا ہے۔ نہ روح کی خوشی کی تدبیریں سکھانا۔ یہ تو ہم سب سمجھ سکتے ہیں اور  
جس طرح چاہیں روح کو خوش کر سکتے ہیں

**جواب** یہی تو دہرہ ہے۔ جس نے معاشرت کو نہایت جدا سمجھنے والو کو غلطی  
میں ڈال رکھا ہے اور جس کے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم  
السلام جیسے کہ ہر عبادت سکھانیکو آئے ہیں ویسی ہی مو معاشرت جنہیں  
ہماری جان کو دنیا و آخرت میں تکلیف نہ پہنچے۔ اور فرحت دارین حاصل ہو۔  
وہ فلک آسمان خالق کی مرضی بھی تحقیق ہو) بتانے کو آئے ہیں۔ اور یہ  
انقباض و انبساط تو ایسی چیزیں ہیں جو قوام عبادات و اعتقادات میں پورا دخل  
رکھتی ہیں۔ جسکی روح کو انقباض ہوگا۔ وہ عبادت کیا کریگا۔ اور اچھی  
اعتقاد کو خیال میں کس طرح لاویگا۔ اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعات  
و عبادات میں نشاط کا ہونا شرط ٹھہرایا ہے۔ اور ان امور سے جو مفلحت  
نشاط میں منہ کیا پناہ فرمایا ہے۔ ٹکڑا جائے کہ جب تک تمہاری طبع میں نشاط  
رہے۔ نوافل پڑھو۔ جب تم تک جاؤ تو چوڑو۔ یہ حکم اپنے بے بے ریب  
کو فرمایا ہے۔ جو نوافل میں قیام مل  
کرتی۔ جب تک جاتی تو ایک سی  
(وہ دوستوں میں تہی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا  
جبل محدودہ بین الساتین فقال  
ما هذا الجبل قالوا هذا جبل نبی

فَاذْا فَتَوْت تَعْلَقْتَ قَالِ النَّبِيُّ لَا حُلُوهُ  
لِيَصِلَ اَسَدُ كَمْ نَشَاطُ فَاذْا فَتَوْت لِيَقْطَعُ  
صَحِيحٌ مُجَادِي ص ۱۵۲  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعْتَ عَشَاءُ  
اَحْلَاكَهُ وَاقِرْتَ الصَّلَاةَ فَاَبْدِءْ بِالْعِشَاءِ  
وَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالِ ابْنُ الدَّرَوَازِ  
مَنْ نَفَقَ لِحَاجَةٍ اَوْ اِلَى حَاجَةٍ حَتَّى يَقْبَلَ  
عَلَى صَلَاةٍ وَقَبْلَهُ فَارِغٌ - مُجَادِي ص ۹۲  
دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا امْرَأَةٌ  
مِنْ هَذِهِ قَالَتْ فَلَا تَدْرِكُ مِنْ صَلَاةٍ قَالِ  
عَلَيْكُمْ بِمَا تَطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَيَحِلُّ لَكُمْ حَتَّى تَعْلَوْا بِحُكْمِكُمْ  
عَنْ ابْنِ مَوْلَانِ قَالِ اِنِّي لَا قَوْمَ فِي الصَّلَاةِ وَارْبِدِ  
اِنَّ اَطْلَلَ فِيهَا فَاسْمَعْ بِكَاءِ الصَّبِيِّ فَاتَّبِعُوهُ فِي  
صَلَاةٍ كَوَاجِبَتِ اِنَّهُ عَلَى الصَّحِيحِ مُجَادِي ص ۹۲

تھک کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور رشتہ داروں  
جسکے آگے کھانا آجاوے۔ اور اوپر نماز پڑھا  
ہو تو وہ پہلے کھانیکو کھالے نماز کے لیے کہتا  
میں جلدی نہ کرے۔ اپنا کام پورا کر کے اٹھے۔  
حضرت ابوالدرداء صحابی فرماتے ہیں کہ یہ سمجھہ  
کی بات ہے کہ انسان نماز کی طرف متوجہ ہو  
جب سکا دل فارغ ہو۔ اور رشتہ دار فرمایا۔ تم  
تھک کر بھی عبادت میں لگے رہو گے۔ تو کچھ  
کچھ ثواب نیا لو گے۔ یہ حکم اپنے ایک عورت  
(خوڑا نام) کو فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں طولت  
کا ارادہ کرتے۔ جب کسی بچے کے رونے کا  
سننے تو اس خیال سے کہ اسکی مار کا داغ پھیر  
نہو۔ نماز کو مختصر کر دیتے

اسی قسم کے اور بہت مواقع ہیں جو اسوقت میری یاد میں۔ اور ان کتابوں میں جو میرے  
سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہیں موجود ہیں۔ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشا  
خاطر کو عبادت ٹھہرایا ہے اور امور مغفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جیسے صاف  
ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافعی نہیں ہے ناظرین! یہاں کو  
یاد رکھیں۔ اور آئندہ جس حکم و تسلیم نبوی میں ہم نشا ط کو نوکر کریں۔ اسکو انسانی  
کی شہادت ہے روحانی صلاح پر مشتمل سمجھ لیں  
رجوع بہ متن



عبارت سابق کے ضمن میں سر اور ڈاڑھی کے بچھڑے بالوں کو (جو دھونے میں نہ آویں اور صفائے میں) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے۔ - - - لیکن انہی اصلاح غفلو کنہی طرح حلق کے ساتھ تجویز ہونے میں کئی اور روحانی اصلاحوں کا فوت ہونا متصور تھا۔ - - - اسلیٰ انہی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی۔ - - - اور موچھونے کٹانین کسی روحانی اصلاح کی نفی نہ تھی۔ - - - اسلئے انہیں ازالہ ہے مصلح قرار پایا۔ ان باتوں کی تشریح مولانا یون فرماتے

والحیۃ ہم الفارقۃ بین الصغیر والکبیر  
وجمال الفعول وقام ہیتہم۔ فلا بد  
من اعفائہا وقصہا سنۃ المجوس  
وفیہ تعییر خلق اللہ۔ ولحق اہل  
السوء والکبر بالرعاء

ہیں اور ڈاڑھی چھوٹی بڑھی میں فرق کرتی ہے۔ اور مردوں کے لئے زینت ہے۔ اور انہی اصلی ہئیت و صورت جمہین مرد کو عورتوں اور بچوں سے تمیز ہوتی ہے۔ بتاتی ہے۔ اسلئے ہکا بڑھانا مقدر ہوا اور اس کا خلاف ٹھنسا شی

رکھنا یا منڈنا جو شیون کا طریق ہے اور شیون خدا کی پیدائش کو سنو چال کے لئے بنائی ہے نہ کٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہوں سے بچانا

متن ترجمہ کہتا ہے جناب صاحب ڈاڑھی بڑھانے کے حکم میں تین فائدے بتلاو ہیں (۱) بڑھے چھوٹے میں قدرتی تمیز (۲) مردوں کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ۔ اور منڈنے میں تین نقصان ظاہر کئے ہیں (۱) کفار مجوس جو خدا کی طاعت سے سرکش ہیں اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر طاری ہوتی نہیں جاتے ہیں) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغیر (۳) اکابر کی اصاف سے مماثلت۔

اور ان سبہ فوائد کی ترغیب اور نقصان سے تہیب میں روحانی اصلاح مد نظر ہے فائدہ اولے میں یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑھے

میں تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچہ کو چھوٹا دیکھ کر ہر کسی کو رحم آتا ہے۔ مرد مشبہ ڈماری ہر کسی کو مرد آدمی واجب التوقیر معلوم ہوتا ہے۔ بے ریش کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی اگر اسے میں بقدر معلوم ہوتا ہے۔ اور رحم و توقیر و تواضع سبہ روحانی خصلتیں ہیں۔ اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے۔ اور اسکے خلاف کو خفا دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منامن لہ یوحم صغیرا و لہ یوقر کبیرا یہ وہ حدیث ہے جس کا ترجمہ حکم نمبر ۱۸۸ نجد احکام سنت ہے اور رسالہ نمبر ۹ میں بصفہ ۲۶۶ گذرا **فائدہ** وومش یہ روحانی رعایت ہے کہ زینت بھی توقیر کا (جو روحانی خصلت) سب سے اور اس میں اظہار نعمت الہی اور بزرگان حال شکر خداوندی (جو عین عبادت و روحانی خصلت ہی نہیں متحقق) اسی ہمد کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندہ پر ان اللہ یحب ان یزاکم اللہ نعمتہ علی عبدہ - ترمذی

اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش گنتا ہے اور اس میں ایک روحانی اصلاح اور بھی مد نظر ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ عورتوں کا مردوں پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردوں کی عورتوں پر

ولھن مثل الذی علیھن بالمعرف - بقرہ ۲۸

ھن لباس لکھوا ۱۰ لباس لھن - بقرہ ۲۳ (یعنی جل) ۱۰ ھن اور مرد و عورتوں کے

لئے اشارہ کرتا ہے وہ یہ کہ مرد اپنی عورتوں کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈماری

رہنے دین۔ اور اس کو خوب چکنی چٹری لنگھی سی سلجھائی رکھیں ابن عباس صحابی اس آیت

قال ابن عباس فی الایۃ انی احب ان یزاکم اللہ نعمتہ علی عبدہ - اور فرماتے

میں میں چاہتا ہوں کہ اپنی عورت کے

لئے زینت سے رہوں۔ جیسا کہ اسکا

اپنے لئے باریت رہنا چاہتا ہوں -

کما احبان تاتین لی لان اللہ قال ولھن

تفسیر البیان معالہ

جو لوگ اس زینت کو عورتوں کا حق نہ سمجھیں۔ وہ عورتوں کے ستر نہر بالوں کو اپنا حق بھی خیال کریں یا انہیں انہیں کوئی شرعی نہ ہی قدرتی ہی فرق (جس سے حکم قانون قدرت عورتوں کو بالوں کا باعث زینت ہونا ثابت ہوا اور مرد کی ڈھانسی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کریں اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمین عورتوں کی رعایت مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے سو یہ ہے کہ مرد کو کئی زینت اسکی عورتوں کی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے۔ اور اسمین اسکی روحانی اصلاح متحقق ہے۔ عورت اپنے مرد کو باریت دیکھ کر کی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے متغنی رہیگی۔ اور زنا فطر و زنا حقیقے سے عصمت میں رہیگی۔

یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ میں آتی ہے۔ اس میان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات آگے چھوڑ کر روجین کے متعلق ہیں۔ اور انہیں مباشرت و معاشرت روجین کے آداب سکھائے ہیں جنہاں بتاتے ہیں۔ وہ ان احکام اسرار و عبادت سے بالکل بیخبر ہیں۔ اور وہ اس بات کو کہ عفت و عصمت و لطافت و نظافت روح کی صفات ہیں نہیں جانتے سمجھتے عیسائی پتھر کیا انوس کدین۔ اپنی ہی گھر کے عیسائی طرز۔ کہ مسلمان پر کیوں غم نہ کہا میں جو اسی خیال میں مبتلا ہیں۔ اور ان تعلیمات کو جنہاں سمجھ کر سلام سے خارج کر رہے ہیں۔ اور اس بات کو پرے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب ندرہ ہی سمجھ رہے ہیں فان الله وانا اليه راجعون

جو عورتیں نکو چھو لگیں ان سے نکاح کرو  
عورتیں تمہاری کہتے ہیں تم اپنی کہتے  
کو جس کیفیت سے چاہو اور  
حیض میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ  
اب ماہ صیام میں عورتوں کو مباشرت کرو  
اور مثل انکو

جیسے فاتحہ اطاب کھ من النساء النساء  
اور نساء کہ حرت کم فاتوا کھ انی شتم بقہ  
اور فاعقلوا النساء فی الحيض بقہ  
اور فالان باشروهن بقہ ۲۳۶  
وامثال ذالک

حاشیہ

فائدہ سوم میں یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے جسکا روحانی بہونا معلوم ہو چکا ہے دوسرا یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملزم مطیع سمجھا جاتا ہے۔ اور اسکے ظاہر حال سے انقیاد و اطاعت امر الہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ تو ان فوائد میں روحانی رعایتیں ہیں انہیں سے وہ روحانی رعایتیں جو ان نقصانوں کو فوت ہوتی ہیں سمجھ میں آ سکتی ہیں پہلے نقصان میں وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ میں رعایت کی گئی ہے اور دوسرے نقصان میں وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ میں مٹتی ہے۔ تیسرے نقصان میں وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ میں رعایت کی گئی ہے

شاید یہاں کوئی اعتراض کرے کہ ڈناری رکھنے کا فائدہ سوم (یعنی زینت کا ہونا) سر کے بالوں میں بھی متحقق ہے پہر اسلام میں حلق سر کیوں تجویز ہوا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اونٹنوں کے لئے حلق سر کو پسند نہیں کیا۔ اور مدۃ العمر میں سوائے وقت حج کے اعرام پہننے کے (جبیں اول سے آخر تک ہیئت و لباس و صورت انصاف میں دولت و مسکنت کا انظار اس شانہشاہ کے حضور میں مطلوب ہے) کبھی حلق سر نہیں کرایا۔ اور نہ سوائے ایسے شخص کے جس سے سر موزیک تعہد نہ ہو سکے اور جن سے تکلیف پہنچے۔ (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر علیہ السلام کے یتیم و زیات) کسی دوسرے کو حلق کرایا حکم دیا۔

اور جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے۔ آپ نے حلق نہیں کرایا۔ بلکہ بالوں کو سبالغہ سے کترایا ہے۔ اور سبیز بھی معذور می و لاچار می کا انظار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت میں دراز بالوں کے

عن علی رضی اللہ عنہ قال من  
تروک موضع شعرة من جفاته لم یصلح لعل  
بھا کذا کذا قال علی ومن ثم عادت  
راس کان یخز - سنا ابو داؤد صحیح

خشک رہ جانے کے خوف سے مینے بالونکو  
کٹایا۔ اور اپنے سر کے ساتھ ڈھنکو کٹا سا  
معاہدہ کیا۔ اور جو اس وقت عام مسلمانوں  
میں خلق کا رواج ہے۔ یہ انکی محدود  
یا پست ہمتی و کستی یا ریاکاری یا کفایت شکاری کے سبب ہر شائیا اس زینت کا  
بدلہ عمامہ کلاہ مقرر کیا گیا جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے۔ اور اس نقصان کا جبرو  
کفارہ ہے۔ اور ایسا کفارہ وجہیہ ڈھاری میں کوئی نہیں ہے۔ پس اس میں سہیز  
فرق ظاہر ہے۔

### رجوع بہ متن

ومن طالت شواربہ تعلق الطعام الشراب  
بھا واجتمع فیھا الا وساخ وهو دمنہ  
الجوس۔ وهو قوله صلی اللہ علیہ وسلم  
خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحشوا  
اللعی۔

اور جبکی موچھین دراز ہوتی ہیں۔ انہیں  
کھا۔ نے اور پینے کی چیزیں لگ جاتی ہیں۔  
اور وہ ان میل کو بھی اجتماعی ہوتا ہے۔ اور  
یہ مجھ سے یوں کا بھی طریق ہے۔ اسی نظر سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے + مشرکین (موجبر)

کا خلاف کرو۔ موچھین کراؤ۔ ڈھاریاں بڑھاؤ۔

متمرجم کہتا ہے۔ یہ وہی نواید و نقصان ہیں جو ڈھاری رکھنے نہ رکھنے کے  
بیان میں گزر چکے ہیں اور انچھلہ فائدہ اول ہر کسی کے مشاہدہ میں آتا ہے۔  
دیکھو جبکہ موچھون کے بال لبون کو ڈھانکے رہتے ہیں وہ اول  
بالوں کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے۔ جو کچھ اسکے مونہ سے  
نکلتا ہے یا مونہ میں ڈالا جاتا ہے وہ موچھون سے لگ جاتا ہے  
و مع ذلک اسکا مونہ ساف نہیں رہتا۔

موچہن کے بال مونہ میں ہتی ہیں کچھ نہ کچھ کھایا پیا اسکی موچہن سے لگا رہتا ہے۔ جو بدون آمنہ رکھنے کے پوچھنے سے بھی پوچھا نہیں جاتا۔ اسی نظر سے بعضے ہنود و عیسائی موچہن و راز نہیں رکھتے۔ کیقدر اختصار ضرور انہیں کر سکتے ہیں۔  
 وفي المصنف الاستسقاء ازالة الخاط والنحر اور کلی کرنی اور ناک میں پانی لینے سے

ریٹہ وغیرہ ربطہ تو نکالنا۔ اور مونہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے  
**مترجم کہتا ہے** یہ فائدہ بھی ہر کسی کے مشاہدہ میں آتا ہے۔ جو صاحب کہنا کہنا کہنا  
 کئی نہیں کرتے اور نہ سواک استعمال فرماتے ہیں انکے پیسے پیسے دانت دور ہی سے  
 ڈراتے ہیں اور انکے مونہ کے پاس مونہ کر و تو اوسان جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم  
 السلام کا ہمہ برا احسان ہے جنہوں نے ہکوار نکالیف روحانی سے بچایا۔  
 اور لطافتوں کا دستور رکھایا

والغدر لہ عضو رائد یجتمع فیہا الوسخ وجميع الاستبراء من البول وینقص لذلک الجماع  
 ختنہ کی جگہ ایک راید چڑا حسین میل جمع ہوتا  
 اور وہ بول وغیرہ آلائشوں سے صفائی کا  
 بھی نافع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی  
 عطیہ ہے اور اسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

**مترجم کہتا ہے** ان نواید کی حقیقت و حقیقت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہیں  
 جو بڑی عمر میں مسلمان ہو کر ختنہ کرتے ہیں۔ اور پہلی حالت کے نقصانوں کو  
 دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگوں  
 انواع امراض و تکالیف میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ اور انکے علاج میں ڈاکٹر و  
 سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہیں۔

وفي التوراة ان الختان ميم الله على  
 ابراهيم وذريته معناه ان الملوك حرم عادائهم  
 توریہ میں ذکر ہے کہ ختنہ خدا کی طرف سے  
 حضرت ابراہیم اور انکے اتباع پر رکھا گیا اور دشمنوں سے

بَابُ يَسْمُوَامَا يَخْصَهُمُ مِنَ الدَّوَابِّ  
لِتَمَيِّزِ مَنْ غَيَّرَهَا وَالْعَبِيدَ لَكَ  
لَا يَرِيدُونَ اعْتَاقَهُمْ فَكَذَلِكَ  
يَجْعَلُ الْخِتَانُ مِثْمَا عَلَيْهِمْ - وَسَائِرُ  
الشَّعَارِ يُمْكِنُ أَنْ يَدْخُلَهَا تَغْيِيرُ  
تِلْكَ لَيْسَ - وَالْخِتَانُ لَا يَتَطَوَّقُ الْيَدَ  
تَغْيِيرُ إِلَّا بِجَهْدٍ

اس سہرا دیہ ہے کہ بادشاہ کو بھی عادت  
ہے کہ جو جانور (گھوڑا، بیل، اسنے) خاص  
کار آمدنی ہوتے ہیں یا وہ غلام جنگجو و آزاد  
کرنا نہیں چاہتے۔ اسنے بدن پر وہ کوئے  
نشان لگا دیتے ہیں (جیسے اسوقت فوجی  
گھوڑوں اور بیلوں پر نمبر لگائے جاتے  
ہیں) اسطرح اس شاہشاہ کی طرف سے

حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ فہر نہ داغ ہے۔ جو انکی طاعت و انقیاد و روحانے  
خصال کی ظاہر نشانی ہے۔ اور نشانوں میں تغیر و تبدیل بھی ممکن ہے۔ ختنہ وہ  
نشانی ہے جو بدلنے سے بھی بدلی نہیں جاتی

متروحم کہتا ہے مجھے اسوقت کے مذہب اقوام پورے سے تعجب آتا ہے کہ انہوں  
نے عن فائدہ مندرسم کو (جبکہ فائدہ مند ہونا اصول و اکثری سے بھی ثابت ہے اور  
توریت مقدس میں بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید  
کلیاں کرنا میں بعضی ۹۰ ثابت کیا ہے اور اس میں ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول  
ہے نیز پائی جاتی ہے) یک تخت چھوڑ رکھا ہے۔ پہرا نکاحاں دیکھا ہے مجھے اپنے مسلمان  
بھائیوں سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہیں) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی  
بتقلید یورپ میں سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ  
سے خارج کر کے دنیاوی امر بنا دینگے۔ اور بدستادیز انتم اعلم باہوں دنیا کھانکے  
موقوفی کے وجوہات ہم پہنچا دینگے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

خدا ہی اس دین کا محافظ ہے۔ اور وہی اس پر بارحم کرنے والہ ہے۔  
اور زبان مہر حجۃ اللہ العالیہ کے صفو۔ ۳ میں لباس و زینت کے احکام میں فرمایا ہے

اعلم ان النبي صلى الله عليه وسلم نظر  
الى عاتق العجم وتعمقاتهم في الاطمينان باللباس  
الدنيا فخرجهم دوسها واصولها - وكوه  
ما دونك لك - لانه علم ان ذلك مفضى  
الى نسيان الآخرة مستلزم للاكثاف  
من طلب الدنيا - فمن تلك الدوس  
اللباس الفاخر - فانك الكبرهم  
اعظم فخرهم والبحث عنه من وجوه  
منها الاسبال في القمص للسراويل  
فانه لا يقصد بذلك الساتر والتجمل  
الذي هما المقصودان في اللباس -  
وانما يقصد بذلك لفخر واداءة  
الغنى وضحونك التجمل ليس الا في  
اللباس الذي يساوي البذل قال  
عليه السلام لا يقصر الله فيكم  
القباس الى مروج بارادة بصرا وقال  
عليه السلام اذدة المؤمن ان يضاف سابقه  
لاحتياح تلبس بما بينه وبين الكهين  
وما اسفل فخر الناس

تو جان لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب  
عادات اور انہی لذات میں مطمئن ہو بیٹھے کہ  
استغراق کو دیکھا تو اسنے اصول کو حرم کر دیا  
اور جو ان سے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھہرایا۔ اسکا  
سریہ تھا کہ آنحضرت مسلم نے جانا کہ اسے شرف  
کا انجام آخرت کو قبول جانا ہے۔ اور دنیا کی  
طلب بکثرت کر ایسے منہدان اصول کی استغراق  
لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انہی ثبری توجہ  
تھی۔ اور وہ انکا بڑا باعث فخر۔ اس لباس  
فاخر کی کئی صورتیں ہیں انرا بچھلہ یا جامہ  
اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ  
نوراز رکھنا۔ اور کہتے ہوئے چلنا۔ اس  
فصل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ  
زینت۔ بلکہ فخر اور دولت کی نمائش۔ اسلئے  
کہ زینت یا پردہ پوشی تو اتنی مقدار  
میں حاصل ہو جاتی ہے۔ جو بدن کے برابر  
ہے۔ اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر  
گہکتی ہوئے چلنا بجز ارادہ غزوہ یا پیش  
کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اسی نظر سے آنحضرت  
نے فرمایا ہے کہ اگر تمہاری اس شخص کی طرف نگاہ نہیں کرتا جو فخر از گہمتا ہوا چلتا ہو۔ اور  
ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف نڈلی تک ارزا رکافی ہے۔ اور جو اس سے نیچے اونچی اور



کھٹنے سے اونچی رہی سپر بھی گناہ نہیں ہے

متزحم کہتا ہے جناب شاہ صاحب نے اپنے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا اسکا بیان کیا ہے کہ ان دونوں میں تماز ثابت کر دیا۔ اور اس فعل کو ملزوم فخر۔ اور فخر کو اسکا لازم نہاد یا اور یہ قاعدہ بتا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت تصور ہے نہ شتر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ جسم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا۔ وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے۔ اسکا مقصود جو نہ فخر و نمائش اور کچھ نہ ہوگا۔ اور اس بات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہیں۔ دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی استینین دو دو بالشت کف درستے بچور رکھتے ہیں۔ اور بیس تیس گز کی شلواری پہنتے ہیں جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہیں۔ اسکا مقصود بچر فخر و نمائش کچھ نہیں ہوتا اور جن صاحبو بخئی پتلونین پاؤں پر گرہی رہتی ہیں بلکہ بوٹ کے ایڑوں کے نیچے دب کر کٹ جاتی ہیں۔ اور جو عورتیں گٹون اتنا دراز پہنتی ہیں جو مٹی میں گھسیٹا جاتا ہے۔ اور خاک میں خراب ہوتا ہے۔ اور جو دہلی دیکھو کی عورتیں بڑے بڑے کلیوں کے باجائے پہنتی ہیں۔ اسکا مقصود بچر نمائش کچھ نہ زینت یا شتر نہیں ہوتا۔ ستر اسلئے نہیں کر وہ محل ستر سے زائد ہوتا ہے۔ اسی زیادتی و نامساواتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہیں رہتا۔ بلکہ بدنام معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے برا جانتے ہیں اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہیں گو بہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہیں سکتے۔

**مان** اس میں شک و انکار نہیں کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتب اس فعل کا اسکا ب قصد و تحوی سے نہیں کرتے۔ اور نہ فخر و نمائش کا وہ ارادہ رکھتے ہیں بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہیں یا کوئی پابندی نہیں رکھتے۔ جیسا کہ اگیا اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہیں۔ انکی نسبت ہم غرور و فخر کو سبب نہیں

کرتے۔ اور نہ اسنے دراز کپڑے میں وہ علت تحریم قائم کر سکتے ہیں۔ - ولیکن مع ذلک سیاست ملتہ (شرعی سیاست) کا حکم آنکھ ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم و ممانعت پاتے ہیں۔ اور ان متواہدین تکسیرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ انکی لباس میں وہ علت تحریم (یعنی غر و نمائش) پائی جاتے ہے۔ بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہیں۔ - جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ بوجہ بعض وجوہات اس علت کے اسباب و ذرائع سے ہیں۔ - اور انجملہ یہ کہ ان متواہدین کا بغیر کسی ہئیت و لباس سے رجوع ہر اطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احترام لازم ہے۔ - اور اینچو بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب۔ - اور از آنجملہ یہ کہ اسنے متکبرانہ لباس اختیار کرنے سے (گویہ خبر کی نیت سے نہی) متکبرین کو بھی یہ بہانہ عدم تکبر ہی متکبر و تفاخر کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ - و از آنجملہ یہ کہ اسنے لباس کی ترویج سے غرض شارع جو اس حکم سے مطلوب ہے (یعنی بیخ کنی تفاخر) حاصل نہیں ہوتی۔ - و از آنجملہ یہ کہ بدون رعایت کلی اس حکم کی غفلت و سیاست لوگوں نے دلونہ نہیں جیتی اسلئے کہ فروعات (یعنی لباس فاخر کے مفاسد) کا ازالہ بدون قطع و قیل الینے لباس فاخر کے ممکن نہیں۔ - اور وجوہات کی نظر سے مسکین و متواہدین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گوارہمین و علت (تفاخر) پائی نہیں جاتی۔ -

اور خبر شارع موسس قانون شریعت اور کسی کا یہ منصب نہیں ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنیٰ کر دے۔ - اور جہاں اس حکم کی علت جکا مداء حکم ہونا مخصوص نہی نہیادے و ثاں سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہوا اٹھا دے

یہ منصب ہر تو شارع ہی کو ہے جو تحقیق حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر و فتنہ حال و مال کو پہچانتا ہے۔ - اور اسکی تخصیص مستثنیٰ کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد و محمولوں سے نہیں اٹھ جاتا اور سوائے ان محمولوں

جنگل شائع نے مستثنیٰ کیا۔ کسی اور محل کے مستثنیٰ ہونیکا اندیشہ نہیں رہنا۔ و بنا علیہ  
اس حکم کی غلطی و سیاست کا انا نہ نہیں ہوتا۔ اور نہ غرض مقصود حکم دیکھ کے فوت ہونیکا دیکھ  
کے تصرف سے ڈرتھا۔ یہاں فوت ہوتا ہے۔ جس محل یا زکوٰۃ شائع مقنن قانون شریعت نے  
مستثنیٰ کیا وہ مستثنیٰ رہیگا۔ اسکے سوائے اور محلوں اور فردوں میں حکم شائع اسے حکمت و سیاست  
و شان شوکت سے قائم رہیگا۔

اسکی مثال آنحضرت کا شٹنے سے شپہ ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابو بکر صدیق کو شٹنے  
کرنا ہے۔ اور نو زینت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر و تکر سے خالی دیکھکر ازار کے بچنے ہو جانا  
میں (جو انھی فرہی شکم کے سبب تمام معذور رکھنا

دوسری مثال خنیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ  
کم سے کم دو ہوں) مستثنیٰ کرنا۔ اور اکیلے قریبہ کی شہادت کو قبول فرمانا۔

تیسری مثال عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ بن ہارث کے یکساں کو معذ کی قربانی کو اس  
اس حکم قربانی سے کہ کبھی ہونو کم سے کم سہ (یعنی دو سال کی) ہو مستثنیٰ کرنا۔ اور انکو  
یکساں کو معذ قربانی کر نیکی اجازت دینا و قس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اور دن کو مباحا ہے۔ اور انکو تخصیص پر مستثنیٰ کر دینا چاہیہ  
حاصل ہوتا احکام شریعت (بخیر و احکام جنگی علت معلوم نہیں) اسکے سبب ہم برہم ہو جاتے  
جسکا جی چاہے وہ عموماً احکام میں تخصیص نکا دی۔ اور اس وجہ سے کہ یہاں اس حکم  
کی علت نہیں پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنیٰ کر دے اس طریق سے

سہار میں حدیث ہو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی غور سے پڑھا کہ شپہ ہر اہلیگا۔ خدا قیامت کے دن انکی طرف نظر کرے گا۔

تو حضرت ابو بکر مولے۔ یا رسول اللہ میری انا رنگی پہنچتی ہے سوائے اسکے کہ میں کوشش و بیان میں

لگا ہوں سنبھالی نہیں جاتی۔ آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعل خیاراً۔ یعنی تو

نہجہ غور سے نہیں نکٹا

حاشیہ الحاشیہ

میں (جو انھی فرہی شکم کے سبب تمام معذور رکھنا  
دوسری مثال خنیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ  
کم سے کم دو ہوں) مستثنیٰ کرنا۔ اور اکیلے قریبہ کی شہادت کو قبول فرمانا۔  
تیسری مثال عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ بن ہارث کے یکساں کو معذ کی قربانی کو اس  
اس حکم قربانی سے کہ کبھی ہونو کم سے کم سہ (یعنی دو سال کی) ہو مستثنیٰ کرنا۔ اور انکو  
یکساں کو معذ قربانی کر نیکی اجازت دینا و قس علی ہذا  
اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اور دن کو مباحا ہے۔ اور انکو تخصیص پر مستثنیٰ کر دینا چاہیہ  
حاصل ہوتا احکام شریعت (بخیر و احکام جنگی علت معلوم نہیں) اسکے سبب ہم برہم ہو جاتے  
جسکا جی چاہے وہ عموماً احکام میں تخصیص نکا دی۔ اور اس وجہ سے کہ یہاں اس حکم  
کی علت نہیں پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنیٰ کر دے اس طریق سے  
سہار میں حدیث ہو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی غور سے پڑھا کہ شپہ ہر اہلیگا۔ خدا قیامت کے دن انکی طرف نظر کرے گا۔  
تو حضرت ابو بکر مولے۔ یا رسول اللہ میری انا رنگی پہنچتی ہے سوائے اسکے کہ میں کوشش و بیان میں  
لگا ہوں سنبھالی نہیں جاتی۔ آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعل خیاراً۔ یعنی تو  
نہجہ غور سے نہیں نکٹا

شراب - زنا - نکاح - محارم (جمع بین الانوات یعنی ایک کے نکاح میں تین ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کر دے

شراب کے حلال بنادینے کی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے۔ چنانچہ نص شارع میں اس علت پر تصریح ہے۔ اب اگر لوگوں کو بخوبی اختیار ملے کہ جہاں یہ علت نہ پائی جاوے وہاں سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دیں۔ تو تھوڑی شراب جو نہ صرف صحت و تقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز و جاری ہو جاوے۔ چنانچہ جنہوں نے یہ سمجھا۔ تھوڑی شراب کو جائز کر لیا۔ اور نموش فرمایا۔ جنکا ذکر رسالہ نمبر ۵ صفحہ ۳۱ میں گذر چکا ہے۔ اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہیں) ان پر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے۔ اور بہت اس دھوکے سے کہ یہ شراب (جو ہم پینا چاہتے ہیں) تھوڑی جرئت دینے کی بہت پینے لگیں۔ آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کا لعدم ہو جاوے۔ اس طرح زنا و نکاح محارم و جمع اخوات کے حلال ہو جائیکہ گنجائش اس طریق پر سمجھنی جائے۔ ایسے ہی جناب شامصالح نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان کر کے میں جو بعض مناسبات پر سوم اس شبہ کے بعد غلم میں آتی ہے

اس نصب شخصیت و استثناء کو بغیر دن کے لئے تجویز کرنے میں ہی مفاسد و ضرر دیکھ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ مخصوصہ میں تصرف تغیر کو دخل نہیں دیا۔ اور کئی احکام کو باوجود اٹھ جانے انہی علتوں اور سببوں کے نہیں اٹھایا۔ اسکی مثالیں بہت ہیں پاس مقام میں و مثالیں ذکر کیجاتی ہیں۔

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنی طواف میں پہلوانوں کی طبع کو لوگوں

اور زور دکھا کر چلنا جس سے مشرکین کا یہ قول رک مسلمان دینہ کے بنار کے مارے آئے ہیں) رو کرنا۔ اور سلام

عن ابن عباس قال قدم رسول الله واصحابه فقال المشركون انه يقدم عليكم وقد وهنتم حتى لشراب ناموهم صلعم

ان یوملوا الثلاثة - رواہ البخاری  
فی باب کیف بدأ المل و زاد مسلم  
لیوی المشرکین جلد ۱۱ - فقال المشرکون  
هولاء الدین زعمتم ان الحجی و هنتم -  
هولاء اجلل من کذا او کذا

کو انہی تحقیر سے بچنا مقصود تھا۔ اور یہی  
اور چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تصریح  
آچکا ہے اور سبکا اس پر اتفاق ہے۔ اسکی  
مشروعیت کا سبب علت تھا۔ بہر باوجودیکہ  
اس علت کا وجود اس دن سے کہ کوثر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آیا اور مشرکین کو خدشہ ہلاک کر دیا اٹھ کیا یہ حکم اسلام سے  
اٹھا نا نہیں گیا۔ اور کسی نے زمانہ معیار سے لیکر آج تک (اس خیال سے کہ اس حکم کی علت  
اٹھ چکی ہے۔ اسکو بھی اٹھانا چاہئے) رمل کو ترک نہیں کیا۔

حضرت عمر فاروق کو ایک دفعہ خیال آیا بتنا  
کہ اب ہکمر رمل کی کیا حاجت ہو۔ یہ فعل کثیر  
کے دکھانیکو تھا سو ہلاک ہو چکے ہیں۔ آخر  
یہ سوچا کہ اس حکم کو خیال ارفع علت  
اٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے  
اٹھ جانے سے اٹھائے جاوے۔ اور  
یہ بھی خیال کیا کہ شاید اس حکم کی علت  
کوئی اور بھی ہو۔ جسکو آنحضرت م جانتے تھے  
اور ہم نہیں جانتے۔ پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام  
ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہو۔ یعنی  
باوجودیکہ مشرکین کو ہلاک ہو چکے تھے بہر آپ نے  
حجۃ الوداع میں بھی رمل کو ترک نہیں کیا۔  
چنانچہ صحیحین وغیرہ میں صریح ہے لہذا

قال عمر و مالک و المل - و انما کنا را اننا  
بہ المشرکین و قد اهلکهم اللہ ثم قال  
شئنی صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سلم فلا یجب ان نترکہ - رواہ البخاری  
ولابی داود و مع ذلک لا نلغ شئاً  
کنا نفعلہ علی عہد رسول اللہ صلی  
قال العینی یعنی اتباعا لہ - وقال القسطلانی  
لحد م الملاح غنا علی حکمتہ و قصود عقلا  
عن ادراک کتھہ - و قد یكون فعلہ  
باعثا علی تذکیر انعمہ اللہ علی اغواز  
الاسلام و اھلہ - وقال مولیذانی  
حجۃ اللہ ص ۱۳۳ ثم خشی ان یكون  
لہ سبب آخر۔

## ہم اسکا ترک کرنا پسند نہیں کرتے تذکرۃ لطیفہ و نصیحہ شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہِ شوال ۱۳۹۹ء میں ایک مضمون بعنوان **الدین سیرسند** ہے  
اسمیں ہمارے بیان کے برخلاف یہ سمجھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے طوف میں رمل کرنے  
سے منع کیا۔ اور اس بات کا حجتہ ائمہ البالغہ میں موجود ہونا بتایا ہے۔ اور اس سے  
یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمرؓ فعل رمل کو دینی امر نہیں جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح  
سے خیال کرتے تھے

لیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط دہل و خلاف واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا رمل سے منع  
کرنا نہ حجتہ ائمہ البالغہ میں مذکور ہے جسکا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ نہ کسی اور کتاب حدیث میں لکھا  
جاتا ہے۔ اور جو حضرت عمرؓ مروی ہے سو سہید رہی جو ہم نے بیان کیا ہے۔ کہ پہلے انہوں نے  
اسکی بغیر فرمایا سمجھا۔ آخر یہ سوچا کہ یہ آنحضرتؐ کا فعل ہے۔ اسکا ترک کوئی اور بھی ہوگا۔ یا یہ  
خیال کہ اس حکم کو برقع علت اٹھا دینے سے جلد احکام کا ارتفع لازم آئیگا۔ اسکا ترک کرنا  
نفرمایا۔ اور یہ بھی حجتہ ائمہ البالغہ کا مضمون ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ فقہ حنفی ان  
لہ سبب آخر عنقریب منقول ہوا۔ جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ نے ترک کرنا  
ارادہ کیا پھر یہ سوچا کہ شاید اس رمل کا سبب سوا تعظیض خیال مشرکین کے کوئی اور بھی  
ہو وہ قول فرمایا۔ اپنی ترک رمل کو پسند نہ مانے پر صاف مطلق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قریبی دوست ہیں) ہم امید رکھتی ہیں کہ اگر انہوں  
نے حضرت عمرؓ کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب میں دیکھا ہے تو اس سے مجھ کو آگاہ کریں۔  
اور اگر کہیں یہ ذکر نپا دین تو بنظر حق پرستی و خیال ہماری حق دوستی کے ہماری  
یغیبت قبول کریں کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار میں  
اصلاح فرمادین۔ اور اس بات کے معترف ہو جا دین کہ حضرت عمرؓ نے رمل کو پسند فرمایا اور

# ضمیمہ اشاعت السنۃ

نمبر جلد ۲

مشترکہ نوی تعدد ۹۷ نمبر

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر جلد ۲ اشاعت السنۃ میں جو تصدیق و تالیف کے ذریعہ کا قائل یہ ہے کہ حرب نشاء احکام مذہبہ اسے ۲۰۴ تک  
 انجیل احکام مذہبہ سے متعلقہ اور معاشرت مذہبہ اشاعت السنۃ (رعایا ریاست برطانیہ کو اس سیاست کی مخالفت و بغاوت میں)  
 بلکہ اگر کوئی اور مخالفت میں سیاست ہمہ تنانہ کرے تو اسکی یہ کفر فی حق ہے حرام ہے۔ اور اس پر خدا کا دیت صحیح جاری و متن لای  
 سے (جسے امن میں دیکر خدا کا نام ہونا اور خدا کی نیکوئی کے لیے یا مکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پانا  
 بنانا اگر زبان کوئی بندہ بیان نہ کرے ثابت ہو کہ اسے استلال ہے جو وہ ہے وہ مضمون ہمارے رسالہ اقتصاد فی  
 مسائل الجہاد کا اصل اصول و دین کہیں ہے اس پر میں اشاعت السنۃ اور اس شیعہ کے عام ناظرین سے استشہاد و جاہت  
 ہوں کہ یہ بیان کا خواہنا نگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس پر چاہے دستخط و مواہبت فرماتے  
 بلکہ اور وہ میں تہ و توہم و اسلام سے جو ان کے قریب ہوں میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں نیز  
 دستخط کر کے اصل پر چھپے پاس میں لیں یہیں اور جو صاحب اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان استلال کی حقہ میں  
 کچھ شک و اختلاف رکھتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط لکھو گا کہ کریں۔ ہم تقریر یا تحریر اسکی کو  
 کر دیں گے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نہ کریں گے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیل۔ وکفی  
 باللہ شہید اس استشہاد کو میں نے عام رائے کے معلوم کر لیا کہ آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و نشہ رسالہ اقتصاد  
 فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف شدہ ریاست۔ اس رسالہ کو میں شروع شدہ عین تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ  
 خرچ کر کے ہندوستان کا ایک غیر طویل کیا اور کلاہ علماء ہند و مسیحی اس رسالہ کے مضامین سے توافقی طری حاصل کیا۔  
 پہر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو وقت گذرنا میں خوف سے شائع کیا کہ مبادا علوم مسلمان جو حقیقت اسلام  
 مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے قوت نہیں دینا کہ وہاں سمجھ کر حشمت میں نہ پڑیں اور اسکی نگاہ کی طرف متوجہ نہ ہوں  
 درودہ تصور جو اس رسالہ کا بقدرت یہ ملاحظہ تھا اسے اصلاح و تعالیٰ غلام ہوں۔ جب ماہ ستمبر ۱۳۷۷ ہجری میں وہ مضمون

# ضمیمہ اشاعت السنۃ

نمبر جلد ۲

مشہورہ فی تعدد شہادت

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر جلد ۲، اشاعت السنۃ میں جو مضمون شائع ہوا ہے وہ خط قائل یہ کہ حرب نشاۃ الحکام نمبر ۱۰۷ سے ۱۰۸ تک  
 انصحاۃ الحکام میں مندرجہ تعاقبات اور معاشرت میں نہایت اشاعت السنۃ (رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت میں  
 بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست میں قائم کرے تو اس کی مذکور فی بھی نہیں رہے۔ اور اس پر خدا کا حدیث صحیح بخاری و متن فی  
 سے دہشتے امن میں ان دیگر خدا کا عام ہونا اور مسلمانوں کو ایک جگہ میں رہنے یا لگ کر رہنے کرنے سے امن و جہاد کا پانا  
 بنانا اگر زبان کوئی بھی بیان نہیں کیا ہے ثابت اسدلال میں موجود ہے وہ مضمون ہمارے رسالہ اقتصاد فی  
 مسائل الجہاد کا اصل اصول درکن کہیں ہے اسپر میں اشاعت السنۃ اور اس میں منہ کے عامہ ناظرین سے ہنسنا و جانتا  
 ہوں وہ مسلمات کا خواہش لکھ رہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو سمجھتا ہو وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہبہ شریف لکھ کر  
 بلکہ اور دس بیس تنوں کو قبول اسلام سے جو ان کے فریقہ پور میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں نیز  
 و مستحق کو ان کے اصل پرچہ میرے پاس میں بھیجیں اور جو اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان اسدلال کی تجدید میں  
 کچھ شک و اختلاف کہتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط لکھوا گاہ کریں۔ ہم تقریر یا تحریر یا نسخی لکھ  
 کر دیں گے اور ان کی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نہ کریں گے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیل۔ وکفی  
 باللہ شہید اس استشہاد کو میں نے عام رائے کے معلوم کر لیا کہ آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و نشہ رسالہ اقتصاد  
 فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف شدہ ہے۔ اس رسالہ کو پہلے شروع شدہ عین مایف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ  
 خرچ کر کے ہندوستان کا ایک غیر طویل کیا و کمالیہ علماء ہند وستان کی۔ اس رسالہ کے منہ میں سے توافقی راہ حاصل کیا۔  
 بہرہ برہم جو اس کو شش و شصت کے اس سال میں وقت لگا کر اس خوف سے شائع کیا کہ اس کا اعلان مسلمان جو حقیقت اسلام  
 مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے آگاہ نہیں کر رہا کہ کیا جہاد ہر وقت میں نہ پڑے اور اس کی تکذیب کی طرف متوجہ نہ ہو جائے  
 اور وہ تصور جو اس سال کی تقدیر میں ہی نظر تھا یعنی اصلاح جمالی علوم حاصل ہو۔ جب ماہ ستمبر شدہ شروع وہ مضمون  
 جو اس رسالہ کا درکن کہیں ہے شائع ہوا۔ اور کسی مسلمان سے وحشت ناک کلمہ اس کی نسبت



بلکہ بہت لوگوں نے اسکو پند کیا اور اس رسالہ کا شہرہ مٹا جانا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ رسالہ (الافتاء) باعثِ دُشمنانِ عامہ مسلمان نہ ہوگا اس یقین کی زیادہ کمر نیکر مینے یہ استنباط و شائع کیا ہے جس سے اور بہت مسلمانانِ کائنات کو اس سے میرا مدعا ہے۔ پس جو صاحبِ حق شیون کو صحیح سمجھتے ہیں علماء، ہون فواد عوام جو اسکو خود پڑھ سکتے ہیں یا دوسرے سے سن کر سمجھ سکتے ہیں۔ وہ اپنے توفیقِ رب سے بذریعہ اپنی ہر یا دستخط کو مجھے اطلاع دیں۔ اور اس شاید دلبر بار و جانی وایائی کو خوشامشائون کے خوف سے عرصہ چار سال سے حجاب میں چھپا ہوا ہے شائقین کی آنکھیں میں جلوہ گر ہونے کی اجازت دیں۔ اور جنکو ہنوز اس سے نا آشنا ہو کر حکمِ المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خود کی آہستہ اپنی شکوک کے حجاب اٹھا کر اس سے آشنائی پیدا کریں۔ شاید وہ رسالہ حبیبین و مضمون شائع ہوئے کسی صاحبِ کلمہ سے گزرا ہو۔ اسلئے اسکو اس استنباط میں بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ اور ناظرین کو اس پر اسے نکالنے کا موقع دیا جاتا ہے

وہو ہذا

۱۰۔ اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو۔ اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کے خلاف و رکاز فریبون نہوں) جانِ مال سے تعرض نہ کرو۔ بلکہ اگر کوئی ان سے لڑے تو اسکو مارو اور ان کا فرد کو خود دو (بخاری ۴۲۵ جلد ۲)  
 ۱۰۔ تمہارے مخالفون کی طرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مارو (ابوداؤد ۲۳۳ و ۲۳۴ جلد ۲)  
 (۱۰) بخل و غفلت دیکر رخصت کرو (بخاری ۴۲۵)

۱۰۔ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہ ہو فقط ایک جگہ باجم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہو اور ایک دوسرے کی طرف سے اس کے خیال میں یہ تو یہ صورت بھی عہد کے حکم میں داخل ہے۔ اور ایسے عہد و پیمان کی جانِ مال سے بھی تعرض کرنا حذرِ عوام ہے۔ صحیح بخاری ۳۹۹ سنن ابوداؤد ۲۵۵ جلد ۲  
**مولف** کہتا ہے صحیح بخاری میں سورہ وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین کو کئے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو ہجرت کے ساتھ کہا۔ اسے غادر کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح میں کوشش نہیں کی تھی اس کیسٹ کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر ہجرا۔ رہتے ہیں اپنی قتل کیا اور مال و ثروت لیا پھر آنحضرت کے پاس کر سداں ہو گیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہتھ نہ منظور کیا و لیکین اس مال سے تمکو کچھ شوق نہیں ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شیخ بخاری میں اسکی تفصیل و غرض بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک میں سے تیرہ آدمیوں کے ساتھ مدینہ میں تھوڑے روزوں یا ایام ہجرت کا نام لیا کے پاس گیا۔ موقوف نے ان کو کوئی خاطر کی اور مغیرہ کی بنی مغیرہ کو اس سے صلہ پیدا ہوا اسنے راستہ میں اسکو شراب پلا کر چہرہ کشش ہوئی بعد قتل کر دیا اور اسکا مال لیکر آنحضرت کے پاس کر سلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ ٹرائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود مگور نے تیرہ آدمی کا خون ہاسے دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے۔ میں اسکو لے نہیں سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو کچھ ملی کیسکے ساتھ ہو کر چلنا ہے

نوگو یا ایک دوسرے کو امر نجی یا عیب پہنچانے کے لئے کسی کے جان و مال سے تعرض کرنا غدار ہے۔ اور غدار کا فوٹہ  
 ساتھ کیوں نہیں حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد میں لکھی گئی ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ کالج کی مخالفت و بغاوت کو رد کر کے حق میں جو کچھ غلط جانتے ہیں  
 با امن و امان آباد ہیں اور انکی طرف سے شکار نہیں ہے اور اسے کرنے میں خود مختار و آزاد کام کرتے ہیں  
 اور اس گورنمنٹ کے مخالفوں کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہیں۔ میں پہلے بھی کہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہتا ہوں  
 کہ ہر بات کا اظہار میں ناجائز نہیں فرض سمجھتا ہوں اس سے کوئی تعرض دنیاوی مد نظر نہیں رکھتا۔

میرے احباب و آتش مناسبان ہیں کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہیں  
 ہے۔ نہ میر گورنمنٹ کا ملازم ہوں نہ پیش خوار نہ جاگیر دار نہ کسی کی لکھی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن نہ مشیر کسی حاکم  
 وقت کا ملاقاتی نہ کسی کا ججنی۔ آج کل کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہیں اٹھائی۔ اور آئندہ تحصیل منفعت  
 و تقرب حکام وقت کی نیت نہیں رکھتی۔ بالینہ ان باتوں کو میں ظاہر کرتا ہوں تو اس سے بجز اس کے اپنے  
 فرض نہیں ہے کہ وہ میر تو ابھی و برار مسلمان ہوں ان کے اور کچھ مقصود نہیں رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے  
 لوگ جو چاہیں سمجھیں۔ اور میری ان باتوں کو جس غرض پر چاہیں محمول کریں۔

(اشاعت سنہ ۱۲۹۵ - ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶)

راقم بوسعید محمد حسین لاہوری

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا



لغایت صفحہ لایق ملاحظہ عار۔ و صفحہ الایضاً توجہ گوشت و روستا

# اشاعت السنن النبویہ

على صاحبها الصلوة والتحية

جسک

ممبر و ازو دم  
جسک و دم

بابت فی الحجیہ  
و ستمبر ۱۳۸۵

حصہ اول میں بعض مقامات اثبات نبوت کے حصہ دوم میں بعض مقامات اثبات نبوت کے مقابلہ میں بعض مقامات اثبات نبوت کے مقابلہ میں  
منجانب ابوسعید محمد حسین لاہوری

نیچر یہ کی اسلام سے مخالفت اور ان کے الزام کی ضرورت

حضرت نیچر یہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہیں ایک فزوق تو ان کو سب سے  
موفق اسلام کا اصل حصول اسلام خیال کرتے ہیں اور ہماری مباحث کو ان کے مقابلہ میں بجا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں  
کہ سید احمد خاں صاحب اس فرقہ کے مجتہد اور اس مذہب کے مجدد نبوت محمدیہ کو مقابلہ پر ثابت ہیں تو یہ سب کو مقابلہ  
میں بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے۔ اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے میں دوامی حکام  
اسلام مد نظر رکھتے ہیں تو ہر اس مسئلہ میں ان کا مقابلہ قابلہ اسلام نہیں تو کیا ہے و علیٰ ہذا القیاس دیکھو مخالف  
صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہیں اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہیں  
جو یہ وہ کیا تو دیر پہلے ہی میں یا نیچر یہ کی بی نیکیاں اداہے کہتے ہیں یا نیچر یہ کی اصولی اسلامی اصول و نون سے  
ناواقف ہیں و دوسرا فزوق ان خیالات و مقالات کو اس تک برخلاف اسلام اور ان لوگوں کو اسلام کے  
مخالف اور مسلمانوں سے ہٹنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کے جواب و خطاب کو ضروری نہیں سمجھتے اور ان کا نام  
دنیا اسلام سے خارج کر کے ان کی بیطرفی سے مطمئن ہو بیٹھے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ یہود۔ یہود۔ نصاریٰ۔  
یہ وہ غیرہ و غیرہ مخالف اسلام ہیں و ہر جہاں یہ ہیں ان کی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور ان کو کیا  
مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صحابہ ضلع شاہ پور پنجاب لکھتے ہیں کہ صد ہا فرقے یہود۔ نصاریٰ  
بدھ وغیرہ دنیا میں پائے جاتے ہیں ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کر سکتے ہیں پس انہی کی فہرست میں نیچر کا نام

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

بھی دج کرنا چاہیے اور ان کا مقابلہ چھوڑ کر جن مسائل مہمہ و اسرار شریعہ سے پہلے اشاعت السنۃ میں بحث  
 ہوتی انہی سے بحث کرنا چاہیے۔ ایک صاحب ضلع ساگر سے لکھتے ہیں کہ مدھیوں کے نزدیک  
 نیچریوں کا خطاب جواب محض فضول ہے اور بجائے اسکے بحث قابل سنت و تعلید نہایت مناسب  
 مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجھے کہا کہ نیچریوں کے کفریات کو مسلمان کب سنتے  
 تھے اور ان سے کیا ضرر و نقصان اٹھاسکتے۔ تمنے خود اپنے کفریات کو شہرہ آفاق کر دیا اور ان کو اشاعت  
 السنۃ میں دج کر کے مسلمانوں کو ان مطالعہ پر بلکھینے کیا۔ پہلے اسکے رد و جواب سے متعرض ہو کر ان کے  
 وقت کو ناپا کر لیا۔ قول باطل کی طرف التفات نہ کرنے میں اس کا اضمحلال و خال منصور ہے۔ اور ان کے رد  
 تعرض میں اسکی وقت و اشاعت نہیں۔ اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد میں کچھ  
 القیاف نہیں کیا۔ اور جس نے کچھ اس میں تالیف کیا اس پر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ بہت  
 ہیں بلکہ میرا گمان یہ ہے کہ تمام یا اکثر ہندوستان کے علماء اسی خیال میں مبتلا ہیں۔ اور اسی خیال کے  
 سبب تمام ہندوستان سید احمد خالصا کے جواب خطاب کے سنسان ہو رہا ہے اوائل میں  
 جناب حاجی سید علی بخش خالصا جناب مولوی حاجی سید امدا و العلی صاحب مولوی محمد علی صاحب  
 نے کچھ کچھ جناب مومن کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو بھی صاحبوں نے ہر سکوت لبوں پر لگالی ہے  
 اب انکی کسی بات کو کوئی نہیں ادا ہوتا اور انکی ایسی باتوں پر کہ منکر نبی کا وہ نہیں۔ منکر علیہ کتب الہامی کا  
 نہیں۔ منکر جمیع احکام شرعی کا وہ نہیں یا پر بھی کسی کے دلیں جوش مذہبی پیدا نہیں ہوتا اسکا سبب ہوتا  
 یہی ہے کہ ان حضرات نے سید احمد خالصا کے کفر پر اتفاق کر کے انکے فتویٰ کو کفر کو جا بجا شہرہ کر دیا  
 اور بجائے جواب ان کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجھ لیا ہے اب ان کفریات کی ضرر کا کچھ مانڈ لیتے  
 نہیں رکھتے اور ان کے رد و جواب کی کچھ ضرورت نہیں سمجھتے ہمارے نزدیک اس خیال میں  
 کئی غلطیاں ہیں جیسا کہ خیال اول اسرار غلط و غیر صحیح ہے یہ مضمون دونوں فریق کی غلطی کا  
 کرتا ہے اور نیچر کے اسلام مخالفت ثابت کر کے انکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے  
 فریق اول کی غلطی کا اظہار یہ ہے کہ ہر چند اس فرقہ کے مجتہد اس مذہب کے مجدد فی اہل

سید احمد خاں صاحب بہادری اسی ظاہر اسلام کا دم بہرے ہیں اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہیں مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہیں اور قیود نبوت و اسلام کے اوٹھانکے در پہلے تین نے سالہا سال اصول خیرہ کو اصول الہامیہ سے ملا کر دیکھا کہ یہیں موافقت کا نشان نہ پایا جہاں دیکھا مخالفت کا اثر دیکھا۔ اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون میں کہان ممکن ہے و نیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ شاعت السنۃ ہے اس مقام میں مہات اصول اسلام میں آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہوں اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتانا ہوں واضح ہو کہ مہات اصول اسلام بلکہ جمیع مل و ادیان سماویہ و دہین (۱) اقرار توحید باری۔ (۲) اعتراف نبوت نبی۔ اور آپ کو دونوں اصل سے خلاف ہے اصل اول سے آپ کا یہ خلاف ہے کہ آپ کے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہیں ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپ کے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہ نہیں ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہیں کرتے بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ جو لوگ یہ اقرار نہیں کرتے انکو آپ ایسا برا نہیں سمجھتے بلکہ آپ کے نزدیک وجود باری کو صاف ناجی و جنتی بتاتے ہیں اور انکے انکار کو اپنے انکار کی اثر میں چھپاتے ہیں اور اسکا دلیل پر محمول فرماتے ہیں تو گویا آپ انکو اس انکار پر جلتے ہیں اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو انکو اپنا ہیں۔ اسکی پوری مناسبت لفظ یہ ہے کہ ایک شخص بر ملا چوری کرتا ہے اور چوری کی تکمیل ہی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہیں ہے اور یہ کام جو کرتا ہے چوری نہیں کہلاتا۔ یہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے۔ اور اس چوری کو صحیح و جائز کر دینا۔ رہا یہ امر کہ واقعہ میں کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا ح معلوم ہو) یا دنیا میں جو ہے اقرار ہی ہے (جس سے جناب مروج کا صدق متصور ہو سو محتاج بیان نہیں ہے ہر دیار و اعصار میں منکرین وجود کو ٹپکتے آتے ہیں اور ہر زمانہ کی تواریخ میں ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہیں شاید ان تواریخ و اقوال کو جناب مروج اقرار بتاویں اور ہر زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماویں لہذا میں اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

† یہاں آجے تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ میں سرزد ہوا ہے جبکی نفل شاعت السنۃ نمبر ۱۸ میں ہو چکی ہے حاشیہ

کو پیش کرتا ہوں اور اس زمانہ میں صد ہا منکرین کا جو خدا کا نام سنتے ہی تیرے بولتے ہیں نشان  
 دیتا ہوں۔ جناب والا جب اس دفعہ کے موسم گریما میں سلمہ پر تشریف لادیں تو قصبہ قادیان ضلع  
 گورداسپور میں قدم رنج فرمادیں وہاں کے بہت سے باشندگان کو ایک لمحے کے اغوا سے مراد ہو  
 میں اور برسرِ بام وجود باری سے انکار کرتے ہیں بلکہ خدا اور رسولوں کو برملا گالیان دیتے ہیں چنانچہ  
 اس فوج کے مسلمان اپنے زالش کرنے کو بھی مستعد ہیں (یعنی انکھ سے دیکھ لیں اور انکا انکار کان  
 سن لیں) شاید ان لوگوں کے انکار و اصرار یہ بھی آپ پر دو دلین اور انکو اس تاویل سے بہالان  
 کہ اگرچہ یہ زبان سے انکار و دشنام دیتے ہیں پر دل سے خاواحد پر ایمان رکھتے ہیں اور صحتی  
 و ناجی ہونے کے لئے اسبق دلی اقرار (گو زبان سے انکار نکلتا ہے) کافی ہے چنانچہ پرانے دہریہ کے  
 حقیقین آپ ایسا کہہ چکے ہیں اس صورت میں ہی آپ اصلاح کے موافق نہیں بنستے اور انکا  
 وجود خدا کی تجویز سے بری نہیں ہو سکتے۔ ظاہری انکار کو دلی اقرار چل کرنا اور منکر کو مقرر دینا  
 ہی انکار کو قائم کرنا ہے اسکی فطیر یہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپے زبانی انکار کہتا ہے بلکہ اپنے  
 دل ہاڑی پکڑ کر ایک دو دہڑی لگا دیتا ہے اور دل سے یہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے۔ ایسے  
 شخص کو دلی اقرار کی فطر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار وار دے دو گویا  
 اسکو انکار سکھاتا ہے ونا فرامانی ونا خفی کے راہ بتا ہے۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت میں  
 خدا نے بے اعتبار ٹھرایا ہے اور زبان سے انکار یونکو (گو دل سے اقرار ہی ہون جیسے فرعون۔  
 نرود وغیرہ) کا فرومایا ہے۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موحد و ناجی و قاری ہونیکے  
 لئے کافی ہوتا تو خدا تعالیٰ کیسے کافر نکلتا کیونکہ بقول جناب کوئی دلی اس دلی اقرار سے خالی نہ تھا بلکہ  
 اس صورت میں لوگوں سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبروں کا پیغمبر و قری  
 نہ تھا بلکہ حبش و باطل تحصیل حاصل۔ یہ بات ایک مومنہ سے نکلتی ہے جو دل سے خدا کا مالکین  
 ہے اور ایک نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا ظاہر میں دعویٰ توحید اہل توحید کے  
 ہے۔ اور اسکی نسبت اسچیز ذمی قعدہ میں ہے۔ اور اشاعت اسے منبر میں منعول (حاشیہ)

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ وہاں ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قائل بنانا اور انکے انکار کو چھپانے اور اسکو عین اقرار ہٹانے سے آپ پر ہی یہ شبہ پڑتا ہے اور آپ کا بلا نیچر ہی ہونیکا ادعا اس شبہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نچر اسٹاپی وجود خدا کے قائل نہیں ہیں چنانچہ اخبار تیرہویں صدی کی کیرجہ نمبر ۱۳۷۶ء کے اہرین اس فرقہ کے خیالات و اعتقادات خوب مفصل ہیں۔ اصل دوم سے آپ کا خلاف کئی وجہ سے ہے وجہ اول یہ کہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو ملتے ہیں یہ نہ انکے معنے سے جو انبیاء سے مخصوص ہیں بلکہ غیب الغیب سے انہی وحی والقا ہونا۔ یا بواسطہ جبرائیل میں انکی اصلی صورت میں یا بشکل انسان خدا کا کلام و پیام انکو پہنچنا (بلکہ ان معنے کو جو افلاطون و ارسطو و دیگر فلاسفہ و فلاسفوں میں بانی جاتی ہیں۔ بلکہ اسوقت کے دانا ہندو و دیگر یون میں بوجہ حسن تحقیق اور خود بدولت سب سے بڑھ کر اسکے خل ہو سکتے ہیں اور آپ کے مقابل آپ کو اس معنے کرنی کہتے ہیں بلکہ ان کا قانون قدرت میں عقل کو لگانا پس جو مناسب حالات نیچر عقل میں آوے سولہ گون کو بتانا۔ تفصیل اول ان اصلی معنے نبوت کی بحث نبوت میں ہوئی اور جن معنے کر آپ اور آپ کے اہل فتنے نبوت کے مان رکھا ہے اسکے تفصیل نمبر ۱۷ میں لکھی ہے اور نمبر ۱۸ میں لکھی ہے ۲۸ ہو چکے ہیں۔

وجہ دوم یہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری و شرط نجات نہیں جانتے بلکہ محض استجابی و استجابی امر خیال کرتے ہیں جس کا حکم یہ ہے من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج یعنی جس نے کیا اچھا کیا جسے نکلا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا۔ گویا آپ کے تحقیق و اعتقاد میں نبی کا ماننا ایسا استجابی امر ہے جیسے مسلمانوں کے نزدیک ڈھیلے سے استنجہ کر نیکے بعد بانی سے استنجہ کرنا یا وغیرہ بعض تین تین بار دھونا ایسا واجب ضروری نہیں ہے جیسے خدا کا ماننا ہے۔

پہلے تو آپ نے اس ضرورت سے حکمائے فلاسفہ کی کوشش فرمایا تھا چنانچہ اشاعت السنۃ نمبر ۱۷ میں بعض نمبر ۱۷ وغیرہ ذکر ہو چکے ہیں اب اس فیض کو عام کر دیتے ہیں اور کس کو راجح سے محال و کوثر سے کوثر کیونکہ انہوں اس ضرورت سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور صاف حکم دیدہ بجا ہے اور

۴ اس معنی کر آپ کو ایک غلط فہمی آپ کی کارروائی کو نبی کہا ہے چنانچہ اصل کلام علیہ السلام کوثر ۱۷ میں لکھی ہے اور



شخص (یعنی خواہ کوئی ہو چیکر خواہ جاہل - احمق ہو خواہ مائل چنانچہ تعظیم لفظ اس پر ناطق ہے) جو نہ کسی نبی کو ماننا ہو - نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو اور صرف خدا کو بے یقین کہتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی ہے۔

اور اصل دوم کا یہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا و خدا کے ماننے اور اپنے پہاڑ پر چکر توحید کا اظہار کرے وہ کافر ہے۔

آپ کا ضرورت تسلیم نبوت کو اور ہانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۱۹۷۷ء کے نمبر ۱۷ - اور تہذیب ماہ و قیامت ۱۹۷۷ء میں ہے اور حسب انتشار اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا نمبر ۱۷ اشاعت السنہ میں بیان ہو چکا ہے۔

وجہ سیوم یہ کہ بطور احتجاج یہی آپ نبی کو ہر بات میں نبی لائق اتباع نہیں جانتے بلکہ بطریق توہمیں بعض و کفر بعض اگر ایک بات میں نبی کو ملتے ہیں تو ہزار بات میں نہیں ملتے۔

ہزار تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش میں) جیسے کہا یا پینا پینا لینا و تیاخریہ یا بیچنا وغیرہ اور معاملات و معاشرت) یکتعم نہیں ملتے اور ان باتوں میں اپنے متین نبی سے زیادہ دانا سمجھتے ہیں۔

اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد میں (عبادات ہوں خواہ اعتقادات) انرا نیکو ہی نقطہ اس کو ملتے ہیں جس کو موافق عقل جانتے ہیں اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہیں پاتے اس کو مشا رد کر دیتے ہیں یا بتاویل و تحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہیں اس طرح ہر کہ عقل کو مقبوع ٹھراتے ہیں اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہیں۔

جمہ و جماعت و جم و زکوہ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور جو جن سلطان و ملائکہ و دونوں کے طوائف و زبیر و حور و مقصور و حشر و نشر و حساب و کتاب کی تفصیل سے انکار اسے تحقیق کا ثمرہ ہے۔

اور اصل دوم کا یہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مابین اور طوق اطاعت نبی گردن میں ڈال لین۔

آپ کا یہ انکار شہرہ و بار و احصار ہے بلکہ تہذیب والا نثراد و تفسیر طبعی زاو کا اسے پر ماس ہے اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار شاعری اسے نمبر ۴ و ۵ و ۱۰ میں نقل ہو چکے ہیں۔ اور حسب انتشار اصل دوم نبی کا اودان جملہ امور میں واجب الاتباع ہونا نام قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کی تفصیل شرح ہے جو چار ی بحث اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت میں ہو رہی ہے۔

جب ان دونوں اصل اصول اسلام سے آپ کا یہ خلاف ہو۔ تو آپ کی مخالف اسلام ہونی نہیں اس کو جملے اختلاف ہے۔ اس خلاف کے ساتھ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے۔ بلکہ ضرر کے لحاظ یہ اقرار انکار سے بڑھ کر بدتر۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہیں پہنچتا جو ان حضرات مقررین سے پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ تفصیل اس کی ضمنی طور پر غلطی و فحش و عقوق آتی ہے بناءً علیہ ان کے خیالات و مقالات مخالف اسلام کا مقابلہ میں احیاء حمایت اسلام ہے۔ اور ان کے الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام۔

اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین نے انہوں کے خطاب و جواب سے علم اٹھا کر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹھہرا لیا ہے۔ پھر اس میں ہی اودان مباحث کو مقدم کیا ہے جنہیں ان کے اصول مخالف اسلام کی پہنچ کنی منصوبہ ہے۔ (یعنی اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت۔)

ایسا ہے اور اعیان و اکابر دین و دوسا مسلمین کو لازم ہے کہ اس وقت جوش مذہبی کو کلام میں لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دیا وین جو کچھ کسی سے ان کے مقابلہ میں تحریر آیا تو بڑا گن پر ہے اس سے ورنہ روانہ کریں۔

میں اپنے ہم عصر اخبارات میں جو صدی کے تھام ڈیٹر کا دسے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی ہمت و دانہ پرستائش کرتا ہوں جنہوں سے ان حضرات کو دین ایسا ناو اخبار بلا استقلال جاری کیا

اور کس ناکس مخالف و موافق کو اپنے شیریں مقالی مذاک خیالی پرفیضہ کر لیا ہے۔ یہ دوسرے وجہ اخبار جبریدہ روزگار مدراس۔ اور نصرت الاخبار دہلی کے ایڈیٹر کی یہی مثالیں کرتا ہوں جو کہی کہی اپنے اخباروں میں ان حضرات کو مفاسد خیالات پر لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں اور حمایت اسلام کی داد دیتے ہیں۔ خدا کرے ایسے حمایت اور روسا و علماء دہلی۔ مراد آباد۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ غلط آباد۔ بہوپال۔ وغیرہ بلاد کے دلونین بھی پیدا ہوا اور ان مواضع سے ہی مستقل اخبار و رسائل اس فرقہ کی رونمائی ہوں۔ آمین ثم آمین۔

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہ ہے کہ اگرچہ نیچر پر کے مخالفہ تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی ان لوگوں نے سمجھا کہی ہے، لیکن اس مخالفت کو ضرر کا علاج وہ نہیں ہے جو انہوں نے تجویز کیا ہے یعنی کافر کہ کفر خاموش ہو رہنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا۔ اور نہ جواب دینا۔ صاحبو۔ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ ایسے مجتنب رہیں اور انکی تحریروں و تقریروں کو پڑھ سنا کر اسی میں نہ پڑیں خصوصاً ایسی حالتیں کہ وہ تحریرات آیات و احادیث پر (گو مٹنے انکے کچھ ہوں اور یہ لوگ بناویل و تحریف اپنے دے کے موافق اور کرتے ہوں) مشتمل ہوتے ہیں۔ اور اس فرقہ کے اعیان ہلکا بیروج دنیاوی میں کمال رکھتے ہیں۔

اول آیات و احادیث کو دیکھتے نہ کہیں ناکس ان تحریرات کو دیکھتا ہے اور انکے دام مغالطات میں نہیں جاتا ہے اور بہت لوگ بطرح دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تمہارے فتویٰ طاق پر دھرسے رہ جاتے ہیں۔ مجمع دنیا و بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولوں میں انجیلیوں پڑھتے ہیں آخر رفتہ رفتہ کرسچن ہو جاتے ہیں۔ تہذیب الاخلاق کے پڑھنے اور اس مذہب میں داخل ہونے سے تو سوائے بیتا لینے و کرسچن ہو جانے کے یہی کچھ ہو جانا ممکن ہے۔ اس صورت میں انکے خیالات و مقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے۔ اور مجبوراً فتویٰ تکفیر اس مذاہب کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور اس فریق کا یہ خیال کہ جیسے اور فرقے یہود۔ نصاریٰ وغیرہ اسلام کے مخالفین دیکھے یہ بھی ہیں اسلئے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا

دوسری غلطی ہے۔ ان لوگوں کی مخالفت یہود و نصاریٰ کی مخالفت و ضرر کو لکھنا سے بڑھ کر ہے۔

یہود و نصاریٰ کی مذہبی بات علوم مسلمان کہتے ہیں اور مجرب و اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہو یا نصرانی اسکو دہمین کہتے ہیں بخلاف ان حضرات کو جو مسلمان کہلاتے ہیں اور قرآن و حدیث تاویل و تخریف سے اپنے خیالات کی تائید میں پیش کرتے ہیں انکی دعوت و منادی کو یہ کوہی سنتا ہے۔ پہر جب کو اصلی معانی آیات احادیث پر اطلاع نہیں ہوتی وہ زمین نہیں جانتا ہر خصوصاً بتعلیم و حدین جو تعلیم کہ ترک شیعہ ہیں اور قرآن و حدیث کا علم نہیں رکھتے۔ انکو تصدق کا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اثر اتنا دکھ سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس فرتیق کا یہ خیال کہ اگر خیالات نچیرے شاعت استہ میں درج نہوتے تو خود بخود مضمل ہو جاتے تیسری غلطی ہے۔

۱۔ نادانہ واقعات و دنیا پر مبنی ہے۔ استاعت استہ میں ان مضامین کا اندراج بیع الاول ۱۳۸۷ھ سے ہوا ہے۔ اور تہذیب الاخلاق ۱۳۸۷ھ چھری سے شائع و شہرہ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم و شاعت اس سے ہی پہلے ہے جسے از قبل سید احمد خاں صاحب بدو کے اعتقاد قدیم میں فرق آگیا ہے۔

۲۔ ایک اعتقاد قدیم کو کوکھنا چاہے تو رسالہ راہ سنت و رد و بدعت تصنیف جناب کامطالعہ کرے اور اس سے اسبات کا کہ پہلے آپ کیا تھے اور اب کیا بن گئے ہیں اندازہ کر لے اس فرتیق کا یہ قول کہ قول باطل کی توجہ نہ کرے اسکا اضمحلال و افعال تصور ہو ویک صحیح ہے لیکن ہر وقت تک اور اسی حالت میں کہ اس قول کا منشا ملے نہوا ہو۔ اور جب اسکی شہرت ہو جاوے تو پھر اسکا اضمحلال بدون مدح و رد و ابدال ناممکن ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کا قول ہی اسی حالت عدم اشتہار پر مجمول ہے چنانچہ امام غزالی نے رسالہ منقذین الضلال میں فرمایا کہ

وما کرهه احمد بن حنبل من فتنی شہتہ لم تنتشر ولم  
تستمر فاذا انتشرت فالجواب عنہا واجب

کہ امام احمد بن حنبل نے جو احداث صحابی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد میں مکروہ سمجھا ہے تو وہ اس بہ معتزلہ کی نسبت

جو منتشر نہوا ہو۔ اور جو شہم منتشر ہو جاوے اسکا جواب دینا واجب ہے۔ بالجملہ اس بیان سے دونوں فرتیق غلطی کا اظہار ہوا۔ اور بہات کا کافی ثبوت گذرا کہ نچیرے پوری اسلام کے مخالف ہیں۔ اور انکے الزام کی سخت ضرورت ہے اس کو ایک یہ نتیجہ ہی پیدا ہوا۔ کہ جن مضامین کو اب شاعت استہ میں بحث ہو رہی ہے ہر عمرانی انبات نہوت و فہم بہ معاشرت۔ ان مضامین کو بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہ بحث مسائل فرعیہ رفیعہ میں

دائیں بالجمہر سے مقدم داولیٰ تھے۔ پس بدست کویناس نتیجہ کے میں ناظرین و خیرداران اسحاق الدین سے جو بابت  
 اولہ کا ملکہ کو بہت شائق ہیں قدری مہلت چاہتا ہوں اور بہات کا خاکسکار ہوں کہ تا اختتام بحث ثبات  
 نبوت یا بحث مذہب معاشرت انتظار و صطبار فرمایاؤں۔ اور اپنے طبائکم کو جو ذوقی و عجز و کفر نظر رکھ کر جو کچھ  
 ہیں بہ بحث اصول اہمہ کہ مطالعہ کی طرف متوجہ کریں۔ اور بہات کو ہی خیال میں لاؤں کہ اہل حدیث موصوفین  
 سنت سید المرسلینؐ سے بہ نسبت عدل پر ہیں جو مذہب نبیؐ پر یہ و مقلدین میں حد واسطہ بزرگ ہے۔ اور کچھ خیر الامور  
 واسطہ اہل صفت خیریت متصف ہیں۔ لکن کلمہ آیت رسہ و اشارت کہ مذہب راستہ اخراجت للناس و دونوں جانب فلاح  
 و تفریط کی خبر گیری اسکا فرض ہے۔ کیانتے کہ تقلیدین اختیار تقلید میں الیہ تفریط میں ہیں کہ وہ احوال فقہ  
 کی سائنس قرآن و حدیث کی ہی نہیں تھے اور یہ سوچے بن بچے ہر کسی بات ان لیتے ہیں۔ اور نبیؐ سے انکار تقلید  
 میں اسی افراط میں پڑ گئے ہیں کہ خدا و رسول کی ہی تقلید نہیں کرتے۔ اور جو بات خدا و رسول کی انکلی میں  
 نہیں آتی اسکی تسلیم سے سرع یا تاویلی انکار کر جاتے ہیں۔ پس اہل حدیث پر جو انکار و اختیار تقلید میں نہ وسط چا  
 رکھتے ہیں خدا و رسول کی تقلید کے افراطی ہیں۔ اور انکے سوا کسی اور دن کی تقلید سے انکار کیا اور دونوں  
 فریق کی فہمائش و اصلاح لازم ہے۔ پھر جو اجماع و مقدم ہوا اسکی رعایت لازم۔ اور چونکہ مقلدین کی تقلید کا  
 اسلام کا وہ ضرور نقصان نہیں ہے جو پیغمبرؐ کی افراط سے ضرر ہوا۔ پیغمبرؐ کی فہمائش تقلیدین کی فہمائش سے مقدم ہے

### مذہب دلائل مذہبی

مسئلہ مذہب عنوان میں ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جسکی اس پرچہ میں گنجائش نہیں باقی و تفصیلی بحث  
 ہم آئندہ پرچہ میں کرینگے ہم مقام میں اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہیں اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہیں۔  
 انڈیا سید احمد خان صاحب بہادر اور انکی حواریں لاف مذہبی کو پسند فرماتے ہیں۔ اور لاف مذہبوں کو بہت سرا  
 ئیں۔ اور مذہب اہل مذہب خصوصاً اہل اسلام کی بہت ممت و ملتے ہیں۔ اور انکی فعل و فعل و اعتقاد و معاملات  
 نور و مکروہ اعتبار ٹھرتے ہیں۔ سچا کچھ غالباً ہر تحریر و تقریر ان حضرات کو اسلام و اہل اسلام کی ممت و امانت پر  
 مشتمل ہوتی ہے اسباب میں ہمارے یہ خیال ہے کہ دنیا میں سچائی و بہادری کا نام ہے تو وہ مذہب اور لاف مذہب ہیں

تمام ہو۔ لافتمہ ہونے کا نواز و منس لوگوں کو سچائی و بہلانے سے کچھ کام نہیں ہے۔ اور اگر بظاہر کسی لافتمہ بہ  
 میں بہلانے و سچائی کا اثر دکھائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے۔ اور وہ شخص یا کار و کار ہے۔ گو  
 نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو۔ اور رور کے لوگوں کو اپنے خیالات سناتا ہو۔ اور خدا و  
 کی طرف اون کو بلاتا ہو۔ بہانے کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کریں جو جہین مخالفین ہم نہار کی گئے۔  
 و ما تو فیعی الا باللہ

حکام مذہبی میں دست اندازی  
 (الائق توحید گوشت و رسالہ سلام)

میل گان از اسل یہ احمد خاں صاحب بدی کار دانیوں کی نسبت سچ نکلا۔ اور جو مینی اشاعت استہ نمبر چم  
 صفحہ ۲۹ میں کہا تھا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کر دینا جو جناب ممدوح کی غرض یہ ہے کہ مذہب اہل اسلام کو بین  
 بن جاوے۔ اور یورپ و ہندوستان میں کیا طرز مذہب میں اور کیا طریق معاشرت میں ہر موی فوق نہی  
 سو ہو رہو ظاہر ہوا۔ جناب ممدوح نے اس غرض کو موافق کارروائی شروع کر دی ہے۔ جس پر پورے مجملہ حکام  
 معاشرت احکام رشتہ میں دست اندازی کی ہے۔ ان احکام کو میٹھا میل کر نیکو اپنے ایک قانون تجویز کیا ہے۔ جس کا خلا  
 یہ ہے کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب کو دار و نوین تقسیم ہونے پادین۔ بلکہ ایک بڑے بیٹے  
 متوفی کی زانیہ نصف میں ہوں۔ بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے بخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے  
 ایجاد کر لی گذار دیتے ہیں۔ ابھی تو آپ اس قانون کو رسا و علماء اسلام سے تسلیم کرتے ہیں۔ پھر اس کو کونسل گوشت  
 آف انڈیا میں پیش کر کے کونسل کی حکم بنانا چاہتے ہیں۔ چونکہ کونسل میں اس کا منظور ہونا اتفاق ارادے مسلمانوں  
 پر موقوف ہے اس لیے آپنے علی گڑھ کنز میں یہ شہر کر دیا ہے کہ۔ رسا و علماء نے اس تجویز سے اتفاق ایسا کر لیا  
 اور ہر کو بلا خطا خبر و رسائل میں معلوم ہوا۔ کہ بہت سے کار و رسا و علماء اس تجویز کو ناپس کرتے ہیں اس کو خلاف شرع  
 و تشیع جدید سمجھتے ہیں۔ اور جنہوں نے علمائین سے اس پر اتفاق کیا ہے وہ جناب ممدوح کو مذمت العلوم کو ماضی ہیں۔ یا اپنے  
 آپ کے لازم ہو چکے ہیں۔ یا آپ یا آپ کے ہم خیال اجاب سے اسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو رسا و اباب میں متفق ہوئے  
 انہیں اکثر تو آپ کے اجاب ہم خیال ہیں اور بعض حواجز مذہب سے مستقیم ہیں نہ اصل مسئلہ شرعی سے قطع نہیں جناب میں کہ  
 غرض اور اس کو اصول پر مطلع ہیں۔ ان کو رسا و علماء و افغان سائل بھی مطلع ان اعتراضات صمدی جناب میں کی

تجویر جو مخالفین۔ چنانچہ صورت بہار میں جو رد و فضلہ کا مجموعہ ہے بعض فضلاء نے اسباب میں ایک سالہ تالیف کیا ہے جو اکابر و سادہ علماء و شہر عظیم آباد و پٹنہ کی فرمائش ہے مطبع صہب صادق عظیم آباد میں جو پیکر شائع ہوا ہے۔ ہم اس بات کو کھاراکہ اکابر علماء و روسا کو انھیں کتاب سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور اپنی بیدار مغز و دراندیش گوئی و منت کو جو عدم دست اندازی و مستحکم امن و ہی کو سبب اعلیٰ درجہ کی نیکنام ہو اور جو زمین کی سیاستوں اس غلبی میں ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اعلیٰ درجہ کی اور امید کہ تجویر کو جیتنا تمام مسلمانوں کا اس فرائضی تسلیم پر اتفاق ہوگا یہ قانون الائق دست اندازی و منطوقی کو منت ہے کہ نہ ہوگا۔ یہ قانون کی نسبت ہم نظر تریب و نصیحت و ساری مسلمانوں کی اپنی اور بی بی فصل کو بھی جاننے کی اپنی توجہ

## ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات و ہدایات

(۱) جن صاحبوں نے اعلام ماہ نومبر کی طرف توجہ فرما کر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے ہر ہتھم تکمیل سے شکر گزار ہے۔ اور جو صاحب اس کی طرف توجہ نہیں ہوئے انکو با آخری پیام سناتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے یہ پیام سنکر بھی نہ رواجی دے کیا۔ تو ماہ آئندہ اس کتاب پر چین نہ ہوگا۔ یہ جیتنا باقیات سابقہ سے علاوہ آئندہ ہمیشہ سال تمام کی پیشگی ادائے کیا کریں گے۔ کہی انکو یہ چین نہ ملیگا۔ تجویر تو یہی ہے کہ ان کو ہنگام کی فہرست چھاپی جاتی۔ مگر میں کہلی کہلی سکایت بانی جاتی تھی جو پند نہیں آتی۔

(۲) جلد دوم اشاعت السنۃ خلائی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ ناظرین اس جلد کو مجلہ البین۔ اور اس فہرست کو اس کی آخر میں لکھا دیں۔

(۳) ارسال از قیمت اشاعت السنۃ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی بانگٹ موقوف کرنا چاہیے۔ اور بجائے اسکے ڈاکخانہ میں نقد روپیہ داخل کر کے ڈاکخانہ سے سنی آرڈر بھیجنا چاہیے۔ طریق داخل کرنے روپیہ کی ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی۔ بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چھپی ہوئی درخواست (جس پر حلیہ راتبانہ خال ارسال زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کر لگی۔ اون ہدایات کو موافق عمل درآہ کریں۔ اور دوسرے روپیہ تک ۲۰ روپے ویکر خط لکھنے اور جبرٹری کر لیسے خلاصی پائیں۔ جو صاحب و دین روپیہ سے کم بھیجا جائے وہ اور جس جمیل سے چاہیں اپنے ذمہ داری سے ارسال کریں۔

اس میں شائع ہوئی۔

دعایا ابوالحسن کے نام سے شائع ہوئی۔ اور کافور علی کے نام سے اشاعت ہوئی۔ اور کافور علی کے نام سے اشاعت ہوئی۔ اور کافور علی کے نام سے اشاعت ہوئی۔

(۴) مئی آرڈر ڈاکخانہ میں ہر ایام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل سچینی)

## حصہ اول

## بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہاں وہ لوگ اُترے تو انکو ایک ایسی جاندار چیز نظر آئی جسکا کثرت بالو کو سب آگاہیچھا نظر آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اسنے کہا جاسا (خیر تلاش کرنیوالا) ہون یہ بولے کیسا جاسا۔ کہا اس صومعہ میں چلو۔ وہاں ایک شخص تمہارا متناق ہے۔ جب اسنوں شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ یہ حجب وہاں پہنچو تو ایک بڑا قوی برضیہ طائفہ لوسے سے جگڑا ہوا نظر آیا۔ اسنے اُنکو بہت سی باتیں پوچھیں اور انہونے بتائیں آخر اسنے کہا کہ میں وبال ہوں۔ قریب ہو کہ مجھے نکلنے کا اذن ہوگا۔ میں کوئی ایسی چیز دیکھا کہ اس سے پہر نہ جانوں کجیز مکہ و مدینہ کو کہ انپر قدرت نہاؤنگا۔

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ممبر و چڑہ کرکے نہایا۔ اور یہہ فرمایا کہ یہہ میری اوس بات کو داف ہے جو میں نمکو و جال کی باب میں کہا کرتا۔

انکل خبر و جال سہی کتب حدیث میں مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں ہے۔ اس قسم کی حدیثیں بخیرین میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں۔ اور لوگوں کو مشاہدہ و امتحان میں آئی ہیں۔ انکی تفصیل باب کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور محفل فکر ایک چھوٹی سی کتاب شفاء فی حق المصطفیٰ میں ہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق ان کتابوں کا ملاحظہ کیے۔

ابن اخباری بعضی جیسے نمبر ۱۳- و ۱۴) ایسی خبریں ہیں انکی تصدیق ہر کسی کو نہ ممکن ہے اور انکا تسلیم کرنا ہر کسی پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اول کتابوں کا (جنہن وہ خبریں مذکور ہیں) معتقد ہو خواہ منکر۔ اسلئے کہ وہ خبریں اول کتابوں میں قبل از وقوع لکھی گئی ہیں۔ یہہ موافق تخریروں میں آئیں اور مخالف و موافق مشاہدہ کر لیں۔ انکا تسلیم کرنا نبوت کو تصدیق یا اول کتاب کی تسلیم پر موقوف نہیں بلکہ نبوت کی تصدیق اور اول کتب کی تسلیم اول خبروں کے بجائے خود راست ہونے کو لازم ہے۔ ہر مقام میں ان خبروں سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق صفحہ ۱۹ نیز سب کتب طوائف و بیچکا



اور بعضی خبریں (جیسے نمبر ۱۶ وغیرہ) انہیں اچھا لگے ہیں جنکی تصدیق و تسلیم تصدیق نبوت و تسلیم حجت  
ان کتب پر موقوف ہو۔ ان خبروں کا ذکر کرنا ان لوگوں کو مقابلہ میں نہیں ہے جو نبوت محمدیہ کے  
منکر ہیں۔ اور ان کتب کی نقل و روایت کو جو ہٹا جاتے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو مسلمان  
ہو کر کفر پھری ہو گئے ہیں یا پھر پھری ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مع ذلک اہل کتاب و حدیث کی تسلیم صحت کا دم  
مارتے ہیں۔ یہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ و تسلیم اصول اسلامیہ (یعنی کتاب اللہ و احادیث نبویہ)  
حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے) نہیں ملتے۔ اپنی تجویز سے نبوت کو قطعاً فالتو  
قدست میں غور و فکر کرنے کا نتیجہ فرار دیتے ہیں اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الخیاب کو کس بات کا منکشف ہو جانا بالکل  
محال جانتے ہیں۔ چنانچہ خیالات و مقالات اور ان لوگوں کے ہم بار ہا پچھلے پرچوں میں مضامین و  
میں بعض نمبر ۲۵۹۔ اور نمبر ۱۷ میں بعض نمبر ۲۵۹ نقل کر چکے ہیں۔ ان لوگوں کے سوچ جانے اور سمجھانے کو وہ  
خبریں ذکر کی گئی ہیں جسے بلا واسطہ غور و فکر غیب الخیاب سے اٹھا کر ہٹا دیا۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے  
ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہو گیا ہے۔ اور ان کتب میں جب کو وہ مانتے ہیں اور اسے اپنے مطلب کی  
حاجت نہیں (جیسے انہیں علم یا موردینا کم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة وان زلنہ وان سرق وغیرہ) اضافہ  
کرتے ہیں۔ انکی تصدیق و نقل موجود ہے۔ اور اس بحث اثبات نبوت میں جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا  
مقصود ہے۔ اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلوب و لیساہی معنی نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا  
مقصود ہے۔ اور ان حضرات نیم منکرین کا مقابلہ ہی مطلوب ہے۔

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول و اخبار قسم دوم و اخبار قسم سوم  
میں خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہیں غور و توجہ سے ملاحظہ فرما دیں۔ اور بعد غور و انصاف کو کہیں  
کہ جو باتیں آنحضرت یا پہلے مقدس لوگوں نے قبل مروج بتائیں اور موافق انکے بیان کے وقوع میں  
آئیں یہ عقل سے کیونکہ معلوم ہو سکتے ہیں اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچر یا قانون قیاسیہ و خبروں  
کے بتوں اور آسمان کے ستاروں اور زمین کی کناروں سے عبارت ہے) کی کوئی حصہ یا بعض  
لکھی ہوئی ہیں۔ یہ نہ بتا سکیں تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث و کتب قدیمہ سے ثابت ہوئی)

(ہے) مان لین۔ اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل سادس کا نتیجہ ہے  
تسلیم کر لین \*

یہہ تفصیل چ صفحہ ۲۸۷ سے یہاں تک قلم میں آئی وجود متشیل دوئم پر بمنزلہ الہی استدلال ہے جس میں  
اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسی کسی کو بخار میں مبتلا دیکھیں سو استدلال کیا جاتا ہے

کہ اسکے بدن میں غلاط متعفنہ اور بخار کا سبب ہے  
(ہیں) موجود ہیں۔ اس طرح ہنہ بعض مقدس

فیقال هذا متعفن الاغلاط - لانه محموم - وكل  
متعفن الاغلاط محموم - فكذا متعفن الاغلاط

ان اذن کی بتائی ہوئی غیبی خبروں کو واقعی پاکر انکو موثر و سببے وجود (یعنی ملکہ و قوت علم غیب) پر  
استدلال کیا ہے۔ یہہ دلیل الی غوام فہم ہوتی ہے۔ گو اس میں وجہ و کیفیت صدور اثر از موثر سادہ و سہل ہے  
اسباب میں بطور دلیل لیتی یہی استدلال ممکن ہے۔ جس میں موثر اور سبب کو وجود سے انکار و سبب کے

وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی کسی  
شخص میں تعفن اخلاط کا مشاہدہ کرے۔ اور

قیقال هذا محموم - فانه متعفن الاغلاط  
وكل متعفن الاغلاط محموم فكذا محموم

اس کو بخار میں مبتلا ہو جانے کا حکم لگا دو۔ اس طرح ہم نوع انسان میں اس قوت کا جو علم غیب کا سبب  
و موثر ہے مشاہدہ کر کے اسکو الہی چیزوں کا جان لینا جو محسوس عقل و خارج ہوں ثابت کر سکتے ہیں۔  
گو اسکے کے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نہ کریں \*

اس دلیل کا تفصیلی بیان کروں تو بحث طویل ہوتی ہے مع ذاک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی  
توقع نہیں لاجرم مجل بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور قدر ضروری معرض بیان میں لاتا ہوں۔

مختصر یہ ہے کہ علم (اشیاء خارجہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قدیم عالم کی صفت  
ہے۔ اور اسکا استقلال ذاتی اور تجربہ اسکا آثار ہے۔ اس ذات کو سوائی جہاں کہیں اس صفت کا  
وجود پایا جاتا ہے (معجزات و عقول ہوں) جکے فلاسفہ معتقد ہیں یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جسے مسلمان

میں یون نصیح العالمیہ کون اشیر قائم بالذات لا بالھل بعد تجربہ ذاتہ لا بعمل عاملین المادہ و عند اشیاء المنفصلۃ عن الجہان  
الطمانیۃ اعنی العدم و لقوۃ المانعۃ عن الظہور و لتعقل - (قاضی مبارک)

اعتقاد رکھتے ہیں) وہ ان اسی قدیم حقیقی عالم کا فیضان ہو تا ہے اور انکو آئینہ ذات پر اسی کو عکس پڑتا ہے یہاں ہی مدار اس علم متجاوز و متما کا وہی تجرود استقلال ہے جو اسی قدیم کی استقلال تجرود سے فائض ہو تا ہے۔ اور اسکا اثر یا نائل کہلاتا ہے۔ اور چونکہ یہ استقلال ممتزج و روح کی صفت ہے نہ جسم کی۔ کیونکہ وہ تجرود سے عاری ہے اس لئے وہ علم جو قدیم حقیقی عالم سے فائض ہو تا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات جسمانیہ کی جو تجرود سے عاری ہیں۔ اور غواشی ظلمت میں جو مادہ کو لازم ہے کہ منہک +

اور جو روح انسانی کو جسم النکہ کانک وغیرہ حواس کا تحصیل علم میں محتاج دیکھتے ہیں اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ علم دراصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہو جانا اسکا سبب ہے۔ جسے روح کو ان حواس محتاج کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اس تعلق جسم تجرود ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ ان حواس کے محتاج نہیں ہیں۔ اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہیں رہتا تو وہ ہی حواس کا تعلق نہیں رہتی +

سوال اور تعلق روح کا جسم کس قسم کا چرچسکن وہ باوجود استقلال ذاتی حواس کی محتاج ہو جاتا ہے۔  
جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہی جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہو تا ہے جو باوجود استقلال و استغناء بادشاہ کے اپنے ذاتی امور میں اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کر دیتا ہے اور فقیر جبکہ ملک کا کام نہیں اس سے بے پرواہ ہو تا ہے +

سوال یہ تو عایانہ مشہور ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہیں ہونا اسباب میں پوری تفصیل بتاؤ۔ اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتاؤں جب روح کی پوری حقیقت بیان کریں اور اسکا بیان کرنے کا کچھ پہل نہیں اور اسکا سمجھنا بھی ہر کس کو کا کام نہیں یہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن میں اشارہ وارد ہے و ما اوتینکم من العلم الا نکیلا۔ پس اگر اسباب میں کچھ کہنے کہا ہے یا کہا جاسکتا ہے تو وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ وہی بیان علمی طور سے مدفعت ذیل ہو سکتا ہے۔

وقفہ (۱) روح ایک جو ہر مستقل و قائم بالذات ہے نہ عرض (جبکہ ذیام کسے محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسم قیام رہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم تخی قابل اقسام نہیں ہے۔

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اس کے متصل نہ اس سے منفصل نہ اس کے نیچے نہ اس کے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اس لئے کہ یہ سب اجسام کے صفات ہیں اور جب وہ جسم نہیں تو ان صفاتوں کا بھی محل نہیں۔

(۴) بلکہ اس کو جسم انسانی اور خاص کر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیعتی مطلق مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے۔ ایک تعلق خاص ہے جس کو ہنسنے تعلق بدستور تعبیر کیا ہے۔

اس تعلق کی حقیقت تو یہی ہے جو اس کے جسم سے جیسی روح کی۔ پر اس کا لامعہ اور اندر یہ ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب جسم کی تربیت و اصلاح کرتی ہے۔ اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکھتا ہے اس میں روح اس کا وسیلہ ہے۔ اس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روشنی (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی سے چیز بہ پہنچاتا ہے۔ یہ تعلق اس کو اور روح حیوانی سے ہوتا ہے پر اس کے واسطے سے جسم سے۔ اس تعلق کے سبب اس کو جسم حیوانات سے کام پڑتا ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا تابع یا وکیل بنایا جاوے تو اس کو اس قوم کے حال و حال جاننے اور کچھ کام پڑتا ہے۔ اس تعلق کے ساتھ ہی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہیں آتا۔

(۵) روح کی استقلال ذاتی کے یہ معنی نہیں کہ اس کو اپنی ذات باذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہیں۔ وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس لئے کہ استقلال مین کہاں تصور ہے۔ وہ پہلے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے پھر اپنے علوم و کمالات مین اس خالق کے اور اسباب کی اور خالق نے اس کی کمال کے ذریعے بنائے ہیں (محتاج ہے۔ بلکہ معنی اس کو یہ ہیں کہ وہ اپنے تحقق و تحصیل مین کسی محل مین قیام و انضمام و حلول کے محتاج نہیں۔ جیسے عرض اپنی تحقیق مین محلول محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے کہ استقلال کو اس تعلق و احتیاج سے منافات نہیں ہے۔

(۶) اس کی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے و بنا علیہ امام غزالی نے اپنی کتب مین اس کو عالم خلق سے خارج کر کے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا نے اس کو بنا کر

وہ اپنے آپ ہو گئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے۔ بلکہ مرد اس سے یہ ہے کہ وہ جسم نہیں ہے جو مقدار و انداز میں  
 آسکتا ہے۔ چنانچہ امام غزالی نے رسالہ **المضمنون** پر علی غیر الہ میں اس امر کو تصریح بیان کیا ہے جس  
 قابل فیض الی اسنے قل الروح من امر ربی و ما عنہ عالم الامر و عالم الخلق فتکمل کل الباق علیہ ماسا حہ و تقدیر فیہ عالم  
 الاجسام و عوارضہا و لقل لہ من عالم الخلق و الخلق بہا یخضع للتقدیر لا یسخرہ الا بجا و الا عدل و یقال خلق اشو  
 اسی قدرہ قال الشافعی۔ و بعض القوم یخلق ثم یفری؛ اسی یقدر الادیم ثم یفطم۔ و بالاکسیدہ و لا تقدیر فیقال لہ  
 امر ربانی و ذلک لہ ضمانة الہی و کرنا ہا و کل ما ہوسن ہذا الجنس من ارواح امثله و ارواح الملائکۃ یقال لہ من عالم الامر  
 فعالم الامر عبادة عن الموجودات الخارجیہ عن الحسن و الجمال و الجہتہ و المکان و التخیل و ہی مالا تدخل تحت لہ  
 و التقدیر لا متعارف الکہنیۃ عنہ فقیل لہی مذا یوحی عن الروح لیس مخلوقا فهو قدیم قلت قد توہم لک جماعة و جہل  
 بل نقول ان الروح غیر مخلوق علی انہ غیر مقرر بکینیۃ فانہ لا ینقسم ولا یتجزئ ولا تجزئ و لا کہنہ مخلوق بمعنی انہ  
 حادث و لیس بقدم و برہان عنہ نہ طویل و مقدمانہ کثیرہ۔ الی آخر مقال و بہین خلاصۃ المقال۔

(۷) اسکی نسبت جو قرآن میں دفعت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ روح خدا کا جزو ہے  
 اور اسکا آدم میں ہو گنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کے چیز میں ہو گنا ہے۔ بلکہ روحی ہے جو بہرہ  
 ہے کہ سنجہ مخلوقات الہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم میں مشابہت ہے جو اور مخلوقات  
 جسمانیہ کو نہیں ہے۔ اسلئے خدا نے روم کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرما دیا جیسے  
 اپنے خاص بند و مکر و کجیاب عبدی (میرا بندہ) یا فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہو نیکی نسبت ہر کسی کو حاصل  
 ہے۔ اور نفخت برن راوس میں سے ہو گئے اسے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

۱۰۰ ہذا فیضاۃ مقسرة نے دفعہ ۷ - ۱۱ مشابہت اور پیر سے مماثلت اور ہے۔ وہ چند

کے چیز کو خدا سے مماثلت نہیں ہے۔ چنانچہ آیہ لیس کلمۃ شوا کا مطلق ہے۔ پر مشابہت بہت چیزوں کو

خدا سے حاصل ہے۔ مماثلتہ جمیع صفات و کمالات میں مشابہت کا نام ہے اور مشابہت فی الجملة مناسبت بعض

صفات کو کوئی حقیقت و ہلیت میں تفاوت ہو ثابت ہو سکتی ہے۔ مشابہت چیز عربی میں مثل الفجر کیم کہلائی

اور خدا انسانی اپنے کو مشابہت سے مشابہت کر گئی ہے۔ فقال مثل نو و کلمۃ فیہا مصلح الایہ حاشیہ

یہ فیض ہی ایسا فیض نہیں جیسے کوئی کیسے دوسری نیاں اشرفیاء دالتیا ہے۔ یا ایک برتن سے دوسرے میں پانی اولاً دیتا ہے بلکہ یہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پختہ ہوا اور اس پر آفتاب انصاف نورانی علی الارض (یعنی اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے۔ بعض لوگ اس شعاع کے فیضان کی حقیقت یہ سمجھتے ہیں کہ شعاع جرم آفتاب سے جدا ہو کر زمین پر گر گئی ہے مگر یہ بھی غلطی ہے۔ حقیقت میں شعاع آفتاب سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اسکے سبب سے ویسے ہی شعاع اکثر بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہو جاتی ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی خارجی صورت کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس خارجی صورت سے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی اسے سم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کو سبب روح الہی سے تعبیر ہو گیا ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے نکل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا بھی بیجا نہیں ہے۔ اسکے سبب جسم انسان میں روح کا خاصہ بھضہ علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہ تو جسم پر رہا ہی خاک ہے +

(۸) روح باوجود ان صفات و کمالات کو عین خدا یا خدا کی مثل نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سے موجود ہونے اور اپنے ماسوا کے موجود ہونے سے عبارت ہے) میں اسکے مشارک و مانک نہیں۔ یہ صفات خداوند عالم میں پائی جاتی ہیں اور روح میں مفقود ہیں +

اب میں قلم کو اس بیان سے روکتا ہوں اس لیے کہ اس مقام میں در فہام غوام کو اس سے اجنبی

آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (و لغت فیہ من روحی) کو فقط فیضان میں تشبیہ و او جس چیز کے فیضان کا دونوں قولوں میں ذکر ہے ہمیں دونوں جگہ فرق ہو جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے قول میں ذکر ہے (یعنی نور آفتاب) وہ آفتاب جدا نہیں ہے) اسکے ذات سے قائم ہے اور جس چیز کے فیضان کا قول الہی میں ذکر ہے (یعنی روح) وہ خدا سے جدا اسکے ایک مخلوق ہو جسکو ایک خصوصیت کو سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ حاشیہ

دیکھتا ہوں۔ اور جقدر میں نے بیان کیا ہے اس سے گونج اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا نو کچھ بہتر نہ لگا پیر۔ اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہو گیا۔ اور یہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہو گئی ہے۔

یہ جس روح کو اس تعلق کے ساتھ ہی تجرود حاصل ہو جاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرود کے علم اشیا حاصل ہو جاتا ہے اسے طاقت کو پہنچنے عنوان مقدمہ سادہ میں بصرفہ ۲۵۔ انسان کی ملکی طاقت کو تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس مجاہدہ طاقت کو جہن روح علوم میں حواس کی محتاج ہو جاتی ہے عنوان مقدمہ خاصہ میں اخیر ۲۶۔ انسانی قوت کو تعبیر کیا ہے۔

یہ تجرود روح اس تجرود میں درجہ کمال کو (جسکی حد تفاوت و مشککا سر ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس و غیرہ لوازم جسمانیہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم الہی کا محل انعکاس ہو سکتی ہے۔ اور جو اس تجرود میں قاصر اور نامکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمت حواس کچھ کمزورین سکتی نقطہ قفل و سکون حواس میں اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب میں محل انعکاس علم الہی ہو سکتی ہے۔

بھی خوابوں کے باب میں ہی استدلال نہیں ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۲۸۲ صفحہ ۲۸۲ میں پہنچے کیا ہے نام عزالی نے اس باب میں عجیب تفسیر کی ہے ہمارے لیکاری مؤید و مصدق ہے۔ آپ رسالہ مضمون بر علی بہرین فرماتے ہیں۔ امر بنجر (منجاء) اور عشرہ و مندرجہ خاتمہ رسالہ) سچے خوابوں کے سبب کو بیان میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب خواب میں حواس (انکبہ کاں ناگہ وغیرہ) بیکار ہو جاتے ہیں تو روح (جو حواس کی بتائی باتوں کے فائزین لگی رہتی ہے) کچھ فریخت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنہیں موجودات عالم لغوی موجود ہیں) اور انکو شرح میں روحیہ تعبیر کرتے ہیں

اساس میں سبب الیہ فی انصالہ۔ و اذ ارکرت  
الحواس تعبت الغض فاخذه عن شغل الحواس  
و انما لازل مشغولہ بالتفکر فما تفرغ الحواس  
عالمہا فاذا وجدت وجهہ للفراغ و ارتفع عنہا

## حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تقدیری امر سبب تھا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروریت اوٹھ چکی ہے اسکو ترک نہ کیا۔ اور اس بات پر ہی مجھے آگاہ کریں کہ انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو غم خشی اٹیکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر فاروقؓ کو ترک نہ کرنا صاف ثابت ہوتا کس غرض سے ویدہ و دانتہ حذف کر دیا۔

اسی قسم ایک اور بات جو آپ نے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ رمل کو سنت حائنا غلطی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ انحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہیں سمجھتے تھے۔ جس سے مقصود یہاں یہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے۔ دین میں داخل نہیں۔ اس میں غلطی یہ ہے کہ کہنے دین رست کو ایک سبب ہے۔ اور ابن عباسؓ کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین دین نہ ہونا خیال کر لیا۔ اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے۔ جہاں امر مذہبی ہے مستحب غیر مذہبی بھی شامل ہے۔ اور سنت خاص وہ فعل ہے جہاں تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نوویؒ نے شرح مسلم

میں لکھا ہے۔ فقہاء ہی ہے کہ یہ امر لازمی و تاکید ہی اور امر مقصود لذاتہ نہیں ہے کہ یہاں لوگوں کو اس کے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا اسے مطالبہ ہو۔ اسی تاکید و طلب ہی تو اسے سال ہی جہاں تاکید کے خیال کی تفسیل منقولہ تھی۔ امام نوویؒ کہتے ہیں۔ یہ بات کہ وہ

قولہ کہ لہذا فی قولہم انہ سنۃ مقصودہ متذکرہ  
لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھیاہ مطلوبہ و انما  
علیہ لکھ سنین انما لکھ السنۃ لظہار لغوہ  
عنہ الاقرار۔ و تہ زایل ذلک المعنی۔ و ہذا  
الذی قالہ من کون الرمل سنۃ مقصودہ  
ہو مزیہ و مخالف جمیع العلماء من ائمتہا و  
التابعین و اتباعہم۔



اس قسم کی سنت نہیں فقط ابن عباس کا خیال ہے۔ انکے سوا سے اور رب احباب و تابعین و تبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکرہ سنت ہے۔ ابن عباس کی کلام کا یہ مطلب ہے اس لئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا بھی اسی کتاب ابو داؤد میں (جس سے آپ نے اپنے اذکار سنت کہنا نفل کیا) نیز مذکور ہے۔ پس انکے دونوں قولوں (نفی اثبات) میں تطبیق و توفیق کی یہی صورت ہے۔ کہ جہاں آپ نے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے۔ وہاں سنت الکی ادا سنت موکرہ و مطلوبہ مقصود ہے اور جہاں خود اسکو سنت کہا ہے وہاں سنت سے مراد سنت غیر موکرہ اور طریقہ اسلامیہ ہے۔

پھر دوسرے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ میں یہ قول ابن عباس کا ملاحظہ فرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم و خصوص کو لیا فرمایا۔ اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کو اسکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجھ لیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اب ہمارے شفیق ان باتوں کو بھی خیال میں لاویں گے اور اس غلطی کی بھی اصلاح فرماویں گے۔ یا جو ہم سے اس بیان میں غلطی ہوئی ہو۔ اس پر ترمیم کر دیں گے۔

**دوسری مثال۔** حضور مساجد و جماعت کو متعلق آنحضرت کا یہ حکم تھا۔ کہ اگرچہ تین

جماعت کے لئے مسجد و دن میں جانا جائز  
تو انکو منع نہ ہو۔ اور اگر وہ گھر میں نماز  
پڑھیں تو انکے حق میں بہتر ہے۔  
اس حکم میں جو عورتوں کو مسجد جانے کی  
اجازت اور مردوں کو روکنے سے ممانعت

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استأذنت  
احدکم امرت الی المسجد فلا یستغیا۔ رواہ  
مسلم و ترمذی و ابی داؤد و قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا النساء کما تمساجد  
فی بیتہن خیر لھن۔

پائی جاتی ہے جب کہ ارادہ علمدار امن و صلاحیت موجود زمانہ حضرت رسالت کو سبب سے ہے۔  
اور وہ امن اسکی علت ہے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ یہ علت زمانہ صحابہ میں اولیٰ گئی

اور عورتوں کی صلاحیت جاتی رہی۔ انہوں نے زینتوں کا اظہار شروع کر دیا۔ اور فتنہ و فساد پھیل گیا تھا۔ پہلے حکم کو صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اٹھایا۔ اور عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روکا۔ اور اگر احیاناً کس نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد

عن عائشہ تقول لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رآسی ما احدثت النساء منہن المساجد کما منعت النساء بنی اسرائیل۔

رواہ مسلم ص ۱۸۳

عورتوں کے اور پسند کرنے انکی بندش کے بھی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتوں کی یہ باتیں جو انہوں نے پیچھے کالی ہیں ملاحظہ

فرماتے تو ضرور انکو مسجدوں سے روک دیتے۔ اور اس حکم کو خیال ارتفاع علت اٹھاتا

ہمارا منصب نہیں کہ اس حکم کو اٹھادین اور اپنے خیال کو پورا کریں۔ اس میں آپکا صاف یہ ارشاد ہے کہ حکم کا بدل دینا علت کی اوٹہ جانیسے ایسا بہاری کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبداللہ بن عمر کے لڑکے

افادت ان الحكم بتبدیل السنۃ عنہ زوال العالۃ مخصوص بالکشاف صلی اللہ علیہ وسلم وانه فی معنی انہم فلا یقدّم علیہ احد غیرہ۔ امتنع منہ عن ان تمنع النساء بنفسہا بزوال علتہ الاذن الی المساجد۔ اور اسات اللیب ص ۹۵ و ۹۶

بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹہ چکی ہے اور عورتوں

میں فتنہ پھیل گیا ہے عورتوں کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نہ کریں تو مسجدوں میں جانے کو ایک ذریعہ فساد بنالینگی حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کہنے پر انکو بہت برا کہا۔ پہلی

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا النساء کم المساجد و اسنادکم فقال بلال بن عبد اللہ و احد المنعہ قال فاقبل عبد اللہ فبہ سائیا ما سمعہ منہ قط قال خبرک عن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ولفعل اللہ عزوجل  
روایتہ قال ابن عبد اللہ اللہ عزوجل انہ  
یختصہم وغلّا قال فریرہ - وفی روایتہ  
فصر فی صدرہ اے جندہ الروایات  
مسلم نے صحیح مسلم وفی روایتہ اسکا  
صاحب الشک و فریاض اللہ جی مات

وایسا نہ کہا تھا اور مار بیت یہی کی اور  
اس بات جیت کرنے چھوڑ دی  
یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت  
عموماً اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ابن و خلاق نظر کریں۔ اور خصوصاً حضرت عبداللہ  
بن کعب بن جریج سے جو ک خیال سے یقین کیا جائے کہ

یہ سنہی اور تمام عمر تک کا ہی حضرت عبداللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات  
پر نہ تھی بلکہ اس کی اصل پر یعنی رفع حکم بارتفاع علتہ - یہی جس سے ہزار  
احکام شرعی کی مسخ لینی ہوتی تھی - اور حرمت شراب زنا وغیرہ مبارکے اٹھی جلتے  
نظر آتی۔

اس قسم کی مثالیں اور بہت ہیں۔ پراسقام میں نہیں دو مثالوں کے بیان پر لکھا گیا  
گیا جسے صاف ثابت ہو گیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامت کے  
اوپر نہ جانے حکم کو اٹاتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصفی تھے۔

ہاں بعض احکام میں بھی ہیں جو بارتفاع علت مرتفع ہو سکتے ہیں ولیکن وہ احکام  
وہ ہیں جنکی علتیں شارع کے بیان سے مناظر و مدار معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی شارع  
کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ان احکام کی علتیں نہ پائی جائیں  
وہاں ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہیں ہے۔ ایسے احکام کا ارتفاع بہت  
ارتفاع علت نہ شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلئے وہ ہمارے انکار  
وشارع کا عمل نہیں ہے اسی نظر سے جہاں ہم نے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہاں  
عامت کو اس میں سے کہ اسکا احکام ہونا منصوص نہ ہو مقید کر دیا ہے۔ چنانچہ نمبر  
سابق میں ہم نے یہ قید موجود ہے۔ اور حکم لباس

فاسد جسمین نفع ہے اس قسم سے نہیں ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناظرہ کیا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجزیر کیا ہو۔

اس حاشیہ میں اگرچہ کیتھریڈرٹول ہو گیا ہے مگر تیریاں اسرار علی و احکام کو لئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اس میں بعض دفعات آئینہ مضبوطی محال کا جواب بھی آ گیا ہے۔ اور مسئلہ ازار میں ان شبہات نیچر کے (کہ یہ حکم کب سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینوں کے ازار کو کیوں شامل ہوا۔ اگر کیا ہے۔ یہ مخصوص نہیں ہے تو عداوت کب کے ازار کو اس سے کیوں مستثنیٰ کیا) جواب بھی اس میں ادائی ہو۔ آئینہ توفیق فہم بجانب خدا ہے۔

### رجوع بہ متن

وار از بخلہ انوکہ اور عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے کشمیر  
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا  
دنیا میں پہن کر وہ قیامت میں نہ پہن کرے گا۔

ومنہم الجنس المستغرب الناعم من  
التياب قال صلى الله عليه وسلم من لبس الحرير في  
الديا لم يلبس يوم القيمة -

مترجم کرتا ہے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۱۲ صفحہ ۲۵۱  
بعض احکام سنت ہو چکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب ہی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کو لئے لازم ہے۔ اور جو لوگ یہ لباس نہایت تکبر نہیں پہنتے انکے حق میں اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ ہیں جو مسکینوں کے دراز ازار کی نسبت نمبر سابق میں صفحہ ۲۸ بیان ہو چکے ہیں۔ شاید یہاں کوئی اعتراض کرے کہ کشمیر کپڑے سے بڑے عمدہ اور انوکھے بانامات۔ مزیں۔ پشمینہ۔ اور اسی کے کپڑے استعمال کئے جاتے ہیں انکے پہننے میں فخر و تکبر کشمیر لباس کے فخر سے کچھ کم نہیں ہو سکتا ہے۔ پر شرع میں ان کپڑوں کا پہننا کیوں حرام نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس بنایا جاو

(سوتلی یا دوتی کیون ہو) شرع میں حرام ہے۔ اور سوا کے ریشمین کے جو عمدہ فیکم لباس شرع میں مباح ہے وہ بشرط عدم تکبر و تفاخر مباح ہے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بھی بتا دی ہے اور خاص لباس کے باب میں بھی اس پر تصریح کی ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب کسی دل میں ایک ذرہ تکبر ہو گا وہ بہشت میں نہ جاویگا۔

ابن ابی اسیر ایک شخص نے سوال کیا کہ اومی جاہتسا ہے میرا لباس عمدہ ہو۔ میرا جو تاخو بصورت ہو۔ (یعنی پیر کیا ہو) عمدہ لباس پہننے والے دونوں میں سے کون

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغل الجبنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر قال رجل ان الرجل یحب ان یلکون ثوبہ حسنا و لعلہ حسا قال ان اللہ یحب من یحب الجلال الکبر الذل لکن غیظ الناس رواہ مسلم۔

آنحضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے۔ وہ جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ حق کے سامنے انراوین۔ اور لوگوں کو نگاہ میں نہ لاوین۔ (یعنی عمدہ لباس مشروع بریت اختیار و بنظر لوگوں کے حقار کے پہننے تو تکبر میں داخل ہے نہیں تو ہال۔ اس لباس میں اور ریشمین میں تمنا فرق ہے کہ ریشمین بہر حال حرام ہے۔ اور او میں بجز اون لوگوں کے جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ کیا ہے کہ شخص کی نسبت یہ تجویز ممکن نہیں ہے کہ اسکے دل میں تکبر نہیں اسلئے اسکے حقیقین وہ حرام نہیں اور اس لباس مشروع میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتفاظ لائے پہننے تو اسکے حقیقین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ انہما نعمت الہی داد اسے شک و تردید پہننے تو اسکے حقیقین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حقیقین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دکھائی دیتا خوش لگتا ہے۔ اور اگر کوئی محض بارادہ خاطر و زیب پہننے تو اسکے حقیقین مباح ہے۔ اب اگر کوئی اس پر اعتراض کرے کہ اس میں او میں یہ تفرق کیون ہوا۔ وہ ریشمین بہر حال حرام اور یہ عمدہ سوتلی یا دوتی اس تفصیل سے

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبده۔ رواہ الترمذی۔

مباح و نوازے حرام کیوں ہڑایا گیا۔ تو اسکا جواب بتفصیل ذیل ہے اگر معترضین ہی اسلام ہے (جیسے نیچری مسلمان کہلا کر ہر قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ اور اسلام کو زبان سے حق مانکر اسکی تعلقات کو عقل کی گھوٹی پر لگاتے ہیں چہرہ امر کو موافق عقل نہیں پاتے اسکو دین سے ملاتے ہیں) تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم غیر منقطع فیہ فیہ ثابت کر چکے ہیں کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقیدہ کا معلوم ہیں ولی ہی ہزارہا احکام کی وجوہات نامعلوم۔ پھر اسے نمبر ۱۱ میں بعضی احکام ثابت کر چکے ہیں کہ ایسے امور میں اللہ العزوجل بے سوچے بے سمجھے مان لینا یا حکم عقل ناجائز نہیں ہے۔ اور نمبر ۱۲ میں ہم نے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ محال مجہول الکنتہ امر میں فرق ہے۔ گو وجود حال ناممکن اور اسکا تسلیم کرنا ناجائز ہے۔ پر وجود امر مجہول الکنتہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جائز ہے۔ اور نمبر ۱۳ میں بعضی احکام ثابت کر چکے ہیں کہ موجودات عالم میں ایسی چیزیں ہی ہیں جنہیں ایسے نفس پلے جاتے ہیں جو عقل و فکر میں نہیں آتے بنا راعلیہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہیں پلے پھر اس امر مجہول الکنتہ کو بتقلید حکم روحانی لمیبہ اخلاقی دایمانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو خاص فعال شہادت علیہ السلام سے بخوبی واقف ہیں جیسے بقراط و سقراط و ارسطو) تسلیم کرتے ہیں۔ اور یقیناً جانتے ہیں کہ لڑتین لباس میں ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو شرع لباس میں ذکر کی گئی ہے محل نہیں ہو سکتا۔ اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسے بھجس مرکبات آبی و خاکی میں پلے نہیں جاتے۔

پس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنتہ ہونے کے بتقلید اطباء واجب ہے اور اس سے انکار سبب ہلاکت دہیسی ہی تسلیم خاصیت لڑتین لباس باوجود اسکے مجہول الکنتہ ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت۔ بلکہ جو مسلمان کہلا کر تعلیمات اسلام پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ اور ان اعتراض کے سبب تعلیمات

اسلام سے (جو انکی عقل میں نہیں آتین) انکاری ہو جاتے ہیں وہ درحقیقت مسلمان نہیں ہیں۔ انکا مسلمان کہلانا برائے نام ہے۔ اور درپردہ وہ درپے ابطال اسلام ہیں۔

وہ کب اس اسلام میں رہ کر مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ اور یہودیوں کی جال چل رہے ہیں جسکا ذکر قرآن میں ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے اہلین کہا۔ مسلمانوں کی کتاب پر شروع

دن میں ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہو جاؤ

اسمین اور مسلمان ہی دین سے پر

جاوینگے (یعنی وہ یہہ خیال کرینگے کہ

وقالت طائفة من اهل الكتاب امنوا  
بالذي انزل على الذين امنوا  
والله اعلم بغيره

(بقرہ ۶)

ان لوگوں نے اہل کتاب کو حق ہو کر اس دین کو تب ہی چھوڑا ہے جبکہ اسین کچھ عیب دیکھا ہے۔ ایسی اسلام و ایمان کو خدا و رسول نے کفر بتایا ہے چنانچہ نمبر ۱۲ میں بعض صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷۔ اس ضمنوں کے آیات و احادیث منقول ہو چکی ہیں۔ اور نمبر ۱۲ میں بعض صفحہ ۱۲۔ امام غزالی سے یہ بات منقول ہو چکی ہے کہ جو نبوت کا زبان سے اقرار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت کافر ہے۔

اور اگر معترف عقل مدعی اسلام نہیں ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہیں تو اسکے مقابلہ میں ہم اس فرعی بات کے جواب کے درپے نہ ہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہو جائیگا تو یہی جواب (جو معترف مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے۔ ایسا شخص ہمارے بحث اثبات نبوت کی ختم نام کا اظہار کرے اور قبل الفضال اصول فروعات کے جھگڑے میں نہ پڑے۔

سوال اس بہرہ کا مال نہیں ہڈا کہ جو آخرت علی النبیایہ فرمایا ہے سوچے بن بھیے مان لیا۔ یہہ ام جواب میں کافی تھا تو پہلے ہی سے اسکو کیوں اختیار نہ کیا۔

۱

**فہرست بعض مطالب جدیدہ شریعہ فقہ حنفیہ کے مطابق**

صفحہ نمبر	مطالب	صفحہ نمبر	مطالب
۳۸	بزرگ وی وغیرہ کے اصول امام ابو حنیفہ کے اصول ہیں	۳	اولہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی تصنیف
۵۱	مفہوم کلام مجتہدہ کا مذہب نہیں ہو سکتا۔	۷	جوابات فقرات اولہ کاملہ جو خارج از مقصد ہیں
۵۲	حنفیہ خود اپنے اصول کے پابند نہیں ہیں۔	۱۱	الہدایت پر تجویز متعہ کی تہمت کا جواب
۵۳	حنفیہ کو ان اصول کی وضع پر باعث کیا ہے	۱۲	الہدایت پر بحالہ قرآن عادیث کو دیکھ کر تہمت کا جواب
۵۸	مولوی محمد قاسم صاحب کی تیر کلامی کی تفصیل	۱۳	عبدلہ طوق حکیمہ ابن قسیم تطبیق قرآن حدیث میں
	وجواب -		حنفیہ کا جواہر کو بحالہ قرآن وحدیث شہور ہے
۶۱	لفظ لاندہب وغیرہ قلم کے برائے۔	۱۷	بیاضی عالم قوال جواب۔ و قیاس مد کرنا۔
۶۵	آغاز جواب بقاصد و تمہید اصول جواب	۲۶	ذکر اصول حنفیہ جنکی سبب اہل بیت صحیحہ و شہور ہیں
۶۵	اصل اول احکام شرعیہ میں عقل حاکم نہیں۔ اور	۲۶	تمثیلات عادیث جو ان اصول سے روایت ہیں
	حسن قیاس یا عقلی نہیں۔		از انجملہ آیات اہل کا (جس سے وہ حدیث قضائے)
۶۶	مذہب نجیری کا خرافہ اور نیچو نیچو کی مقالات۔	۲۸	بشاہد مذکورین ذکر کرتے ہیں) جواب اور اسی بیت
۶۷	مضمون اصل اول میں اہل اہل اسلام حسن قیاس کے		کی قرآن سے موافقت۔
۶۸	مضمون اصل اول عقلی دلائل آیات قرآن۔	۳۰	وہ صورتیں جن میں حنفیہ خود اپنے اصل کا خلاف کرتے ہیں
۷۲	معتبر کہ کی ان دلائل پر اعتراض اور انکی جوابات	۳۳	حنفیہ کا بدو ان جہات میں بیوی کو نسب ثابت کرنا
۷۳	اصل اول عقلی دلائل۔ دلیل اول عدم جواز دلیل		امام شافعی کا امام محمد سے تضاد بشاہد و بدین میں
۷۴	دلیل دوم عقل کا علم حقائق میں مختلف ہونا	۳۷	منظرہ حسین امام شافعی نے حنفی مذہب کے فروغ ختمی
۷۵	نقل مقاب (کا نشین) تہذیب الاخلاق کی تائید میں		کی مشک کہا۔
۸۰	مضمون دوم عقلی دلائل انجملہ پہلی غلطی کا بیان۔	۴۷	امام شافعی کے الزامات کی کتب حنفیہ کو تائید
۸۱	قانون قدرت امر شخص نہیں۔	۴۷	امام ابو حنیفہ کے مخالفہ عادیث سے براہ



صفحہ نمبر	مطالب	صفحہ نمبر	مطالب
۱۳۳	شریعت کو حکمت کی تائید کرنا کفر ہے۔	۸۲	اسکی تائید میں اختلاف حکما کا بیان۔
۱۳۴	خوہاں احکام شرعیہ جو اس دور کی طبع و خلق میں		نیچر پر کا حشر و عذاب ثواب جہانی کا منکر ہونا
۱۳۵	فلاسفہ کی تکفیر اور انکی کفریات کی تفصیل	۸۸	امام غزالی کو اپنا ہم خیال کہنا۔
۱۳۶	سید احمد خاں صاحب کا قصہ وصیت نبوت محمدیہ	۹۰	امام غزالی کا حشر و عذاب ثواب جہانی کی تائید
۱۳۷	باطل کرنا۔		دوسری غلطی مضمون مذکور کی کہ حکما نے
۱۳۸	حدیث (علماء امتی کا نبیاری نبی اسرائیل) کے	۱۰۰	انبیاء کے محتاج نہیں۔
۱۳۹	تضعیف۔	۱۰۱	حکما کا انبیاء کے راستہ سے مخالف چلنا۔
۱۴۰	کشف الہام غریبہ کا اقبال۔	۱۰۲	نقل عبارت عجمیہ سالہ فرقان متضمن کفریات حکما
۱۴۱	پہراوسین اور الہام نبی میں تفریق۔	۱۰۴	سید احمد خاں صاحب کے دعوے کی نسبت پریشکوی
۱۴۲	ولایت اولیاء کی تسلیم نگاہ میں ملک عظمیٰ	۱۰۹	سید احمد خاں صاحب کا معجزات و کرامات و انکار
۱۴۳	خفاہر کی خلافت فضیلت کی ترتیب کا بیان		حدیث و ان خالق اللہ العقل کا موضوع ہونا اور
۱۴۴	امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی آثار و مناقب	۱۱۲	امام غزالی کا حدیث میں امام ہونا۔
۱۴۵	مضمون کا انٹنشن پر گفتگو کا خلاصہ۔		مضمون کا انٹنشن میں تیسری غلطی اور عقل کے سبب
۱۴۶	خدا کا نیچر اور سید احمد خاں صاحب کا اور	۱۱۳	انسان کے مختلف کردار پر بحث۔
۱۴۷	سید احمد خاں صاحب لفظ فطرت کو معنی میں	۱۱۶	ان کے معنی کا بطلان ثابت ہونا۔ مذمت
۱۴۸	فطرت کو اصلی معنی۔ اور سید احمد خاں صاحب	۱۲۲	نیچر پر احکام اسلام پر ہنسنا۔
۱۴۹	خیالی معنی میں فرق۔	۱۲۵	ان کے سامان کہلانے کی وجہ۔
۱۵۰	فطرۃ کے دین یا اسلام ہونے کے معنی	۱۲۷	ان کے مذہب پر شراب و قمار کی حمت
۱۵۱	الحدیث کا دہائی کہلانے انکار۔ اور سید احمد	۱۳۰	ان کے اسلاف فلاسفہ کے خیالات و عقائد
۱۵۲	خاں صاحب کا دہائی ہونے کا اقرار۔	۱۳۱	مستشرقین و علمائے یسار کا شراب پینا۔

صفحہ نمبر	مطالب	صفحہ نمبر	مطالب
۲۲۵	مقدمہ ثانیہ خدا کی ذات صفات مجہول الکنہ میں	۱۹۰	اصول جواب دادہ کاملہ و اصل بر تفسیر کی دلیل
"	مقدمہ ثالثہ ہر وجود کا محسوس ہونا ضروری نہیں ہے۔	"	عقل ہزار احکام کے اسرار سمجھتی ہے۔
"	مقدمہ البعد محال مجہول الکنہ میں فرق ہے	۱۹۱	صداء احکام کے اسرار نہیں ہی سمجھتے
"	مقدمہ خامسہ بیچیر جہاں میں نہ آوید وہ انسانی طاقت سے معلوم نہیں ہو سکتی۔	۱۹۲	پوری اصلیت و حقیقت اصول کو پہنچتی ہے
۲۲۶	رضا و ارادۂ خدا اسی قسم سے ہے	۱۹۴	ان احکام و اصول کو بیچیر جان لینے کی ضرورت
"	نیچر یا قانون قدرت سے خدا کا ارادہ معلوم نہیں ہو سکتا	۱۹۵	نیچر کا اس میں خلاف اور انہی الزام۔
۲۲۷	کفر و شک کے نیچر سے خدا کی رضا و ارادہ معلوم نہیں ہو سکتا	۱۹۹	خصوصیات نماز کی وجوہات۔
۲۲۸	خدا کا کفر و شک سے مستغنی ہونا۔	۲۰۰	معرفت نبوت میں عقل پر اعتماد کرنے میں دوسری سوالات و جوابات۔
۲۲۸	آغاز بحث مذہب و معاشرت	۲۰۹	عقل نیریزہ آنکھ ہے۔ نبی بمنزلہ دیوبند یا چرخ
۲۲۸	احکام معاشرت و معاملات مذکورہ قرآن	۲۱۵	عقل نے نبی کو کس طرح پہچانا۔
۲۲۸	احکام معاشرت و معاملات مذکورہ سنت	۲۱۸	ہمارے سابق خیالات و نتائج و پیش گوئی کو سید احمد خاں صاحب اور ان کے اتباع نے تصدیق کیا
۲۲۸	امام غزالی کا اخیر عمر میں فلسفہ سے رجوع کرنا	۲۱۹	سید احمد خاں صاحب نے ہلکا آج تک کہی مطلب کیا بات کا جواب نہیں دیا۔
۲۲۸	شرح حدیث میں قال لا اله الا الله و خیر الخبیثہ	"	تہذیب الخلق کے مقبول عوام ہونے کا سبب
۲۲۸	سید احمد خاں صاحب کا امین تصرف اور اس شخصیت	"	خدا تعالیٰ اور ہنومان کی قدرت میں سید احمد خان کا فرق نہ کرنا۔
۲۲۸	مقدمہ سادہ انسان ملکی طاقت سے اون چیزوں کو جو عقل و حواس سے معلوم نہیں کیوں معلوم کر سکتا	۲۲۱	آغاز بحث اثبات نبوت و تہذیب
۲۲۸	اسکی پہلی مثال سچی خوابیں۔	۲۲۲	مقدمہ اولیٰ عین عالم وجود پر اور کیا اثبات
۲۲۹	تہذیب الخلق میں سچی خوابوں کا ابطال۔		

مہربان و ہمدرد

تفسیر قرآن مجید کے مطابق

مفسرین قرآن مجید کے مطابق

مفسرین قرآن مجید کے مطابق

۲۶۰	آیات قرآن سے کچھ خوابوں انبات -	۲۶۰	آغاز جوابات - عبارت تہذیب الاخلاق -
۲۶۲	احادیث صحیحہ کچھ خوابوں کا انبات -	۲۶۲	جواب فقہ اول عبارت تہذیب -
۲۶۵	بقیہ احکام معاشرت مذکورہ سنت -	۲۶۵	خصال حضرت کردو حافی اسرار -
۲۶۶	آنحضرت کا سیکو خلیفہ نہ کرنا -	۲۶۶	نکتہ لطیفہ روح بواسطہ جسم معروض صفات جسمانی ہو سکتی ہے -
۲۶۷	سفیر نکور کفار کی طرح سے کیوں نہ ہوں قتل نہ کرنا -	۲۶۷	مضمون گل دیگر شگفت - یہاں احمد خالص صاحب کا -
۲۶۸	ایک جگہ امین جتنا کر سہنے سے نہ کرنا -	۲۶۸	گو گو گو توبہ ایسا ہیہاں کرنا - اور مولف کا -
۲۶۹	احکام معاشرت کو داخل مذہب ہونیکے دلائل -	۲۶۹	اسلام میں مردود ہونا -
۲۷۰	مراہلہ رحیمین یہاں احمد خالص صاحب کے اس مضمون کا -	۲۷۰	بقیہ اخبار غیب مذکورہ قرآن -
۲۷۱	جو اسے جہین انہوں نے مذہب کو انسان کا -	۲۷۱	اجزاء غیب مذکورہ مکتب حدیث -
۲۷۲	امریطبی کہا ہے -	۲۷۲	بقیہ جواب فقہ اول روح کو نہ ہا طبعی مانا -
۲۷۳	تعبیر خواب کا قانون - اور احمد خالص صاحب کا -	۲۷۳	نصیب فوت سے مناسبتہ -
۲۷۴	سچی خوابوں سے انکار -	۲۷۴	ڈھارے رکھنے میں روحانی اصلاح -
۲۷۵	خوابوں کو لائق اعتبار سمجھنے میں اذراط و فراط کو -	۲۷۵	عمدہ لباس میں روحانی اصلاح -
۲۷۶	مسک اعتبار -	۲۷۶	عیسا بن مریم کو اس اعراض کا جواب اسلام میں نبی تعظیم -
۲۷۷	مضامین تہذیب کو عوام فہم ہونے کا سبب -	۲۷۷	دراز مہر جو ہر نبی روحانی مغفرت -
۲۷۸	اصل سببوں پر دو سے تشکیل - اخبار غیب -	۲۷۸	کلی کرنے اور ناک میں باقی لینے - اور نہ کرنا اور نہ کرنا -
۲۷۹	نقل اخبار غیب کدہ ہمہ عتیق و جدیدہ از ہفت -	۲۷۹	نکتہ سحر و جادو کے روحانی مغفرت -
۲۸۰	الاخلاق -	۲۸۰	مسکین کی دراز دار کی وجہ مخالفت -
۲۸۱	ان کے بعد ذکر کا نتیجہ - اور یہ احمد خالص صاحب پریم -	۲۸۱	علت کو اوٹھ جائیسو حکم کا اٹھا و بنا شاع کا کا -
۲۸۲	اجزاء غیب مذکورہ قرآن -	۲۸۲	مذہب دوسرا -
۲۸۳	بقیہ مذہب معاشرت و عبادت تہذیب کے بخلاف -	۲۸۳	اصحاب رسول اللہ کا عبادت علیہ السلام کے ذکر کرنا -
۲۸۴		۲۸۴	تہذیب الاخلاق کو مضمون لین لین کے ذکر کرنا -

تفسیر قرآن مجید کے مطابق

اشاعة السنه النبويه

## منبر اول

جلد سوم

على صاحبها الصلوة والتخمة

بابت محرم ۱۲۹۷ و خبوری ۹۰

شرح قیمت و غیرہ امور متعلقہ رسالہ بحال نظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس -	کم از کم لاکھ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و مغربی ہندوستان گورنمنٹ و عادلہ غیار و لاہوری و سواتی	کم سے کم ع
(۳) عام قیمت	متوسط اہل سعت -	کے
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ علی ادنی دس و پیدماہواری سوزیادہ نہیں -	کے
(۵) لائہی قیمت	بڑی وسعت جو درجہ پیدماہواری کی ادنی سبھی نہیں کہیں گے علی بعضیت رکھتے ہیں اور اس کے نواب آخرت	نواب آخرت
(۶) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سوزیادہ نہیں	جیسے کسی قیمت و جب لاوار تصور فرماویں جسے کار پر قبول	بیاویں اور حکمران خریداری منظور ہو چوب و ایک کے دین -
(۷) رعائتی قیمت کے لئے شرط ہے کہ سالانہ پینتالیس فیصد	(۸) ارسال نامہ اور خط و کتابت متعلق سالانہ رقم	بوزیر عنوان و نشانہ درجہ ذیل سے ہونی چاہئے اور زمین
(۹) عام قیمت و رعائتی صرف ہر سال وان کر لیں	ایک لفظ کم نہوں - ورنہ خط و دوسرے شخص نہ نام کو مل جائیگا -	(۱۰) ذریعہ ارسال زر نہ لگت ہو نہ نوٹ صرف
(۱۱) رعائتی قیمت کے لئے جانینگے - اور رعایتیوں سے فریجہ ۲ اور ۳ لینے	والوں سے صرف محصول اٹاک - تین ہاں کو ہر چوٹکا -	(۱۲) جبکہ نام پر بلا در خواست پنچہ و جہت خود و
(۱۳) جبکہ نام پر بلا در خواست پنچہ و جہت خود و	راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری -	از لاہور متصل سید جینی -

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَسْمَحِلّٰهُ وَكَفَى سَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ الذِّیْنَ صُطِفَ

## آغاز سال

ملکی رسائل و اخبارات والو کی عادت ہو کہ آغاز سال پر سال گذشتہ کو قانع عظام پر ناظرین کو متنبہ کرتے ہیں۔ اسی دستور کے موافق ہم بھی ناظرین رسالہ پر کچھ حالات گذشتہ عرض کرتے ہیں اور چونکہ ہمارا رسالہ ملکی حالات سے بحث نہیں کرتا اسلئے اور حالات و واقعات دنیا سے بھگو بحث نہیں ہے۔ صرف اس رسالہ کے حالات و متعلقات کا بیان ہمارا مقصود ہے۔

## مقاصد و نتائج رسالہ

اس سال کی اشاعت ان لوگوں کی طرف سے ہو جو تحقیق و تقلید میں حد اعتدال پر ہیں۔ یہ تقلیدین زمانہ حال جیسے مقلد ہیں کہ جو کچھ پہلے علماء نے کہا ہے اسی لکیر کے فقیر ہو رہے ہیں۔ آخر فہم و عقل کو دلائل (کتاب و سنت) سمجھنے میں دخل نہیں نہ پیچیدہ کیسے محقق ہیں کہ اپنی تحقیق کے سامنے خدا و رسول کی بنی بنیوں انکی تعلیم سے بھی انکاری

ہو بیٹھیں۔ لہذا دونوں فریق کی افراط و تفریط کی اصلاح اس رسالہ کے بانیوں کا مقصد ہے اور اسکے اجراء سے صرف یہی غرض و مطلب ہے۔ بتا دلیہ پہلے انکی توجہ اس رسالہ اور تحریرات مندرجہ ضمیمہ اخبار سے پیدا فہم و تقلید کی طرف رہی۔ اومی ۱۳۴۹ھ سے فروری ۱۳۵۰ھ تک انکی فہمائش عمل میں آتی رہی۔ جب اس سعی کی کچھ تاثیر اس گروہ میں ظاہر ہوئی اور انکی طرف سے فی الجملہ طینت ہوئی یعنی تقلید کی بُرائی بہت لوگوں کے حیل میں آگئی کئی تو برا ملا بہت کتاب و سنت، اختیار کی اور کئی

بر طبق الحاموشی نیم رضا سکوت سے یہ بتا دیں لی تو انکی توجہ دوسرے گروہ (نیچر) کی طرف مبہرف ہوئی۔ اس تحویل توں جب کہ یہ وجہ بھی ہوئی کہ تقلید کا ضرر اسلام میں ایسا انتہا جو نیچر کی تحقیق کا ضرر پہلے لگا۔ تقلید سے تو صرف فروغ اسلام کا اتباع چھوٹا تھا۔ تحقیق نیچر سے اصول اسلام کا اتباع بھی لوگوں سے چھوٹی لگاتا تھا لہذا تفسیر مفہمہ تقلید کو ویسا ہی نام چھوڑ کر

نیچر کے کمال فہم یا انعام نہایت ضروری قرار دیا گیا اور مارچ ۱۹۰۷ء سے انکا خطاب شروع ہو گیا۔ سیرس کا روٹائی نے اس میں جمعے کی مدت میں وہ اثر دکھایا کہ بحث تقلید کے بدلے دو سال میں وہ اثر طرہ بہر نہواتا جو آٹھ سال کا دروازہ اسلام نیچا لاہور۔ لودھانہ۔ جالندھر۔ ہوشیار پور۔ وغیرہ میں کہلاتا تھا وہ فوراً مسدود ہو گیا اور جو فتنہ خیالات نیچر کے بلاد ہندوستان میں پیدا ہوا تھا وہ بھی کچھ فرو ہوا۔ اسے جانتا تھا کہ شخص پنجاب کے جو اتباع قرآن چھوڑ کر نیچر ہو گئے یا ہونے لگے تھے اور اس رسالہ کے شائع ہونے سے وہ پہر متبع قرآن و حدیث ہو گئے انکی ہمت لکھوٹے مگر اس خیال سے کہ سدا وہ سابق حال کی برائی کی اشاعت کو پسند نہ کریں اس فہرست کو ملتوی رکھا اس رسالہ کی اشاعت پہلی دیکھ اس میں تقلید کے خطاب تھا امدود تھی۔ اور جب سے ان حضرت نیچر کے کا خطاب شروع ہوا نہایت وسیع ہو گئی۔ ہم۔ اسوقت۔ پنجاب۔ سندھ۔ اودھ۔ بنگال۔ بہار۔ ملبار۔ مدراس۔ دکن۔ عرب۔ وغیرہ۔ اس کے بہت شہر وں میں یہ رسالہ جاتا ہے اور ابتدا سے آج تک سو دو باتیں مواضع کے کہیں سے

والس نہیں آیا اور نہ نیچر دو چار اشخاص کے کسی خریدار ہو کر انکار کیا ہے۔ ہفتہ معمولی مقدار خریداروں سے سولہ سو زیادہ چھپوایا جاتا ہے پھر ہنوز سال ختم ہونے نہیں پایا کہ وہ سو بھی ختم ہو جاتا ہے پھر اور لوگوں سے خرید کر کے تقاضا کو دیا جاتا ہے اسوقت تک کہ بوسے کے بعد چھ دو فائل سے زیادہ ہمارے پاس نہیں۔ اور ۱۹۰۷ء کے بھی بوسے فائل اسوقت چار سے زیادہ نہیں۔ یہی وجہ ہے اس رسالہ کی قیمت روانگی سال میں چھ روپہ بلکہ تین روپیہ سالانہ بھی ہے پھر بعد اختتام سال انہیں بڑھون کی قیمت بڑھو یہ سالانہ سے کم نہیں ہوتی بخلاف اور اخبار و رسائل کو وہ وقت گزر جانے کے بعد تقویم یا رینے سے زیادہ وقعت نہیں رہتی اور روپیوں کی جگہ بیسوں کو کہنے لگتے ہیں تہذیب الاخلاق سنین گذشتہ کی بھی نہیں سلسلہ میں منسلک ہی ہے پہلے چار روپیہ سالانہ کو ملتی تھی پھر دو اور دو سے کم بھی ہو گئی اور اخبار و رسائل مذہبیہ کو ضمن تہذیب الاخلاق و غیرہ تصانیف احمدیہ بھی داخل میں صرف انکی ہم خیالی ہی لیتے ہیں ہمارے رسالہ کو مخالف و موافق سبھی خرید کر لیتے ہیں خصوصاً سید احمد رضا کے مغز ہم خیالی نہایت قدر والی

اسکو خرید کرتے ہیں اور درجہ دوم کی قیمت اسکو عوض عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اپنی عنایت اور اس سال کے بانیوں کی نیک نیتی کی برکت سے اسکی ترقی کو روز افزوں کر لے گا۔ اور اسکے اثر و قبولیت کو ترقی بخشے گا۔ آمین ثم آمین۔

### انتظام جدید رسالہ

اس سال سے اس رسالہ کو (بلحاظ قیمت) معمولی اخبار کی طرح سمجھنا چاہیے۔ اسکی قیمت کو بطور سابق نفلی چیدہ تصور کرنا چاہیے۔

(۲) جن لوگوں کو یہ رسالہ مفت دیا جاتا تھا اب بھی انکو مفت بھیجا جاوے گا صرف خریداروں کے حق میں اسکا صیغہ بدل گیا ہے۔

(۳) یہ رسالہ آج تک انجنس اشاء الیہ کے متعلق رہا اب یہ خاص مولف کے متعلق ہوگا ہر پر مولف کی رائے میں اسکی نیت یہی امر قرار پایا ہے۔

(۴) اس نقل و تحویل تعلق کی وجہ سے ہر کسی کو آج تک رسالہ کو انجنس سے تعلق رہا اسکا اثر نہ انجنس سے رسالہ کو پہنچانہ رسالہ سے انجنس کو۔ بلکہ یہ اثر و تاثر رسالہ اور مولف رسالہ ہی میں دائر رہے۔

اثر انجنس رسالہ کو یہ پہنچنا مناسب تھا کہ

ممبران انجنس اسکی اجراء و ترقی کی تدبیر پر نکالتے اور رینج و رجعت و نفع و نقصان میں اس کے شریک ہوتے۔ زمانہ تنزل آمدنی میں اسکو مصارف کی تدبیر میں کرتے۔ اور علی الخصوص علماء بار سال مضامین اسکی مدد کرتے۔

اثر رسالہ انجنس کو یہ پہنچنا مناسب تھا کہ اس کے امور خیر و کل ان کے سامنے پیش ہوئے۔ اور اس کے متعلق کارروائیوں میں انکو ارادے جاتے۔ مگر آج تک دونوں جانب کو آثار کا مرجع و مدار یہی (مولف) خاکسار (مصدق یا کجبان صدآزار) اثر رسالہ انجنس کی طرف پہنچانے سے اسکا واقعی مثل مذکور کا مصداق ہونا یعنی انوائس مشغال میں مصروف رہنا مانع رہا۔ اور اثر انجنس رسالہ کو پہنچا ممبران کی عدم توجہی سے ہوا۔

لہذا اس تعلق کا ہونا نہ تو یکساں نظر آیا۔ اور اسکا رفع قرار پایا۔

اب اس سال کے جملہ امور کا مولف رسالہ ہی سے تعلق ہے۔ انجنس اشاء الیہ کو انجنس کے اشاعہ و مضامین میں اعانت کرنے کے سبب سے اور کچھ تعلق نہیں ہے۔ پس ممبروں کو اپنے زراعتات کی نیت اختیار ہے خواہ اسکو معاونت دین سمجھ کر جاری رکھیں خواہ

## مذہب و لاندھی

یہ وہ مسئلہ ہے جس کا اجماعی ذکر نمبر ۱۲ جلد ۲ میں گذرا ہے۔ اب جو یہ وعدہ اسکا تفصیلی بیان قلم میں آتا ہے مذہب ہماری مراد اس مجموعہ احکام و فیوض کی ہے جو اہل مذاہب مشہورہ (اہل اسلام - یہود و نصاریٰ وغیرہ) کو نزدیک البانی و آسمانی خیال کیا جاتا ہے اور لاندھی سراسر لاندھی آزادی مراد ہے۔

انریل سید احمد خاں صاحب دہلوی اور ان کے ہم مشرب لاندھی کو بند فرماتے ہیں اور مذہب نام و نشان صاف بتی نہیں دیتا چاہتے ہیں اور اہل مذاہب صاحبان کی عینیت نہ کرتے ہیں اور لاندھی کو بت مبالغہ سے لاندھی مراد لے کر تفصیل تو باریک اشاعت السنہ میں ہو چکی ہے۔

موقوف کر کے حسب شرح معروضہ ٹیبل پچر رسالہ خریداروں کے ذمہ میں داخل ہو گئے۔

## طرز جدید رسالہ

اب یہ رسالہ بطور سابق حصہ پنجم نمبر ہوا۔ بلکہ اخباروں کی طرز پر مختلف مضامین (یکے بعد دیگرے) سے بحث کیا کر لگا۔ ان جو طولانی مضمون ہوگا (جیسے بحث نبوت یا مذہب و معاشرت ہی) اسکو ہمیشہ ماقبل یا بعد سے منفصل کر کے لکھا جائیگا۔ یہ بعد اختتام خواہ اسکو ناظرین ترتیب رسالہ پر رہنے دیں خواہ مختلف اخبار کو یکجا کر لیں۔

۱۲ اس مجموعہ احکام پر مذہب کا اطلاق حق تعالیٰ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ایک رکن رکیں نمبر ۱۲ مخاطبین کا قول تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ میں بصرہ ۲۰ منقول ہے کہ جب یہودیوں یا عیسائیوں یا ہندو یا مسلمانوں کے مذہب کا ذکر کرتے ہیں تو ایک معنی مذہب کے یہ ہوتے ہیں کہ مسائل مذہب کا ایک مجموعہ احادیث یا مذہبی احکام کی کتاب سماوی سے ان پاس پہنچا ہے اور اس کے موافق انکا ایمان دہم ہے۔

۱۳ دیکھو اشاعت السنہ جلد ۲ کے نمبر ۹-۱۱-۱۲ کے ابتدائی اوراق اور نمبر ۱۲ کا صفحہ ۴۵۷ جنہیں ان کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ جناب سید احمد خاں صاحب لوگوں سے قیود مذہبی جیوڑا لے رہے ہیں اور یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ مذہب کو نہ ہر ہر کلمہ یا نسخہ و تحریر سے وضو کا توڑ دیکو نہ شرب ثقیق بتیا جا۔

اور ۹ جلد ۲ صفحہ ۱۸ میں اسی رکن رکیں کا (جس کا ذکر اوپر گذرا) یہ قول منقول ہے کہ تحقیق میں غور



اور آئندہ بھی ہوتی رہیگی۔ اس مقام میں تفصیل امر و مہم ہمارا مقصد ہے سوچیں کہ اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام کی مذمت اور لاندہوں کی مدحت آپکی اکثر تحریروں میں بائی جاتی ہے جن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان داری و صدق شعاری و نیک نیتی و حسن سیرتی لاندہوں ہی کا خاصہ ہے جبکہ ایمانی و بے تمیزی و ریاکاری و مکاری اہل مذاہب کا منہ پر چھ جامدی الشائیتہ ۹۶ء میں پھر بعض مفسرین تیسری علماء اہل اسلام کو مجسمہ ہونے سے منہم کیا ہے اور کہا ہے کہ انہی طریق و ضیاء میں خدا ایک نہایت قوی ہیکل گران ڈیل لینے لے تہہ باؤن بطور کیسی بنڈ لیا انسان کی صورت گوی گوری رنگت نورانی جہرہ سفید و اڑی کتر تاج۔ یا لال ہندی ٹوپی تحت پرستیا ہوا خیال کیا تھا

بقیہ صفحہ

ارکے دیکھو تو سارے الہامی مذاہب نیچر کے بدعتی فرقے ہیں۔ اس سے قطعاً منقطع دیہہ ہے کہ اصل مذہب ہی لاندہی ہے۔ جو نیچر کے مذاہب سے تعبیر کیا جاتا ہے اسکے سوا جتنے مذاہب الہامی کہا لے تے ہیں وہی مذاہب بگڑے بگڑ کر مذہب بن گئے ہیں۔ چنانچہ اس دلیہاؤ کے اقوال ذیل اس مقصود پر مشتمل ہیں۔ اسی پرچہ ہندو مذہب میں بھوہ۔ اسکا قول ہے۔ کہ جب متفقان مذہب تاریخی مذہبوں کی دیو و ہند جو تاریخ رکھتے ہیں التشریح و تحلیل کی اور ہندو کی تشخص اور خصوصیات کو دور کیا۔ تو باقی چند اصول جو سب مذہبوں میں ایک ہوتے اور سب میں مشترک و متحد (اون اصول کو اپنی مضمون ۱۱ میں بیان فرمایا ہے یعنی خدا ہر جگہ موجود ہونا، ہر شے پر قادر ہونا، عالم الغیب ہونا، ازلی وابدی و جب وجود ہونا) اور ان اصول مشترک و متحد کا نام مذہب نیچر ہے۔ اس قول میں یہ تصریح ہے کہ نیچر ہی مذہب رفیع قیود الہامی مذاہب سے ممتاز ہے جو میں لاندہی ہے گو حضرت نیچر کے نزدیک اصل مذہب ہی ہے۔ اور اسی پرچہ کے صفحہ ۱۱ میں اسکا قول ہے کہ مذہب کا قاعدہ ہوا کا سامنا ہے خواہ وہ کسی ہی پاک صفت چشم سے نکل کر جب جلیگی تو اسکے ساتھ فرورالائشیں لجا و نیگی اور اسکو نابالک غلط اندوگی۔ یا مذہب یا کا سامنا کب تک اپنی منج سے نکل کر زور و شور سے اوپر اوپر نہ روکے دیا تہا اوکھیز تالابوں میں اور تالابوں میں اور تالابوں میں پہلیا ہوا اچھا جاتا ہے دریا رہتا ہے اور جہ ایک جگہ

اور یحییٰ خدا کی عظمت و جلالت شانکا اعتقاد رکھتے ہیں۔

اور یہی جیسا کہ خدا نے صلیب و جلالہ کے ساتھ اعدا درمیں ہیں۔

پیرا سنی برحیم بن الفضل بن مونس انشاء اللہ فرمایا ہے کہ برہنہ گار، مہر لوی، عالم نامہ برہنہ جلیقہ

لفظ انشاء اللہ کو قسم سے بخشنے، وعدہ پورا کرنے، یگینہ، دیکھا، دیکھو، دیکھیں، جہو، بولنے اور چاہنے کو کہہ کر اس کا کہہ

اور یہی جیسا کہ لفظ بولنے میں تو وعدہ کو خوب بخند و سجا کر دکھاتے ہیں۔

اور پھر جبہ ذیقعد ۱۲ھ میں انہی فرمایا ہے۔ ”پہنٹی بہت اہل مذاہب اور شریعت پر چڑھو، لوگوں کو دیکھا  
اور ایسے تعلیم و تربیت یافتہ لوگوں کو بھی دیکھا ہے جن کو لاندہ مہجی اعتبار سے کہا جاسکتا ہے۔ پہنٹی ان پہلوؤں  
ان پہلوں میں ہزار درجہ زیادہ نیک اور ایماندار پایا ہے۔ پہلو کو نہ برائی کے برائی میں نہ کمال فیض میں نہ

پھر فرماتا ہے تو دریا نہیں رہتا اور بند بانی کی طرح ٹھہر جاتا ہے۔ ان اقوال میں یہی فکارتیج ہے کہ جو بندہ مذہب سماویہ الہامیہ میں لگ جی رہا ہو وہ خود اپنے آپ کو ان اقوال کا مجموعہ احکام مذہبی کو احکام سماوی کہتا ہے۔ مثلاً یہی سبب الائنس میں اور گنڈریانی کی مانند نہیں۔ اصل مذہب ہی لائڈہی ہے۔ ہر ان بندشوں سے آزاد ہو۔ اس سے الگ لائڈہی کو پسند کرنا اور مذہب کے نابند و نا آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہے۔ رہا اسکے بطلان فساد کا یہاں موبہ بہت کچھ شائع السنہ میں ہو چکا ہے اور رہے سہا آئندہ ہوگا۔ یہاں صرف انکی ایضاً لائڈہی کا لوگوں کو جتنا منظر رہتا سو بخوبی ہو گیا۔

ایک فائدہ اس بیان سے یہ بھی نکلا کہ جو خواب سید احمد خاں نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر خواب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب مودودہ وادعہ بنکویتا دین کہ خواب ممدوح ہم لوگوں کو کن مضمونین نیچری فرماتے ہیں تو ہم نہایت خوش ہو گئے۔ اس کا جواب بھی اس میں آگیا اور صبر معقول آپ نیچری ہیں اس کا بیان آپ ہی لوگوں کی کلام سے اہر طبق تصنیف و تصنیف نیکو کند بیان ہم غرض خیریت ہوا اس سوال کا جواب ہم یہ بھی دینگے جب چند مباحث سے دہمیں نیچروں کی تشریح عقائد چاہتے ہیں فارغ ہونگے۔

ہو نہ پہلائی کہ پہلائی ہو نیکا۔ وہ سمجھتا ہو کہ وہ چیز اس لئے بری ہو کہ بری کہی گئی ہے، اور یہ چیز اس لئے اچھی کہ اچھی کہی گئی ہے۔ اسکو دل پر کوئی لازوال اثر اسکا نہیں ہوتا۔ برخلاف اسکو اس پچھلا شخص کو برائی کے براہونیکا اور پہلائی کے پہلا ہونیکا دل سے یقین ہوتا ہو جو کس طرح زائل نہیں ہو سکتا، اور اسی لئے اعمال اور برتاؤ میں اور نیکی میں بہت پچھلا شخص پہلے ہزار درجہ زیادہ نیک ہوتا ہے۔

پہلا شخص اس برائی کو کسی حیلے سے چھپا کر نیکی کو پیش کرتا ہو، وہ ایک بگناہ معصوم عورت کو سیدھے بہکا کر لے آتا ہو، لوگوں کا مال حیلے سے کہا لیتا ہو جن کاموں کو اس نے اوچے دل سے ناجائز سمجھ کر لیا ہو، انکو جائز کر نیکی کے لئے سیکڑوں حیلے پیدا کرتا ہے اور کتب فقہ میں دفتر کتاب الحیل کے لکھ دیتا ہو۔

یہی سبب کہ تمام مذہب میں جوگ زیادہ مقدس گنجا کرتے ہیں، خواہ وہ یہودی مذہب کے رہنے والے ہوں یا عیسائی مذہب کے پوپ، یا ہندو مذہب کے گرو یا مسلمانی مذہب کے مولوی، اکثر انہیں کے بھکار و دغا باز اور بھکاریار کہانی دیتے ہیں یقون عالا یفعلون انکا تہیت مذہب ہے تا ہے۔ خدا کو دھوکا

دیتے ہیں، دنیا کو دھوکا دیتے ہیں، ہر حیلے سے ہوسے نفس کو پورا کرتے ہیں اور اپنا دوزخ بہتے ہیں پچھلا شخص ایک سیدھا سادہ آدمی ہوتا ہو برائیوں کو دل سے برا جانتا ہو حتی المقدور اسے چھپا کر لے آتا ہو اسکا ہر حقیت بری ہیں انکو کسی حیلے سے اچھا بنالینا ہند چاہتا ہو۔ وہ کسی عورت کو

حیلے سے بہکا لائیکو بیگناہ نہیں سمجھتا وہ بد نظر کو آنکھ کا گناہ زبان سے فریبی باتیں کہہ کر بہکا لائیکو بالکا گناہ ظاہر میں وعظ کے حیلے سے کراویت سے کسی کہہ جائیکو یا دن کا گناہ سمجھتا ہے کسی کے کام کو کسی حیلے سے اچھا ہو جائیکا اسکو یقین نہیں ہوتا۔ ان وہ بھی بری کام کرتا ہو مگر اسکا دل یقین سے بچ کر رہتا ہو اور وہ یقین سمجھتا کہ منہ پر لیا ہو۔ مگر وہ پہلا شخص اس حیلے کو بہر وسواسکو برا نہیں سمجھتا

اور اسکی برائی اسکو دل میں نہیں رہتی، خدا سے نرم کرتا ہے اور نہ دنیا سے۔ مسیحہ خصلت نہیں اگر ڈاڑھی پھٹکا ر عامہ باندھ کر لیتا ہیں چاند سامنے لیکر مہر پر وعظ کو آن بیٹھتا ہو اور نہایت قوت سے اعدو با اللہ من الشیطان الوحیم پڑھتا ہو اور بالکل خیال نہیں کرتا کہ جس سے جاہ مانگتا ہو

وہ مہر بدیہی ہے۔ نیچری کافر ہوں یا لاندہی مذہب کے وہ ایسا کہ جیسا کہ مہر پر وعظ بالند پر ہو گا

اطلا مضمون البانی پہلے چھپ چکا تھا اسلئے اس شخص کو بڑے ہوشیاری سے دیکھنا پڑا اور اس وقت میں اس کا کام پورا جواب دیا جا چکا۔

## بقیہ مقدمات اثبات نبوت

المانع ویتعد للاتصال بالجواهر الروحانية التي بها  
الموجودات كلها المعبرة عنها في الشرع بالروح فالروح  
اعني في النفس في تلك الجواهر من صور الاشياء لا سيما ما  
اغراض النفس وكونها لها وكون انطبعم تلك الصور  
النفس منها كالنطبعم صورة مرآة في مرآة اخرى فلها  
عند ارتفاع الحجاب بينهما وكل ما يكون في احد المتين  
ليظهر الاخرى بقدره - ثم ذكر سبيل روي الكاذبة  
في الامر السادس ثم قال السالاج في معرفته الغيب  
في القیطة هو ان سبب الحاجة الى التوهم انك  
علم الغيب بالرويا ما وروا من ضعف النفس وكون  
الحواس شاعلة لها فاذا ركدت الحواس اتصلت النفس  
بالجواهر واستعدت للقبول منها ويمكن ان يكون لك  
لبعض النفوس في القیطة من وجهين احدهما ان  
تقوى النفس لا تشغلها الحواس لا تتولى عليها بحيث  
تستغرقها وتمنعها بل تشع بقوتها الى النظر الى جانبها  
والمفضل جميعا كما تقوى بعض النفوس فتجرح من  
ان كذب وتكلم وتسع فضل هذا النفس بوزان يقتر  
عنها شغل الحواس وتطلع الى عالم الغيب فيظهر لها منه  
بعض الامور فيكون مثل البرق الخاطف فبذ اذع النبوة  
ثم ان منعت التخيلة بقى في الحفظ ما انكشف الغيب

وه متصل هو جاتی ہو تو جو نقوش موجودا اون روحانیات  
بآجراتی ہین وہ روح میں نفس ہو جاتی ہین خصوصاً نقوش  
جو اغراض روح دینی یا دنیوی ذاتی یا قومی کو متعلق  
ہوتی ہین یہ نفس ہونا ایسا ہو جیسے ایک آئینہ کی صورت دوسرے  
آئینہ میں جو اس کے مقابل ہو نفس ہو جاتی ہے اور  
ویسے کی ویسے ہی اس میں نظر آتے ہین۔  
پیرام غزالی نے اس ششم میں جو کلمہ خواب و لقا  
سبب بیان کیا پیرا کہا اس بقسمت پیدا یہ غیب  
دانی کو سبب بیان میں ہو یہ وہ ہے کہ روح کا غیب  
جاننے میں خواب کا محتاج ہونا اسی سبب ہے کہ روح  
ہوتی ہو تو وہ بیدار ہیں جو اس کے شغل میں رہتی ہو جب  
محط ہو جاتی ہوں تو وہ روحانیات سے متصل ہو جاتی اور ان کو  
معلوم کو قبول کر کے لائق ہو جاتی ہین اور بعض روح کو  
یہ بتا بیدار ہیں حال میں کہ اس کے دو سبب ہیں ایک  
یہ کہ روح میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ اس کے سبب اس کو  
روک نہیں سکتی اور اسے غیب نہیں کر سکتے کہ اس کے سبب  
مستغرق کر دین اور عالم غیب بتا لین بلکہ وہ انہی قوت  
سبب عالم بالا و عالم محسوسہ کو کی طرف نظر کر سکتی ہے بعض  
ایک ہی حالت میں لکھتے ہیں کہ ہین اور بولتے ہیں کہ ہین  
اور مانتے ہیں کہ ہین اور کھاتے ہیں کہ ہین بعض

لغيره وكان وصيا صريحا - وان قوت المتحملة استغلت  
بطبيعتها المآلات فيكون هذا الوجه يقتصر الى ما ديل  
كما تقتصر الرؤيا الى التأويل **السيد الثاني** في ان يغلب  
على المزاج اليهية والحجارة حتى تصرفه بغاية السداعن  
سوارد الحواس فيكون مع فهم العين كالمبهمة الغافل  
عما يرى ويسمع وذلك نصف خروج الروح الى الطاهر  
فهذا ايضا لا يستحيل ان يكتشف لتقسيم من الجوهر الرومانية  
شئ من الغيب فتحديث به ويجري على سلكه الضامن  
عما يتحدث به وهذا الوجه في الجهر المجابين المصغر وغيره  
الكنهية من العرب فيحدث بها يكون موافقا لما سيذكره في هذا  
نوع نقص والاول نوع كمال انتهى كلام الغزالي في كتاب  
المفضول به على الله -

ڈھیلے ہو کر عالم غیب مطلع ہونے والے ان اہل بغض کو اس طرح سے حاضر ہونے  
 ہیں جس کی بجلی اور بلیہ مرثوت کی ایک شاخ ہے۔ اگر قوت خیال  
 کمزور ہوتی ہے تو جو کچھ غیب متکشف ہوتا ہے وہ بغیر محفوظیت  
 اور یہ صاحبی ہے اور اگر قوت خیالی قوی ہوتی ہے تو وہ اوسان  
 خیال کی لادیتی ہے یہ وہی محتاج تاویل ہوتی ہے جس کو غیر محتاج تعبیر  
 ہیں۔ دوسرے سبب بیداری عین غیب یا نیکہ ہو کر کہ بعض  
 نراج میں اگر کسی خشکی کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ نکوشا ہر محسوس  
 سے روکتا ہے یہی وجہ کہ کلمہ میں آنکھوں کو نہ دیکھنے کی طرح غریب  
 و مستوحاس غافل ہوتا ہے کیونکہ اس کی روح (جہانی) داخل  
 ظاہر کی بجائے ہستی ہے۔ ایسے شخص کے جواسرزدہانہ سے کچھ  
 متکشف ہو جانا اور اس کو زبان اس کا سرزد ہونا جس کی اس کو  
 ضابطہ رہے (نہ) بعد ہند سے ہے۔ یہ بات ہی جو بعض

دیوانوں اور مہموشوں اور عریکے کا ہنوں میں باقی جاتی ہے جو آئندہ کی ایسی بائیں بتا تو ہیں جو مطابق واقعہ کتب پر پڑھنے کے لئے نقصان کا ہر جزو قسم اول (جو انبیاء و حضرات) قیوم کمال ہے۔ کلام امام غزالی تمام یہود و کتاب المصنوع بہ علی البدل میں ہے۔

یہ بات جو خوب دیدار میں انکشاف غیب کے کمیت میں امام غزالی نے فرمائی ہے اسکی صحت کا فلاسفہ ملاحضہ  
زجوانیہ کا اتباع نہ کریں اور اخیل کے پیچھے نہ چلیں کی طرف متلاف عادت و برخلاف قانون قدرت کسی مانگو نہیں  
جاتے یہی اعتراف رکھیں چنانچہ امام رازی کتاب المطالب العالیہ فی الحکایہ لیسے  
کے کتاب نبوت میں فلاسفہ کی طرف سے نقل کرتے ہیں کہ سچو خواہو نکلے سب کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے  
اولاً لویا الصالحی فالکلام فی ذکرہ باسفر علی مقدسہ ایک یہ جہد راسخ عالم سفلی دنیاوی سابقاً  
احدیما ان جمیع الامر کا تہ فی ہذا العالم الاستغفار

کان و مما سیکون و مما ہو کائن موجود فی علم الباری  
 و علم الملئکة العقلیة و النفوس السامیة و النبیة ان  
 النفوس الناطقة من شانها ان یتصل بتلك المبادی  
 و تنقش فیها الصور المنقشة فی تلك المبادی لاجل  
 ان النفس الناطقة غیر قابلة لتلك الصور بل لاجل ان  
 استغراق النفس فی تدبیر البدن صار ناعسا من ذلك الاتصال  
 العام اذ عرفت اننا نقول ان النفس اذ حصلت لها  
 اول الفراق من تدبیر البدن اتصلت بطباعها بتلك  
 المبادی فینطبع فیها بعض الصور الحاضرة عند تلك  
 المبادی و هو الصورة التي هی البقیة بتلك النفس  
 و معلوم ان البقیة لا یحتمل ان یتعلق بها اول الفراق و یصاحبه  
 و یابا بیده و اقلید و اما ان کان ذلك بالنسبة  
 الی تحصیل العقولات لاحت لمتبانیها  
 و من كانت مهتة الی مصالح الناس رانتم اذ انطبع  
 تلك الصور فی جوهر النفس اخذت المتخیلة فی ذکریة  
 تلك الصور لیسو رجبیة تناسبا ثم تلك الصور  
 ینطبع فی الحس المشترك فبها یوسیل الی ما فی المنام  
 و اعلم ان النفس الناطقة اذ اكانت کامله القوة و  
 بالوصول الی الجویب العالیة و السافلة و کما فی القوة  
 سمحت لایسر شغلها بتدبیر البدن عا لها لایسر  
 الاتصال بالمبادی المفارقة ثم اتفق الفلاس

ده سہی خدا کو اور عقول و نفوس فکلیہ (برہم فلاسفہ)  
 کہ علم میں موجود ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان مبادی و عقول  
 وغیرہ سے نفس ناطقہ (روح انسانی) کا اتصال ممکن ہے  
 اسکی یہ وجہ نہیں کہ نفس ناطقہ خود ان علوم کا محل بننے  
 ہی۔ بلکہ وجہ اسکی یہ ہے کہ نفس کا تدبیر بدن میں متفرق  
 رہنا اس اتصال سے نفع ہی۔ جب یہ تو فرج ان لیا تو ہا  
 ہم (فلاسفہ کثیرے) کہتے ہیں کہ جب نفس کو ہتھوڑی  
 سی یہی تدبیر بدن سے فراغت ہوتی ہے تو وہ  
 اپنے طبعی تقاضا سے اون مبادی سے متصا ہوتا  
 ہے تو ہمیں بعض صورتیں جو مبادی میں ہیں نفس  
 ہو جاتی ہیں جیسکہ اس نفس کے لائق حال تہو ہیں۔  
 اور یہ خود معلوم ہے کہ ہر شخص کے لائق وہ چیز  
 ہوتی ہے جو اس کے متعلق ہو یا اس کے ساتھ ہونے کے  
 یا اس کے ملگ والوں کے اور اگر کسی کی طبیعت  
 معقولہ کثیر متوجہ ہوتی ہے تو اسکو دسے  
 ہی باتیں عیا ہوتی ہیں اور جسکی طبیعت لوگوں کی  
 اصلاح کثیر متوجہ ہوتی ہے (جیسے انبیاء و ائمہ)  
 ہی صورتیں دیکھتے ہیں۔ پھر جب وہ صورتیں ان  
 مبادی سے ذہن نفس میں آتی ہیں تو قوت خیالی  
 ان صورتوں کی مناسب صورتیں خیال میں ڈالتی  
 ہے پھر وہ خیالی صورتیں جس طرح کہیں دکھائی دیتے ہیں

سچی خواب دیکھنے کا یہی سبب اور جس نفس قوی

قوت رکھتا ہے اور جانب علوی د عالم بالا اور جانب سفلی (دنیا) دونوں کو پہنچ سکتا ہے اور اسکی

قوت ایسی ہوتی ہے جسکے سبب اسکا تذبذب میں مشغول ہونا اور مجبورات کو اتصال سے مانع نہیں

ہوتا ہے بر یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ اسکی قوت فکریہ ایسی قوی ہوتی ہے کہ وہ اسکی جس مشترک کو وقت تصرف

حواس ظاہری سے سر نکال لینے پر قادر ہوتی ہے تو اس قوت اس نفس کو سجاوت بیداری وہ اتصال (جو خواب) الٹ

کو مبادی سے حاصل ہوتا ہے حاصل ہونا بعد نہیں ہے اور جس نفس میں اس قدر قوت نہیں ہوتی

کہ اس سے وہ حالت بیداری میں اتصال مجبوراً کے طاقت رکھیں تو وہ حالت بیدار میں ایسی اخیر سے

مدد لیتے ہیں جو انکو مدد ہوش کو دے اور خیال کو حیرت میں ڈال دے پس وہ اپنی اس حیرت اور تذبذب

بدن سے قطع کر سبب اور انکی غیب کے فرصت سے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسکی شرط یہ ہے کہ وہ انسان خارجی نفس

الیسے ہوں کہ عقل ہوں جو ہر شے کو جو انکی خیالات بتا دیں مان لیں جیسے بچے اور عورتیں اور نادان

ہوتے ہیں یہ لوگ جبکہ انکی ہوش حواس ضعیف ہوتے ہیں اور انکی وہم مطلب کے باتو تکلیف سخت

کانت قوتہ الفکریہ قویۃ قادرۃ علی انزعاج لوح الحس المشترك عن الحواس الظاہرۃ فیمتد لا یصلح

لیقع لمثل ہذہ النفس فی حال البقیۃ مثل یقع للتأثر من الاتصال بالمبادی۔ والنفس البتہ لیسر لہا

من القوة ما تقوی علی الاتصال بعالم الغیب فی حال البقیۃ رہاستہا باید مثل الحس یحیر الخ

فتعد النفس سبب حیرتہا والقطاعہا فی تلك الحظۃ عن تدبیر البدن لانتہاز فرصتہ اور انک الغیب

و الشرط فی ہذا ان یكون ذلک الانسان ضعیف العقل مصداقاً لكل ما یحکی لہ مثل الضبیۃ والنسوان

ولہذا فہو لا اذ اضعفت حواسہم کانت ادنیہم شدیدۃ الاستعداد الی المطلوب معین فیمتد

لیقع لنفوسہم التفات فی تلك الحظۃ للطبیقۃ الی عالم الغیب وتبلغ ذلک المطلوب فتارة یسمع

خطایا و یظن انہ من جنی و تارة ترائی لہ صور مشاہدۃ فیظن انہا من اعوان الجن فیلحقی

علیہ ما ینطق بہ فی انشاء الغشۃ فیاخذہ السامعون ویسبون علیہ تدابیرہم فی مہاتہم۔ فہذا انتہی

ما قررہ الشیخ رئیس فی ہذا الباب۔

اس میں ہوش نہ ہے نہ یہ لوگ جبکہ انکی ہوش حواس ضعیف ہوتے ہیں اور انکی وہم مطلب کے باتو تکلیف سخت

کو پہنچ جائیں پس کہی کوئی تاغیب سے سن لیتے ہیں تو او کو جن کی طرف سے سمجھتے ہیں اور کہی او کو کچھ کچھ صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ خلکو۔ وہ گرد و خاک کی صورتیں سمجھتے ہیں۔ اس بیہوشی کی حالت میں انہیں غیب سے القا ہوتا ہے جو وہ زبان سے کہتی ہیں اور اس کو سننے والے سن لیتے ہیں پھر اس پر اپنی جہوں میں تدبیر و نمکی بنا ڈالتے ہیں۔ یہ پہنچ رئیس فلاسفہ کی آخر تقریر ہے جو ہر باب میں آتی رہی ہے۔

یہہ تقریر رئیس فلاسفہ ابو علی بن سینا کی کتاب اشارت کی غلط عبارت میں (جو اس وقت ہمارے پیش چشم ہے) موجود ہے اصل تقریر میں کہ سفدر طول اشکال تھا جس کے سبب اسکا سمجھنا اکثر ناظرین رسالہ بدشوار تھا اس لئے اسکی نقل سے تعرض ہوا اور بجای اسکے اسکا خلاصہ نام رازی کو مطالب عالیہ سے نقل کیا گیا اس تقریر کے خاتمہ میں غیغ فلاسفہ فرمایا ہے کہ یہ باتیں (جو اس تقریر میں کی گئی ہیں) تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہیں

ہذا الاشیا انما ہی ظنون اسکا نتیجہ بصیر الیہا من امور عقلیہ و لکنہا سحاب لما ثبتت طلب سیابہا و من السعادت المتفقہ لہی الاستبصار ان یعرض لہم ہذہ الاموال فی الفہم اذینا ہد و امر الافی غیر ہم حتی لیکون ذلک تجربہ لہم فی اثبات امر عجیب فی التصح حست الفایدہ طست النفس لی وجود تلک الاسباب و خضع الوہم ولم یعارض العقل ثم انی لو اقتصصت جزئیات ذلک الباب فیما شائدہ و ما حکاہ الناس من صدقنا لطل الکلام و من لم یصدق الجملة بان علیہ ان لا یدقق التفصیل انتہی کلام الشیخ فی الاشارت بنحو من الحدیث لا یتقنا لاجل غلط کان فی الاصل۔

اور سعادت جو بصیرت کو ہم پہنچاتی ہے یہہ ہے کہ ان باتوں کو انسان اپنی ذات میں یا بار بار دیکھتا مشاہدہ کرے یہاں تک کہ اسکو اس امر عجیب تجربہ حاصل ہو جب یہہ امر واضح ہو جاتا ہے تو بڑا فائدہ ہوتا ہے اور نفس ان بتا علم غیب کے وجود کا یقین کر لیتا ہے اور اسکا ہم بہت ہو جاتا ہے اور جو عقل ان سبب کا اثبات کرتی ہے وہم اسکا مقابلا نہیں کرتا اگر ہم اسکی تائید میں ان خبریات کو جو ہم نے مشاہدہ کی ہیں یا لوگوں نے نقل کی ہیں لینا کریں تو طول ہوتا ہے اور جو جمل بیان کو نہیں مانتا اسکو تفصیل کا رد کرنا کچھ مشکل نہیں ہوتا کلام شیخ باختصار تمام ہوا۔

پھر حیدر یہ اعتراف فلاسفہ خالی از علت نہیں اور انکے اصول حیدر یہہ اعتراف مذہبی ہے اور انکی



غرض جو اس اعتراف کا انکو خیال میں نتیجہ ہے صحیح نہیں۔ لیکن انکو اصول و غرض کا تسلیم کرنا ہم پر واجب نہیں  
اسلئے ہمارا اندیشہ کچھ نقصان نہیں پہنچے انکی باتوں کو انکی تقلید سے نہیں مانا بلکہ اسکو اپنی تحقیقات کے موافق یا کہ  
انکو ہم شرب فرقہ پیچیدہ کہ الزام و افہام کے لہو اسکو نقل کیا ہو لہذا اسکو بھی متعلقات اصول و غرض کا ماننا  
ہم پر لازم نہیں۔ ہنسنے خدا صاف دعوے کا کہ درپردہ نقل کیا ہے انکو اعتراف حق کو لیلیا اور انکو اعتراف و اولیائے  
کو بحکم کا نام پر بد پریش بناؤ نہ باید زرد چہوڑ دیا انکو اصول کی وجہ فساد امام رازی نے مطالب علیہ  
میں بتلادیا بیان کی ہے اور لیا فساد انکی غرض ہمارے تحریر میں مغرب آتے ہے بالجمہ امام رازی  
کی تقریر سے جیسے فساد کے کہ یہی الفاظ ہے ہمارے بیان کے جو نمبر اول عبد دوم صفحہ ۳۴ میں گزرا ہو پوری تائید  
ہوئی اور یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ جس روح کو بحالت تعاقب بدان تجرد حاصل ہو جاتا ہے وہ اس  
مخلوق کے ساتھ اپنی ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور مادی واسطہ جو اس علم شیا حاصل کر سکتی ہے  
لیکن ہوشیارانہ طور پر مشورہ طلب ہے۔ اور اس میں تفصیل کی حاجت ہے جسکے سوا بہت لوگوں کے  
گمراہی میں چڑھ جائیں گے۔ وہ یہ کہ کیا تجرد مذکور کسی اختیار پر ہی جسکو ہر شخص اختیار  
اسباب سے حاصل کر سکتا ہو یا وہ بھی واضطراری کہ اسکا حصول بعض عنایت خداوندی و اسباب غیر امتیازی  
سے ہوتا ہے۔ ہر بعض حصول تجرد جو طاقت روح کو ہم پہنچتی ہے وہ وسیع و غیر محدود ہے  
کہ جس چیز کو روح چاہے جان لے اور حب چاہے محزون علوم (یعنی معلوما الہی) کا معائنہ کر  
یا وہ محدود ہے اور اس محزون کی عنایت و فیضان و توفیق پر موقوف ہے اس میں  
کا تو یہ خیال ہے کہ اس تجرد کا حصول کسی اختیار پر ہے جو مجاہدہ و ریاضت نفس سے حاصل  
ہو سکتا ہے اور بعد حصول اس تجرد کے نفس کی طاقت و قوت علمی وسیع و غیر محدود ہو جاتی  
ہو کہ جس چیز کو نفس چاہتا ہو جان لیتا ہے اور اس علم میں وہ خدا تعالیٰ حقیقی عالم کے مشابہ ہوتا  
ہو بلکہ تندرید کے اسطو سے پہلے افلاکون بقرطاس قراط و غیرہ انشراحین ایسے ہی تھے کہ انہوں نے  
مجاہدہ و ریاضت سمیہ درجہ پاس کیا تھا اور انکو ایسا ہی علم حاصل تھا۔ بلکہ انکو تندرید کے  
طریق تعلیم و تعلیم انشراحین اسی مجاہدہ و ریاضت سے ہوتا تھا شاگرد ایک زمانہ تک بدوریا

دریافت کر سنا تہ صفائی و تجدد حاصل کر لیتا پھر اس آذین کے نفس پر علوم الفا کو دینا اس طرح کو سونپنا  
 حاصل سے استاد شاگرد کو علوم کا افادہ کرتا۔ یہاں تک کہ اس صفائی و تجدد میں کمال پہنچے وہ  
 ان کا اس علوم عالم الہا کا محل بن جاتا۔ یہہہ **انکے خیالات** و مقالات کتب فلسفہ قدیم میں قوم ہیں اور قفس  
 فلسفہ کو بخوبی معلوم۔ اور جو ان کے متاخرین اختلاف اہل اسلام کے سبب کے قابل ہو گئی ہیں۔  
 وہ نبی کی قوت علمی کو اسی قسم سے سمجھتے ہیں اور جن میں وہ قوت ہو اور سکون بنی یا مہم سوزی خیال کرتے  
 ہیں۔ بلکہ ان کا اس قوت کو تجویز یا تسلیم کرنا اسی غرض سے یہہہ ہی غرض انکی اس اعتقاد سے  
 ہر جگہ کا ذکر رکھا ہے یعنی ان کا مقصود اس تجویز یا تسلیم سے یہہہ ہے کہ یہ قوت جو انبیاء  
 تسلیم کی جاتی ہے ایسا امر طبعی ہو گا جو کہ انہیں دیا ہے اور ان کو یہی حاصل ہو سکے اور غیر انبیاء  
 کے لئے ترتیب انبیاء کا تجویز کیا جاسکے ان کے نزدیک انطاطون و سقراط و بقراط ہی ایسے ہی  
 جیسے موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام تھے۔ متاخرین صوفیہ کا خیال ہی اسکے قریب  
 ہے وہ حصول تجدد کو کسی اختیار پر جانتے ہیں۔ اور زہد و ریاضت سے اس کا حصول ممکن سمجھتے  
 ہیں اور جو اس تجدد سے روح کو قوت علمی بہم پہنچتی ہے اور سکون ہی ایسے وسیع خیال کرتے ہیں۔  
 کہ اس کے سبب ہل تجدد کو محض علوم (علم الہی) لوح و قلم وغیرہ پر مطلع ہو جانا جائز سمجھتے ہیں۔  
 اور افادہ و استفادہ علوم ہی اشرافیوں فلاسفہ کی طرح الفا و توجہ سے ممکن خیال کرتے ہیں  
 مگر فلاسفہ کی طرح ان امور کا حصول ہر کیلئے یکساں تجویز نہیں کرتے بلکہ ترتیب بنی کو اس میں سبب  
 فائق سمجھتے ہیں غیر نبی کے حق میں ان امور کے حصول کے لئے تو سطح بنی کی ضرورت مانتے ہیں  
 ان جو فیہ غالی ہیں انکے خیالات فلاسفہ کے خیالات سے کچھ کم نہیں وہ ان امور کو ایسا عام  
 سمجھتے ہیں کہ نبی و غیر نبی میں تفرق نہیں کرتے بلکہ جو منصب مبارک ہے میں وہ اس کو اور انکے  
 کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ اولیاء اللہ سے علم اخذ کرتے ہیں جہاں سے نبی  
 لیتے ہیں یہہہ ہی انہوں نے کہا ہے کہ انکی ترتیب نبی سے افضل ہے۔ انہی کی تقلید سے  
 کسی نے کہا ہے سچو اپنے خدا دارم۔ من چہ بدو ام مصطفیٰ دارم۔ انکے آسپاس

و مقلد بن غلو میں اس حد تک پہنچتے ہیں کہ جنکوان کمالات و صفات کا محل سمجھتے ہیں انکو ان کمالات میں خدا کے برابر جانتے ہیں انکو علم کو محیط اور انکی قدرت کو قدرت الہی پر حاکم و متصرف خیال کرتے ہیں جو عموماً اہل حق میں کہ وہ اس جہان کو گندہ جاکو میں اسی کی نسبت نہ خیال کرتے ہیں کہ علاقہ بدینہ و فک و نظام ہو گیا تو آپ انکو پورا تجرد حاصل ہو گیا اور انکے ارواح کو ایسی وسعت ہو گئی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے یا آخرت میں ہو نیوالا ہے سب کچھ انکو علم میں موجود ہے اور تدبیرات و تصرفات الہی میں بھی انکا حصہ ہے گو ریرستی و پیرستی کی جڑ بھی خیال ہے اور اس خیال نے بڑے بڑے مقتداؤں کو پکڑ رکھا ہے اگر میں انکے کلمات اس مقام میں نقل کروں تو یہ رسالہ ایک دفتر بنتا ہے جس سے اصل مقصود فوت ہوتا ہے علاوہ انکا ذکر رسائل اتباع و توحید میں جواہل حق نے تصنیف کئے ہوئے ہیں بہت تفصیل سے موجود ہے۔ لیکن قول حق باین قبول اس میں یہ کہ نہ وہ تجرد و جمیع انواع کی اختیار می ہر نہ وہ قوت علمی جو اس تجرد سے حاصل ہوتی ہو صبح و غیر محدود اختیار می ہو جاتی ہو۔ و فاسف و صوفیہ و نون و قرۃ عجب میں غلطی ہے جس پر وجدان و مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے۔ باقی آئندہ۔

چنانچہ پیرانہ شاہ عبدالغنی قدس سرہ نے تفسیر سورہ بقرہ میں بذیل بیان ہنایا مشترکین و تفصیل انہم منکر کیا ہے چنانچہ خود پیرانہ شاہ کو یہ چون مرزوں کے کہیں کہاں یافت و مجاہدہ مستجاب الدعوت و مقبول الشقاۃ عند اللہ نہ بود از نیچا سیکند و روح او را قوتی عظیم مستحق بن فخریم بہم رسید۔ ہر کہ موت اور ایمان ساز و یاد برکان نشد و برقاۃ یابگر اور وجود و تامل آہنہ روح پر بیست و اطلاق بران مطلع شود و در دنیا و آخرت و حق و اشاعت نماید اور تفسیر سورہ جن میں فرمایا کہ ما قام عبداللہ بنی چون پیغمبر بندہ تامل عوہ بنی چون خدا را و بیہ کچھ اذنان او حضرت حق بر قلب تجا فرماید آمین و بین بران بندہ ہجوم آورہ کہ انان بندہ طلب فرزند سیکند و دیگر طلبہ بنی سوگیر و کشمونی و بیابین ہجوم اوقات اور منتفع سیکند و ہم خود و روطہ منکر کفر گرفتاری ہوں خود ہمنہ کہ چون نور الہی درالین بندہ لبیکان فرما و عبادت و ترول فرمود گویا این بندہ شریک قائم الہی خدا نہیں ہوں خدا

## بقیہ مضامین مذہب و معاشرت

ادون وجوہات کے بیان سے کہ ریشمین لباس کے حرام ہونے میں یہ ستر ہے۔ اور سوتلی اور ادنیٰ کے مباح ہونے میں یہ ہی کیوں تعرض کیا جواب مثل منہ ہوتے حال میں دل کلمہ لا یتروک کلمہ یعنی جو چیز بھی کہتے ہیں نہ آوی وہ بھی جھوٹی نہ جاوے بنا علیہ ہم بعض احکام کی بعض وجوہ و اسرار جاننے اور بیان کر سکتے ہیں تو ان کے بیان کو ہم باعث یاد بصیرت و ترید ایمان و اطمینان خیال کرتے ہیں۔ اور اس بیان کو ہم اس خیال سے کہ ہم بھی وجوہ و اسرار احکام جان نہیں سکتے (چہا نا مناسب نہیں دیکھتے۔ اور اس باب میں ہم صرف اس مثل کی شہرت سند نہیں رکھتے۔ بلکہ فتویٰ عقل ہی اسکے موافق باتر ہیں۔ اور عقلاً زمانہ جو نظام قدرت رحمانی (نسید احمد خانی) میں نظر رکھتے ہیں اور بر طبق و تفتکد فی خلق السموات والارض (اسرار از نظام عالم سے بحث کرتے ہیں) اسباب پر <sup>اور وہ فکر کرتے ہیں</sup> منسق دیکھتے ہیں کہ جہان تمام انلی عقل کی رسانی ہوتی ہے و ان تک وہ اسرار قدرت بیان کرتے ہیں اور جہان عقل کی رسانی دیکھتے ہیں و ان باعتراف عجز سرنگون ہو کر مسمیٰ بنا ما خلقت هذا ایا حلالہ بکار اٹھتے ہیں۔ پس اگر بیان اسرار احکام میں اسکو کہنا نہیں پیرا کیونکہ کوئی زمین اسکو ہوا کا متکوہ نہیں جانتی <sup>۱۲</sup> ہے بھی ایسا ہی کیا تو کیا بڑا کیا۔ اور جو ہمارے اور عام ناظرین نظام قدرت کی اس کارروائی کو ناقص جانے اور خود موجودات عالم کے جمیع وجوہات و اسرار کو جاننے کا مدعی ہو وہ ہلکو کسی ایک ہی چیز کی پوری اسرار و وجوہات جنہیں پہر جائز سوال باقی نہ رہے بتا دے۔ بہرہ سے کسی حکم شرعی کو پوری اسرار بیان کر نیکا مطالبہ کرے۔ اور اگر وہ خود ہی باوجود ادعا ہمدانی کے لا جواب ہو کر رہ جاوے۔ تو ہلکو جو ہمہ دانی کا ادعا نہیں رکھتو معذور رکھے۔ **۳۔** محسب گرمو خورد معذور در است را۔ در صورت اسکے ادعا ہمہ دانی و کمال بیانی کے اس سے یہ سوال (۱) ہو کہ خدا نے (مثلاً) آتش کو کیوں بنا یا اگر وہ (مثلاً) یہہ جواب دے کہ روشنی کے لئے بنا یا تو پہر یہ سوال (۲) ہو کہ روشنی کی

کیا کام تھا۔ اگر وہ جو ابدی کو اکثر مخلوق کا کاروبار روشنی پر موقوف ہیں تو بہر سوال اس لیے کہ اکثر مخلوق  
 کو کاروبار کو روشنی پر کیوں موقوف کیا۔ جیسے بعض مخلوق بدون روشنی کام کرتے ہیں جیسا کہ مشابہ  
 اندھیری رات میں کیریز اور جنوٹیاں زمین کو تہ میں اور چھلیاں سمندر کو قعر میں۔ ایسی ہی سبب جن کو  
 کیوں نہ دیا۔ سوال (۴۷) اگر ان کا منور کا بخوبی اتمام روشنی ہی پر موقوف تھا تو اس مخلوق  
 کو جو اندھیری میں کام کرتے ہیں اس روشنی سے کیوں محروم رکھا۔ اگر وہ جو ابدی کو جن مخلوق کو کبھی روشنی  
 تجویز ہوئی ہے (جیسے حضرت انسایا بعض حیوان) انکی کلم ہی اس قسم سے ہیں جو بدون روشنی بوس  
 نہیں ہوتی۔ بخلاف ان مخلوقات کو جو اس سے محروم ہیں کہ وہ اندھیری میں اپنی کام پورا کر سکتے ہیں  
 تو اس پر یہ سوال (۴۸) ہر قسم اول مخلوق کو ایسے کاموں اور کلمات کا انکا اتمام روشنی پر موقوف  
 کیوں محل کیا۔ اور قسم دوم کو ان کلمات سے کیوں محروم کر دیا مثلاً حضرت انسان کو جو ہم نامی  
 کیوں کیا۔ حجر کے طرح کیوں نہ بنا دیا پھر اسکو نشوونما کو اسکی حس حرکت و ارادہ پر کیوں موقوف  
 ٹھہرایا۔ شجر کی طرح کیوں نہ بنا دیا جو بلا حس و حرکت ارادی با قضا و طبع جڑ ہو نہ کر فریہ سر ہا۔  
 ربانی۔ (لطیف مٹی) کہنچے ہیں اور جڑ سے جوئی تک تناسب طبعی کے ساتھ ہر شاخ و برگ تقریباً کم و بیش  
 اس طرح بودہ سے بڑے بڑے پیر ہو جائیں پھر حس و حرکت کو ساتھ لفظ و ادراک کلی کا ضمیمہ ہو جائے گا دیا  
 جو اس کے حق میں ہے۔ اور روشنی طبع تو بہرین بلا بندی۔ کامنہ ہو گیا۔ جسکے سبب وہ مارا مارا رہا  
 ہے کہیں کہ سان دتا ہی کہیں تاجر۔ کہیں حاکم کہیں محکوم۔ کہیں عمدہ عمدہ گرمی و سردی کو کہہ رہا تھا  
 کہیں لباس ڈھونڈتا پھرتا ہے اور ان کاموں کے پورا کرنے کو وہ روشنی کا محتاج ہو گیا ہے اور  
 حیوانات و طیور کہ کی طرح کیوں نہ بنا دیا۔ جو ان بگہڑی دن سے آزاد ہیں۔ اور روشنی کے محتاج  
 نہیں ہیں۔ اس کے جواب میں جو کہہ وہ کہے گا وہ اسی قسم سوالات کا مورد ہو گا کہ بعض سلسلہ سوالات کا  
 منقطع نہ ہونا یا بیگانہ یا نہ کہ مدعی بیان کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا۔ یا یہ کہ وہ باعتراف ناسانی  
 اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیگا۔

یہ سارا نظام عالم و نرج دیوان قدرت کا یہ حال ہے کہ پورے اسرار کسی چیز کے کوئی نہیں تھا

اور نہ بیان کر سکتا ہو و معذک جہا تک عقل کی رسائی ہوتی ہے بیان اسرارِ عمل میں آتا ہے۔ تو بیان اسرارِ احکام مذہبی میں اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔ اور جہا بعض اسرارِ حرمت ریشمین لباس کو بیان کرنا۔ اور باقی مذہ کو مجہول الکئہ خواص اح۔ یہ کہ مانند سمجھ کر آنحضرت کی تقلید سے مان لینا کس طرح محلِ اعتراض ہو سکتا ہے۔

## قد کرہ لطیفہ

ریشمین لباس کے حرام ہونیکے بیان میں جو پہنے کہا ہے کہ احکام شرعیہ میں ایسی مجہول الکئہ خور پائی جاتے ہیں جسکو آنحضرت حکیم روحانی جانتے ہیں چنانچہ او یہ میں مجہول الکئہ خواص تھے ہیز۔ جو بقراط۔ سقراط وغیرہ حکما جسمانی بیان کرتے ہیں۔ ایسا ہی بعینہ انرا سبل سیدہ خاتون نے اپنے رسالہ راہ سنت میں بیان کیا ہے۔ اس مقام میں ہم انکی اصل عبارت نقل کر کے ناظرین کو انبی سبک جو نمبر ۱۲ جلد ۱ شائع شدہ کہہ چکے ہیں کہ سید احمد خاں صاحب پہلے کیا ہے اور اب کیا بن گئے ہیں (نمبر ۱۰) افزمین اور خباب مروج کے استقول جو نمبر ۱۲ جلد ۱ شائع شدہ صفحہ ۱۱۳ مع رد منقول ہو چکا ہے کہ یہ ہمارا اصول نہایت چچا ہوا ہے انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہے تو ضرور ہے کہ جن بات پر وہ مکلف ہوا ہے وہ عقل انسانی سے خارج نہ ہو غلطی نہیں کے قول سے ثابت کر دے کہ ہمیں۔ اور جو بنا براس اصول خباب کے حضرت نیچر تعلیمات نبویہ پر اعتراض کرتے ہیں ان سبکو اس کلام خباب سے اوٹھاتے ہیں۔ پس ناظرین بنین اس سالہ کے صفحہ ۱۲ میں آپ فرماتے ہیں قال صاحب المجالس قد تقر فی الاصول ان حسن الافعال و فحھا عند اهل الحق انما لیرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امر به فی الشرع فهو حسن و کل فعل فحھ عندہ فی الشرع فهو قبیح یعنی صاحب مجالس لایرانے لکھا ہے کہ اصول میں یہ بات شہر چکی ہے کہ بھلائی اور برائی کا سون کی حق والوں کے نزدیک شرع ہی سے معلوم ہوتی ہے عقل سے نہیں معلوم ہوتی۔ پہر حکام کا کہ شرع میں حکم ہو چکا ہے وہ اچھا ہے۔ اور جب کام سے شرع میں منع ہو چکا ہے وہ بُرا ہے۔ وقال الامام الغزالی فی کتاب الادبیین فی اصول الدین ایاک ان تصدق

بمقلک و تقول کل ما کان خیراً او نافعاً فهو افضل و کل ما کان اکثر کان  
انفع فان عقلک لا ینتھلی لی اسرار الامور اللہیة و انما یتعقلها قوۃ النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقیاس  
او ما تدری کیف ندیت الی الصلوة و طہیت عنہا فی جمیع النہار و امرت  
بتزکیہا بجل الصلح و الحصر و عند الطلوع و الغروب و الزوال  
یعنی امام غزالی صاحب کتاب اربعین فی اصول الدین میں لکھا ہے کہ سچ تو اپنی عقل پر کام کرے  
اور اس بات کے کہہ سچ کہ جو اچھ اور فائدہ کی بات ہے وہ فائدہ مند بہت ہے کیونکہ تیرے سمجھ  
الہ صاحب کے بیدار تک کہان پوچھتی ہے انکو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں جس جھکو تو  
تا بعد از ہی لازم ہے کیونکہ ان باتوں کی خاصیتیں عقل سے نہیں سمجھ جاتیں تو نہیں دیکھتا  
کہ نماز و ن کیوقت تو اذان زیباجاتی ہے اور پیرن بہر اذان دینکا حکم نہیں بلکہ پوچھنے  
اور عہ کی نماز ہو چکنے کے بعد نفل پڑھنے کا اور سورج نکلنے اور ڈوبنے وقت اور ٹھیک دوپہر  
نماز پڑھنے تک حکم نہیں حالانکہ اذان دینے اور نماز پڑھنے تو فوب کا کام تھا پھر اگر اپنی سمجھ لو  
داخل ہوتا تو ہر وقت نماز پڑھنے میں فوب ہوتا حالانکہ ابن وقتون میں نماز پڑھنے سے  
اس سے معلوم ہوا کہ اپنی سمجھ میں سمجھ لینا کہ فلا فی بات اچھی ہے کسی کام کی نہیں اچھی  
بات وہی ہوتی ہے جھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اچھا بتا دین۔ و قال فی  
احیاء العلوم کما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویۃ مع  
ان التجربة سبیل الیہا کذا انک تقصر عن ادراک ما ینفع فی الاخرۃ  
مع ان التجربة غیر متطرق الیہا و انما یکون ذلک لودجیع النیا  
بعض الاموات و اخر و ما عن الاحمال المقصرۃ الی اللہ تعالیٰ  
و المبعدة عنہ و ذلک محال مطمع فیلہ شیخ و امام صاحب احیاء العلوم  
لکھا ہے کہ جس عقل دواؤں کے فائدہ پر دریافت کرنے میں عاجز ہے باوجودیکہ اولکافا

دریافت کرنے کو تجربہ کی راہ ہر اس طرح جو باتیں قیامت میں فائدہ مند ہیں انکی معلوم کر نہیں  
عقل عاجز ہو اور اس کے ساتھ یہ ہر کہ جس کے دریافت کر نیکو تجربہ کی بھی راہ نہیں۔ اور تجربہ ثواب  
ہو تاج سردی اور ٹہہ آ کر اور ہلکو کہہ جائے کہ فلانی باتیں تو ثواب کی ہیں اور فلانی باتیں  
عذاب کی اور سردی اور ٹہہ آنے کی توقع ہی نہیں۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو تمہاری  
نزدیک چہا سمجھا ہو اس کا چہا سمجھنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ چہا ہونا اسی چیز پر بولاجاویگا  
جو شرع سے ثابت ہو اہو۔ یہ بعینہ کلام جناب ہر ناظرین اسکو بغور ملاحظہ فرماوین اور  
جن اغراض کے لئے میں نے اسکو نقل کیا ہے انکا معائنہ اس میں کریں۔

### رجوع بہتین

وسرہ ماذکر خانی الخمر۔ اور ریشمین لباس کے جو سر اندک اور ہونی ہر سکاہید  
وہی ہر جو سر شراب کو بیان میں گذرا۔

مترجم کہتا ہے سر شراب کو اسرار میں آنے پر حجتہ اللہ کہ صفحہ ۲۹ میں فرمایا ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے  
جو دنیا میں شراب پی گا وہ قیامت میں نہ پیگا پہر اس کے سبب اسرار آنے کو بیان کر رہا ہوں۔  
از انجملہ ایک یہ ہے کہ جو کسی کام میں خدا کی نافرمانی کرے اسکی نرا یہ ہے کہ اس کام کی ضرورت اور طلب کے  
وقت اس سے محروم رہا جائے۔ از انجملہ یہ ہے کہ دنیا میں شراب پینا بھی خصلت ہے۔ اس سے اس میں دُوب  
رہے وہ اس امر کا منتہی نہیں کہ بہت کرانت احسانی اس میں بھی خصلت کے صورت میں اسکو نمایاں ہو  
پہر شراب خواہی کا بھی خصلت ہو نا اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۹ میں ثابت کیا ہے پہر اسکی برای یہ اتفاق  
عقلا زمانہ نقل کیا ہے پہر جو شراب پیے کہ اس کو از روی حکمت علمی جائز سمجھتا ہے اسکی تا کو بدامال رکھتا ہے  
پہر تو ہی شراب کی (جو نشہ ندری) مانعت اسوجہ سے بنی کی ہے کہ تہذیبی شراب پینا بہت میں نہ پاتا  
ہو نا ہے اور اس کے متضاد ارتفاع بدون رفع اصل ممکن نہیں ہے۔ اور اسکی اجتناب و ترک کی حاجت سیات  
بایہ قائم نہیں رہتی۔ اسنے ملحوظاً

اس تفصیل سے جواب دیا کہ اولاً مذکورہ تذہب جو بہتر المیہ اور صحت سے مشروط ہے اور ایسا ہے اور یہاں بخوبی



معلوم ہوا کہ جن امور میں آنحضرت نے کچھ حکم دیا ہے (برعہم مخاطب ٹہنہ دنیا کیوں نہو جیسے ڈاٹھری موجدوں کا بڑا نام یا کترانا۔ ریشمین لباس۔ و دراز آزار کا پہننا نہ پہننا) اس میں سرشتہ روحانی اصلاح کو نہ ہتھ سے نہیں دیا اور اپنے منفعت نبوت سے تنزل نہیں کیا۔

آپ کے نزدیک ریشمین لباس کا امور دنیاوی ہی و جنگو دین و دنیا کے علاوہ نہیں (ہونا تو آپ کی اس بات میں رجبو نمبر اجلد ۲ شائع میں منقول ہے) موجود ہی۔ ایسا ہی ڈاٹھری موجدوں کا کہنا نہ کہنا آپ کے نزدیک مذہب سے خارج ہے۔ صرف بلحاظ تہذیب آپ کی ڈاٹھری رکھنی رکھنی میں یہ توجیز ہے کہ اگرچہ رنگ گورامو اور ڈاٹھری کا کالا تو اس کا کہنا سنا ہے۔ جیسا کہ مذہب قوم کو لوگ (یورپین) رکھتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ رنگ ڈاٹھری کی مانند کا لاہو۔ یا بالوں کا رنگ چہرہ کی طرح سفید ہو تو اس ڈاٹھری کا منڈانا بہتر ہے۔ یا انہما اگر کوئی ڈاٹھری کو منڈاوی تو آپ اس میں حج نہیں سمجھتے اور اگر کوئی رکھتے تو اس میں بھی حج نہیں سمجھتے۔ مگر منڈاوی کو رکھنے والوں نے افضل سمجھتے ہیں۔ اور ان کو فرشتہ در فرشتہ ہیں۔ اور رکھنے والوں کو بیچتا ہے۔ چنانچہ تہذیب الاخلاق شہ سحری نمبر جلد ۷ ص ۲ میں جو آ ایک خاص عقیدہ خشتا سی ڈاٹھری رکھنے والوں کو اس سوال کے کہ ڈاٹھری منڈا دنیاوی باتوں سے تعلق کتنا ہے یا دنیا سے اور نہ تو ان کا ڈاٹھری کو منڈانا خلاف شرع ہے یا نہیں آپ فرماتی ہیں ڈاٹھری جیسا کہ منہ اوپر کیا گیا بشرطیکہ وحشیانہ سے نہ کہی جاو تہذیب کے خلاف نہیں ہے چنانچہ ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں شخص جو نہایت مذہب قوم کو ہیں ڈاٹھری رکھتے ہیں۔ اور ہر ملک کے بھی خوبصورت گوشت رنگ چہرہ و بشرطیکہ گورازنگ کو ڈاٹھری نہایت خوبصورت اور پہلی معلوم ہوتی ہے (ان جب سفید ہو جاو تو منڈا نیکی قابل ہو جاتی ہے بشرطیکہ منہ کی جہرمان۔ اور کالون کو گڑھے۔ اور منہ کا پو پلا پن صورت کو بدناما کرے) اسکے سوا منہ کی رونق اور شجاعت و بہادری و عیب اس سے بایا جاتا ہے پس اس کا کہنا یا منڈانا ہماری بحث سے خارج ہے اور ہم اس پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہم قطعاً ان مسائل سے جنگو مانع مذہب نہیں سمجھتے بحث نہیں کرتے۔ اگر ڈاٹھری منڈانی ناجائز ہو

جواب دفعہ دوم یہ دعویٰ تو ہم ہی نہیں کرتے کہ جو کچھ قوت موجودہ زمانہ حال میں ہو وہ سہی  
منزل میں اللہ ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت میں لکھا گیا ہے اس لیے کہ ہم ان کتاب کی تحریف قطعی سے  
خالی ہوتے ہیں اور شہادت اس رشتہ و وہیب الانقیاد اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ اہل کتاب کی  
لا تصدقوا بل الکتاب ولا تکن جوہم ہر امر میں تصدیق کرو نہ ہر امر میں تکذیب

تو اس سے ہمارا کچھ بچ نہیں۔ اگر جائز ہو تو ہمارا کچھ بچ نہیں۔ لیکن اگر ڈاٹری کو ایک ٹی بنا یا  
جاوے چیکے اور جہل شکار کہلا جاوے تو اس سے منڈانا ہی بہتر ہے اگر ڈاٹری منڈانا جائز ہے تو سچا  
تر کون پر لیکن الزام ہے ہندوستان میں طے پڑی مقدس مولوی صاحب جیدہ و عامہ ہی ڈاٹری  
منڈا لڑہیں انسا فرق ہے کہ ترک ڈاٹری منڈا کر فرشتہ کی صورت ہو جائے ہیں اور یہ حضرت مقدسین  
ہی بنا تے ہیں۔ اسکا مطالبہ ہے کہ ڈاٹریکا اطلاق میسا کل ڈاٹری پر ہے و لیسای نبو ڈاٹری  
بہ ہے اگر ڈاٹریکا منڈانا جائز ہے تو اسکی خبر دکان ہی جائز ہے اگر آپ نے کمال مستحق تو ہیں خبر و  
ڈاٹری کو منڈا نیکی پر تشریح کی ہے جو اپنے سنت سونا و افقون میں ڈاٹری کو زیر و بالا سحر طوائف کی رسم  
پر لگی ہے بلکہ نزدیک خط منوانا۔ اور عام ڈاٹری کا صفایت کرنا لکھنا ہے۔ اور جب کہ خط منوانا و افقون میں  
جائز ہو جائے تو ڈاٹری کا منڈانا ہی جائز ہے بلکہ خط منوانہ میں تو انسان بیجا بی صورت بن جاتا ہے  
اور بالکل منڈا نیکی فرشتہ صورت ہو جاتا ہے۔ آئیے ان ناواقفوں کو مطلع سے ڈاٹری منڈا نیکی کا جو نکال  
لیا اور انھیں کو وید و تشدید کا جواب دے۔ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ میں گذری ہے کہ خیال کیا جائے کہ  
اس کلام میں صاف ہے کہ ڈاٹری کا لکھنا آپ کے نزدیک دنیا و سر پر حکا دین کے چھل نہیں ہے۔ سو ہم ہنر اس کی  
چیز و سر پر تصریح کیا۔ اور انکا دین میں داخل ہونا اور ان میں روحانی اصلاح کا سرخی ہونا ثابت کر دیا۔  
۱۱ اس تحریف کی تفصیل کی ثبوت کا یہ ہو تم نہیں ہے۔ جو اسکا طالب شایق ہو۔ وہ تعریف  
فن منظر اہل کتاب خصوصاً نوید باوید اور انکی فرزند ارجمند (مصدق الولد سر لایہ) کا  
معیار جو تحقیق حال کتب تدوین کے لائق معیار و چنانچہ برج آئندہ میں اسکا حال لکھنے کا مطالبہ کرے۔

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

وقولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا

رواہ البخاری

ان کتب کو صدق و کذب و کلام اصلی

والحاقی سے مخلوط و مزوج خیال کرتے ہیں

ولیکن ایک اس عام دعویٰ کو کہ سوائے احکام عشرہ تورات کو اور جو کچھ اسمین سہی شنبہ ہے۔ اور اسکا خدا کی طرف سے نازل ہونا یا موسیٰ علیہ السلام کو وقت میں لکھا جانا ثابت نہیں ہے (بہی صحیح نہیں سمجھتے۔ اس عموم دعویٰ کو توڑنے کے لیے احکام عشرہ سے علاوہ چند احکام (جسکا خدا کی طرف سے ہونا ثبت ہے) قرآن و حدیث ثابت ہے۔ اور بعض احکام کو منجانب اللہ ہونیکا آئیکو ہی اعتراف ہے) کا ذکر کیا کافی ہے۔ پس اول احکام عشرہ کو یہ لکھا جائے کہ یہ ہر اون احکام کا ذکر آتا ہے۔

وہ احکام عشرہ تورات کی کتاب خروج میں مکیسویں باب میں تفصیل فرماتا ہے۔  
(۱)۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا ہو۔

(۲)۔ تو اپنے لئے کوئی موت یا کسی خیر کی صورت جو اوپر آسمان یا نیچے زمین یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا اور انکے آگرم مت جہک اور نہ انکی عبادت کر۔

(۳)۔ تو خدا کا نام بیفادہ نہ لے (یعنی یہودہ دیے محل۔

(۴)۔ تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لیے یاد کر چہ دن تک تو اپنی محنت کر کے اپنی ساری کام کاج کر سکتا تو ان دن سبت کا ہے اسمین کچھ نہ کر۔

(۵)۔ تو اپنے آپ کو غرت دی۔ (۶)۔ تو جو جوری مت کر۔

(۷)۔ تو خون مت کر۔ (۸)۔ تو اپنے بڑے سے بڑے جہوٹی کو اپنی مت کر۔

(۹)۔ تو زنا مت کر۔ (۱۰)۔ تو اپنے بڑے سے بڑے گھر کا لالچ مت کر۔

اور جو احکام ان عشرہ سے علاوہ تورات کی طرف سے یقیناً معلوم ہوتے ہیں وہ بشمار ۱۱  
از انجمل ایک حکم ممانعت مسود ہے جو تورات کی کتاب خروج باب ۱۷ اور کتاب احبار باب ۱۷  
میں مذکور ہے اخبار کی عبارت یہ ہے۔ اگر تمہارا بھائی تمہارے بھین مجناج و تہید ست  
ہو جاوے تو اسکی دستگیری (رو۔ خواہ وہ اجنبی ہو خواہ مہمان۔ تاکہ وہ تیرے ساتھ زندگی

بسر کرے۔ تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنی خدا سے ڈر۔ تاکہ تیرا بہائی تیرے ساتھ زندگی بسر کرے تو ہے سودی روپیہ قرض مت دے نہ اس نفع کے لئے کہا نا کہلا۔ میں تمہارا خدا ہوں جو ملک و زمین ہر قسم سے نکال لیا تاکہ تمہیں کفالت کی زمین دون۔ اور تمہارا خدا ہوں۔

اس حکم کے منجانب اللہ ہو بہ و دو دلیلین ہیں تحقیق الزامی و دلیل تحقیقی (جس پر اعتبار تھا ہی) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہود کے لئے سود کے منع ہونے اور سود کھانے پر انکو نذر اللہ کی خبر دی ہے۔ اور ایک موافق سود کی حرمت و ممانعت قرآن و حدیث میں آچکی ہے اللہ تعالیٰ سورہ نسا میں فرمایا ہے ہم نے یہود و نکلے ظلم کرنے اور انکے خدا کے راہ سے روکنے۔ اور انکے

فبظلم من الذین ہاد و حرمنا علیہم طیب  
احلت لہم و بطل ہم عن سبیل اللہ کثیرا  
واخذ ہم الدیو ا و قل طوع و نہ واکلام  
اموال الناس با لباطل و اعتدل للکفر  
منہم علی ابا الیما۔ سن نسائے ۲۲

سود کھانے (جس سے منع کئے گئے تھے) اور انکے لوگوں کو لکاحق مال کھانے کے سبب ہم نے ان پر ستہری چیزیں حرام کر دی ہیں اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے (جو ایسے کام کرتے ہیں کہ کہہ کی مارتیا کر رہی) سود سے منع کیا تھا۔ اور اس حکم کو دین ٹھہرایا۔ اگر یہ حکم خدا کی طرف سے اور داخل دین نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ انکو سود کھانے پر سزا دیتا۔

اور اس دین میں سود کی ممانعت میں سورہ بقرہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں  
الذین یا کلون الیو الا یقومون الا کمال یقوم  
الذی یخطبہ الشیطان من المسخ الک بانہم  
قالوا انما البیع مثل الیو و اصل اللہ البیع و حرم الیو فی جامعہ  
موطعہ میں فرماتے ہیں فلا عا سلف و امہ الی اللہ  
ومن عاد فا و لک اصحاب الہاد ہم فیہا خالون  
بقراہ ۳۸۶

وہ و بقرہ) سے ایسی اوٹھنے جیسے کوئی شیطان کے لئے تہہ لگانے سے بیہوش ہو جائے اوٹھا ہی یہہ (سزا) سئلے ہے کہ اوٹھو تو کہا بیع سود جیسی ہے اور خدا نے بیع کو حلال کیا ہی اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے سو جبکہ خدا کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ

باز آ جاو محو پہلا لیا ہوا ایکارٹ۔ اسکی معافی کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو (بہت نصیحت سنکر) بہر سود لین وہ جہنمی ہیں ہمیشہ اسمین رہینگے۔

لوگو جو ایمان لائی ہو ڈرو خدا سے۔ اور باقی رہا سود چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنا کونکر ہو جاو اور اگر اس سے باز آ جاو تو انبر اصل مال لے لو نہ تم بدیون پہ ظلم کرو۔ نہ خود ظلم نہ ہو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور سود کا وثیقہ لکھنے والے اور اس پر گواہی کرینو الحوالہ سب پر لعنت کی ہے۔ اور آپ نے فرمایا ایک درہم سود کا جانکر کہا ناجہتیس زنا سے بُرا ہے۔

اور فرمایا سود لینا ستر گناہ کے برابر ہے جنہیں ادنیٰ یہ ہے کہ آدمی اپنی مال زنا کرے۔

جب آپ موعراج کو تشریف لینگے تو آپ نے ایک قوم کو دیکھا جنکے بیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں آنحضرت نے جبرائیل سے انکا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خوار ہیں۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذرہ ما بقی من الربوا انکمتم مومنین۔ قالہ تفعلو فادنا جہر من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم دوس امواکم لا تظلمون ولا تظلمون

عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل الربوا و موکلہ واتبہ شاهدہ وقال ہم سواہ (مرہواہ مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادہم دبر یا کل الرجل ہو بجلہ شد من ستہ وقلین ذنیہ (رواہ احمد)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الربوا سبعون جزء السیرھا ان ینکر الرجل املہ (مرہواہ ابیہقی وحاکم وصحیح)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونہم کالبیوت فیہا الحیات فقلت من ہولاء یا حبیبائیل قال ہولاء اکملہ الربوا (مرہواہ احمد)

ایک دفعہ آنی خواب میں ایک شخص کو لہو کی نہر میں کھڑا ہوا دیکھا۔ اور اس کے کنارہ پر دو حسرتے شخص کو جو بہتر لہو ہو کر بیٹھا تھا جب وہ شخص نہر سے نکلنا چاہتا تو وہ بہت رو ان کی ماری اس پر بھیجے لوٹا دیتا۔ اس شخص کا حال شخصت نے جبریل سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ شخص سود خوار ہے۔ بہت قصہ فصل صحیح کا نصف ۳۴۳ میں مذکور ہے اور اسکا ذکر نمبر ۲۲۱ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ میں بھی گذرا ہے۔

جب آپنے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن خطبہ پڑھا۔ تو اس میں سود کی نسبت یہ فرمایا زمانہ جاہلیت کا جتنی سود ہو وہ سب کا سبہ موضوع ہے۔ یعنی موضوع۔ و مر بوا الجاہلیۃ تحت قدحی  
 واول ربوا اضع من ربوا فاربا عباس  
 بن عبدالمطلب فانہ کذلک موضوع۔ رواہ مسلم

### طرفہ اور اسیر طرہ

طرفہ ماجرے ہے کہ حضرت یحیرہ باوجود اس قدر وعید شدید کے سود کر بائین پہر ہی سلو دنیا کو امر بتاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس لئے نہ لینے میں بدست آور حدیث انتم اعلم باہود دنیا کم خود مختار خیال کرتے ہیں طرفہ یر طرہ یہ کہ ان آیات و حدیث سے جو تہوڑی بہت ہر قسم کے سود کو حرام کر رہی ہیں آنکھ بند کر کے۔ تہوڑی سود کو جواز پر آیت لا فاکلوا الریبا اضعافا مضاعفہ کہ مفہوم مخالف استدلال کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں جند و جند سود لینے کی ممانعت آئی ہے حکما مفہوم یہ ہے کہ ڈھوڑا یا سود لینا منع نہیں ہے۔ امام ابن تہیب نے بیچ خیاب سید احمد صاحب بہادر کو حوار میں جو پنجاب میں انکی نصرت کر رہی ہیں۔ لایہو کے گلی کو جو چین برلا یا بہتر کر ڈیڑز بلکہ ایک صدہ جوان سیکر رہے و منادی کرینوالے یہ کہ کلمہ زبان پر لائے ہیں۔ کہ خدا کیا باگل ہو گیا ہے؟ کہ تہوڑی بہت سود کو حرام کرتا ہے؟ فو بالذین بذلکفر۔ کذبت کلمہ تخریج من افواہ ہم ان یقولوا لا کن با۔ انکی سود کو دنیاوی امر کہنے کا جواب اولاً تو ہمارا کل محبت مذہب و معاصرت ثانیاً خود وہ آیات و احادیث جنہیں سود لینے پر سنر او وعید کا ذکر ہے انکی سہات کو رد کرتے ہیں

اگر سود لینا دنیاوی و اختیاری امر ہوتا۔ تو اسکی ارتکاب پر وہ شرعاً عذاب جو آیات و حدیث مذکور میں آتا ہے ہرگز نہ ہوتا تھا۔ لہذا انکا بہت سود لینے کو منع کہنا اور اسکی مخالفت کا آیت سے ثبوت مان لینا خود انکی بات کو رد کرتا ہے۔ اور اسمین صرف اقرار پایا جاتا ہے کہ سود لینا احکاماً دنیوی امر سمجھتے ہیں، اعتناء و عدم جواز کا (جو دینی حکم ہے) محل ہو سکتا ہے۔ رہے اسکا قید زیادتی سے مفید ہونا سوا اسکا جواب غفریب آتا ہے۔

انکی تہوڑے سود لینے کے جواز پر استدلال کا جواب یہ ہے کہ مفہوم فقہی قید یا شرط کا سچا لینا جائز ہے جہاں اس قید یا شرط سے نفی اس صورت کو جو قید یا شرط سے خالی ہو اور یکہ مقصود نہ ہو۔ اور جہاں ذکر قید یا شرط سے اور غرض و مقصود ہی مقصود ہو وہاں کسی محاورہ عربی یا عجمی میں مفہوم مخالف لینا جائز نہیں ہے خیال نہ اسکی تفصیل یا تمثیل انشاء اللہ نمبر و جلد ۱۹ ص ۱۹ میں بخوبی ہو چکی ہے بناء علیہ آیت کی قید اضعا فاضعا کا مفہوم مخالف اعتبار کرنا اور اس سے تہوڑے سود کا جواز نکالنا ناجائز ہے اسلامی کا اس قید سے تہوڑے سود کو مباح کرنا خدا تعالیٰ کا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اسکے ذکر سے انکے اس ظلم و زیادتی کا (کہ ایک سو کے بدلے کئی سیکڑے لیا کرتے) ظاہر کرنا اور اس پر انکو شرمسار کرنا اور ایندہ اس زیادتی و ظلم سے روکنا مقصود ہے۔ انا م رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کے نزول

كان الرجل في الجاهلية اذا كان له ظم  
انسان مائة درهم الى اجل ولم يكن له دين  
واجداً انك قال زد في المال حتى ازيد  
في اجل فربما جعل ما بين ثم اذا اجل اجل  
الثاني فعل مثل ذلك ثم الى اجل كثيرة  
فياخذ بسبب تلك المائة اضعا فاضعا  
فهذا هو المراد من قوله اضعا فاضعا  
(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۷۷)

کا یہ موقع بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں  
جب کسی شخص کا کچھ سو درہم قرض نہ ہو تو قرض  
گذر جانے میں عاقل و در صورت ناوار ہونے مقصود  
کے وہ قرض خواہ سہی کہتا کہ تو مال کو زیادہ کر دے  
میں مدت کو بڑھا دیتا ہوں۔ پہلے کیس کا وہ سو  
قرار پاتا جب اسکی بھی مدت گذر جاتی اور قرض نہ  
ادا نہ کی صورت نہ بن بڑھتی تو سوا درہم بڑھایا جاتا  
اس طرح کئی مدتوں میں کئے سیکڑے ہو جاتے۔ اسی سبب سے

وقوله اضعا فامضعه ليس لتقييد النهي به بل لمراعاة ما كانوا عليه من العادة توجيهاً لهم بذلك اذ كان الرجل يذبح الى اجل فاذا حل قال للمديون زدني في المال حتى ازيد في الاجل فيفعل هكذا عند محل كل اجل يستغرق بالشئ الطفيف ماله بالكليده (تفسير في السعوى) لعل التخصيص بحسب الواقع اذ كان الرجل منهم يذبح الى اجل ثم يزد فيه زيادة اخرى حتى يستغرق بالشئ الطفيف مال المديون زبعضاً وى) - وفي الحاشية هذا اشارة ان هذه ليس لتقييد النهي بحسب مقتضى الحرمة عند انتفاكه بل لزيادة التوجيه والتنبيه على انهم كانوا على هذه الطريقة المذمومة التي ربما يستفهموا اكله الربوا ايضا -

وقوله اضعا فامضعه ليس لتقييد النهي لما هو معلوم في محرمية على كل حال لكنه جئ به باعتبار ما كانوا عليه من العادة التي يعتادونها في الربوا - فانهم كانوا يذبحون الى اجل فاذا احل الاجل زادوا في المال -

(فتح البيان) ض ۲۵

وہ ایک سو دلو کی سود وصول کرنا جو کہ اس سے مراد ہے تفسیر ابو السعودین ہے اصعافاً مضعفاً کا ذکر حکم ممانعت کو صورت زیادتی سے مفید و مخصوص کرنے کے لئے نہیں ہے - بلکہ بلحاظ انکی عادات کے ہے - اور اونکو زجر کرنے کے لئے - پہر انکی عادت کو بنایا گیا ہے تفسیر کبیر سے نقل ہوا تفسیر بیضاوی میں کہا ہے - یہ تفسیر موقع کے لحاظ سے لگائی گئی - اسکے حاشیہ میں کہا ہے کہ اس میں بہر اشارہ ہے کہ یہ قید اسکے نہیں لگائی کہ اگر اس قدر زیادتی نہ ہو تو سود لینا حلال ہے بلکہ یہ اوکو زیادہ زجر و ملامت کرنے اور اس بات کو قبل لانے کو ہے - کہ یہ بہر اطرقتہ لیا براہی کہ سود خواروں کو یہی پسند نہیں ہے - تفسیر فتح البیان ہے یہ قید حکم ممانعت سود کو مفید کرنے کو لئے نہیں ہے اسلئے کہ سود کی بہر حال ممانعت قرآن میں بخوبی معلوم ہے لیکن یہ قید بلحاظ انکی عادت کر ذکر کی گئی ہے پہر اسلئے عادت کو بیان کیا گیا کہ ذکر کئی بار ہو چکا -



اس طرح اور تقاسیر حلالین۔ معاملہ وغیرہ میں بیان کیا ہے اور اس قید کا یہی مطلب تھا یا ہے اس قید کی لفظ سرباری بول چال میں یہ ہیں کہ ایک شخص مسجد میں فعل شیعہ کر رہا ہے۔ اسکو کوئی ناصح کہتا ہے کہ کیا تو مسجد میں ایسا بُرا کام کرتا ہے یا کوئی ایک شخص کو ناصح لائے ہوں مار رہا ہے۔ اسکو کہا جاتا ہے کہ لائے ہوں سے ناصح ایسا سخت مارتا بڑی بے رحمی ہے۔ یا کوئی اپنے بہائی پر ظلم کرتا ہے اسکو کہا جاتا ہے کہ کیا بہائی ایسے ظلم کا محل ہے۔ ۹۔ ان قیود سے یہی مراد ہے کہ مسجد میں فعل شیعہ کرنا۔ اور لائے ہوں سے مارنا۔ اور بہائی پر ظلم کرنا۔ بہت بُرے کام ہیں اگرچہ فعل شیعہ خارج از مسجد۔ اور کسیکو ناصح بلکہ سارا مارنا۔ اور بہائی کے سوا اوروں پر ظلم کرنا بھی برائی سے خالی نہیں۔ ان قیود سے یہہ مقصود سمجھنا کہ مسجد سے خارج فعل شیعہ کرنا۔ یا کسیکو تھوڑا سا ناصح مارنا۔ یا بہائی کے سوا اوروں پر ظلم کرنا جائز ہے انہیں لوگوں کا کام جنہوں نے خدا و رسول جھوٹ کر اپنے ناقص عقل یا خیالی نیچر کو اپنا رہنما بنا لیا ہے اس قسم کے شروط و قیود موقع و محل کی لحاظ سے صدر احکام کتاب اللہ و سنت میں مجھے جا بہن۔ اور بالاتفاق انکے مفہوم مخالف مراد نہیں لئے جاتے۔ از انجملہ ایک یہہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ولا تکرہوا فتناً تکملہ علی البغواء اور ما تحضوا للتبعو عن الحیوۃ الدنیا (نور ۲۴) اگر وہ خود حرام کا مستحق عصمت و عفت کا ارادہ کریں اس حکم میں یہہ شرط صرف بلحاظ موقع لگائی گئی ہے۔ جن لونڈیوں کو وہ جبراً زنا پر لگاتے ہیں وہ زنا کو پسند نہ کرتی تھیں۔ لہذا اس شرط کا مفہوم کوئی نہیں لیتا۔ و بناء علیہ اس آیت کے یہہ معنی کوئی نہیں کرتا کہ اگر وہ خود زنا سے عصمت نہ جائیں تو انکو زنا پر لگانا جائز ہے۔ اور از انجملہ یہہ حکم ہے کہ اپنی دخولہ بیوی کے بچلے خاوند سے بیٹیاں اپنے نکاح میں نہ لاؤ۔ و رہا تکملہ اللتی فی حجورکم من نسائہ وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش ہوں۔ کہما اللتی دخلتم بھن (نساء ۲۶) اس حکم میں بھی پرورش میں ہونے کی قید نہ نظر انکی عادت کے ہے۔ جو عورت کو نکاح میں لاتے



جو اس کلام کو جھوٹ جانتا ہے اور اس کو یہودیوں کی تحریف و تفسیر خیال کرتا ہے۔

دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے اپنی برائی کتاب تبیین الکلام فی تفسیر التورات والا انجیل علی ملتہ الاسلام کے جلد اول میں بڑے زور شور سے دعویٰ کیا ہے

اور زبرعم خود اس کا ثبوت بھی کامل کیا ہے کہ توریت وغیرہ کتب مقدسہ میں تحریف لفظی نہیں ہے

جو کچھ موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہو وہی امان لکھی گئی ہے۔ چنانچہ اسکے صفحہ ۶۲

میں آجکا یہ قول ہے کہ تحریف معنوی ہی نہ کہ لفظی۔ اور صفحہ ۲۳ میں یہ ارشاد ہے ”غرض کہ ہم مسلمان یقین کرتے ہیں

کہ جو وحی الہی نبیوں پر نازل ہوئی وہ ان کتابوں میں لکھی گئی۔ جو توریت اور زبور۔ اور انجیل کے نام مشہور ہیں۔ یہ کلام

جناب خدا مطلق ہے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ کی طرف سے وحی ہوا اور انکی زبان سے نکلا وہی بعینہ بلا تبدل و تحریفیت مندرج

ہوا۔ اور اس حکم سے کہ جناب اللہ ہونیسے دجو الفاظ توریت سے ثابت ہے ایکو کس طرح انکار کی گنجائش ہے۔

ان اگر اب مضمون تبیین الکلام کو غلط بتا دیں اور اس سے رجوع ظاہر کریں۔ اور اس بات کو مدعی بن جائیں

کہ توریت میں کلام اکثر اکاذیب یہودی ہی درج ہیں۔ اور اصل وحی میں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی

تبدیل و تحریف لفظی ہی ہو گئی ہے۔ چنانچہ دفعہ دوم پر یہ قول آجکا دجو عبارت منقولہ سابق میں منقول نہیں

ہوا کہ جلد نبی اسرائیل بابل کی قید سے چھوٹے تو صرف یادداشت اور زبانی روایتوں کے مطابق توریت

لکھی گئی۔ اور تمام واقعات تاریخی اور احکام دنیوی جو پہلے سے بطور زبانی احکام کو مانا جاتا تھا۔

اس میں بطور زبانی احکام کے مندرج ہوئے۔ اکثر مقام میں جہاں لکھا گیا ہے کہ موسیٰ خدا گفت و خدا

جو سے گفت و موسیٰ فرمود کہ خدا جن میں سفیر باید اسی خیال پر لکھا گیا ہے، اسی کذب تحریف لفظی کی طرف

اشارہ کرتا ہے تو اس صورت میں ایکو اس حکم کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کی گنجائش ہے۔ اور کہ

اس گنجائش انکار کے لہی یہ نہ شرط ہے۔ کہ آپ بد ملا اس خیال سابق سے کہ کتب مقدسہ میں تحریف

لفظی نہیں ہے، رجوع ظاہر کریں۔ اور صاف صاف کہہ دیں کہ جن باتوں کو موسیٰ علیہ السلام اپنی طرف

منسوب کرتے۔ یہودیوں کو ازراء تبدیل و تحریف خدا کی طرف نسبت کر دیتے۔ اور یہی اس قول موسیٰ کو کہ اے

یامین تمہیں ایسا کہتا ہوں۔ وہ خلاف واقع یہ الفاظ کہ خدا نے کہا۔ اے موسیٰ تو ایسا کہہ یا ہے

# اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر دوم

جلد سوم

علی صاحبہا الصلوٰۃ والقیۃ  
بابت صفحہ ۲۹۷ لہ و فوری شدہ

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجہ و مرتبہ قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	کم از کم لاکھ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عاملان فیادہ لائبریری و سوسائٹی	کم از کم ۵۰
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	۷
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی و سرپرست ہواہری سہ زیادہ نہیں۔	۱۰
(۵) لائبریری قیمت	کم وسعت جو سرپرست ہواہری کی آمدنی ہی نہیں کہیں مگر علی بصدقت کہیں تین اور رسالہ	نو پانچ
(۲) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سہ زیادہ تین	ہندوستان قیمت لبریری و تصور فرامین جرنیل کے کاپرچہ و صوبائی	
ہندوستان کے بعد رہا تہی قیمت بلا طلبہ قضا بھی بن	اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ برچہ واپس کر دیں۔	
رعائتی قیمت کے لئے شرط ہے کہ سالانہ بیلیگی و داخل کریج	(۵) ارسال زر او خط و کتابت متعلقہ رسالہ اتر کے نام	
(۳) عام قیمت و رعائتی ضرر ہر سال وان کو لکھ ہے	بوری عنوان و نشانہ مند برچہ ذیل سے ہونی چاہئے اس میں	
سینہ گذشتہ کو پورے برچہ کی قیمت ۵۰ سال سے کم نہ ہوگی	ایک لفظ کم نہ ہو۔ ورنہ خط و دستہ شفعہ ہمسام کو ملجا بیگا۔	
ان بلا ترتیب کوئی لیا جائے تو عام قیمت والوں کو بی بی بی	(۴) ذریعہ ارسال زر نہ ملکت نہ نوٹ صرف ڈاکخانہ	
لئے جادینگے۔ اور رعایتیوں سے فی برچہ ۲۰ روپے مفت لینے	کامنی آرڈر ہو جس میں ایک روپیہ سے ۵۰ روپیہ	
والوان سے صرف محصول ملک زمین باہر کو برچہ نکالے۔	بہت میں ارسال زر ممکن ہے ڈاکخانہ میں نقد	
(۴) جسکے نام برچہ بلا درخواست پہنچے وہ جب شیت خود	روپیہ داخل کرے کسی لبریری میں رسالہ الیکٹریک سید ملجا کی	
راقم ابو سعید محمد حسین لائبریری	از لاہور متصل سبب جینی۔	

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

تزیات در جواب تہذیب الاخلاق

تالیف جناب ستغنی از القاب

سید ابو المنصور امام فن مناظرہ الی کتاب

اس سالہ میں تہذیب الاخلاق کو اس مضمون کا جواب ہے جو پرچہ ۱۰۰ رجب ۱۳۵۷ھ میں بعنوان (تہذیب انسان کا امر طبعی ہے) شائع ہوا ہے۔

اسمیں مؤلف علامہ نے مضمون تہذیب کا ایک ایک فقرہ نقل کیا ہے پہر نہایت منانت و زانت سے اسکا جواب (مصدق خیر الکلام ماقول و دل) ادا کیا ہے میں سچا اسکے کہ اس سال یا اسکے مؤلف کی تعریف کروں اس امر کو کافی سمجھتا ہوں کہ اسکے چند مضامین اس مقام میں نقل کروں۔

اسی لئے کہ تعریف مؤلف علامہ نو انکو فضل و کمالات میں شہرہ آفاق ہونے کا سبب یہ تحصیل حاصل ہو اور تو صیف رسالہ بحکم و مشک آست کہ خود بودہ تذکرہ عطار بگوید کہ بتانے کی نسبت اصل کہا تے سے اچھی ہو سکتی ہے۔

پس واضح ہو کہ اس سالہ میں پہلے برسر ورق ایک ایسی آیت مندرج ہے جو مخاطب کی ادوار اسلام و خلافت کلام کا ایک لطیف جواب ہے پہر اخیر رسالہ میں اسکی ایسی تشریح کر دی ہے جس سے

اس جواب کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ آیت یہ: ومن الناس من يقول ائنا بالعدو باليوم الآخر واما هم بمؤمنين۔

پہر فتح ۲ میں دعویٰ عنوانی مضمون کا (کہ نہ انسان کا امر طبعی ہے) جواب دیا ہے کہ یہ صریح غلط و نیا میں کوئی مذہب جھوٹا ہو خواہ سچا امر طبعی نہیں کیونکہ اسکا بانی ایک ہوتا ہے اور یا تو کو اسکی پیروی مانگ کر کرنی پڑتی ہے۔ جبکہ اطلالت ہے کہ اگر مذہب امر طبعی ہو تو بے شک سب کا ہے ہر ایک کو آپ ہی آجاتا اسمیں ایک دوسرے کی پیروی نہ کرتا۔ جیسے سانپ کا لہر اتر ہوئے چلنا۔ اور چھٹی کا تیرنا جو بن سکھاؤ آجاتا ہے اور پیر و کیو اسمیں غلطی نہیں پہر بعض فتح ۳۔ اسکی تائید میں کہا ہے کہ مذہب بدل سکتا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق اسی پرچہ میں بعض فتح ۴۰ و اسم اسبات کا اقترا ہے مگر امر طبعی۔ دے جیسے سانپ کا لہر انا یا بچو کا ڈنک مارنا تو کبھی بدل نہیں سکتا۔

پہر اسی صفحہ میں تہذیب کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ خدا نے بھی فطرت انسانی کے مطابق انسان کو (مذہب) ملحقین کیا ہے، اسکا جواب اسنے یہ دیا ہے کہ جب مذہب امر طبعی نہ ہو تو مزید اعلیٰ ہے حکما کہ یا انقلاب

ممکن نہیں ہے تو خدا کی طرف سے اسکو تلقین ہونے  
میں کیا فائدہ اور یہ تحصیل حاصل نہیں تو کیا ہے  
پھر اسی صفحہ میں تہذیب کا یہ فقرہ نقل کیا ہے  
یہہ بھی ایک لازمی امر ہے کہ اس علی قوت کو قرار  
دینے میں اختلاف واقع ہو کوئی تو الہی موجود  
اور مخلوقات میں سے کسیکو وہ اعلیٰ قوت سمجھے  
اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود بخود  
اپنے خیال میں بنایا ہو وہ اعلیٰ قوت قرار دے  
اور کوئی اس لامعلوم بیچون و بیچکون قوت کو  
تمام کائنات کی علایعہ سبب سمجھتا ہو معبود قرار  
دیتا ہے یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجا بنا ہے الخ  
پھر اس پر چار وجہ سے مواخذہ کیا ہے ارا بخلاف  
وجہ اول یہہ ہے کہ اس اختلاف کو اپنی امر لازمی  
دلیلی طبعی و فطرتی، پھر ایسا ہے اور قول سابق  
میں بیان کیا ہے کہ خدا کی تلقین موافق فطرت  
انسانی واقع ہوتی ہے اس سے یہہ نتیجہ پیدا  
ہوتا ہے کہ جس کسی کے خیال میں جو کچھ آیا ہو  
خدا کو کسی بت کی صورت سمجھ لیا۔ سوچ چاند  
درخت میں اسکا طہو خیال کرنا۔ اپنی خیال  
میں کوئی صورت بنا لینا اور اسکی عبادت کرنا  
وہ سہی خدا کو حکم و تلقین کا مورد ہو سکتا ہے

اور جو خصوصیت انبیاء خدا کی عبادت کئے بتاتے ہیں  
وہ لغو ہے۔ یا تحصیل حاصل و چہ چہاں ہم یہہ کہ آپکو  
اس قول میں رکہ بھی خیال رفتہ رفتہ مذہب بناتا  
ہے، صاف تصریح ہے کہ وحی و الہام کی کچھ بنیاد نہیں  
ہے یہی انسانی خیال کا بن جاتا ہے اور یہہ امر باوجود  
مخالفت مجمع کتب سماویہ کے، آپکو قول سابق کے بھی غائب  
ہو جس میں صرف فرمایا کہ خدا نے موافق فطرت انسان  
مذہب تلقین کیا ہے۔

پھر صفحہ ۵ میں تہذیب کا یہ فقرہ نقل کیا ہے یہہ بھی  
انسان کا ایک طبعی امر ہے کہ خدا کو اس خیالی نقشہ کا  
(جسکا ذکر فقرہ سابق میں گذرا) کوئی انسانی اصلی  
یا فرضی اسکے سامنی ہو۔ یہہ امر حقیقت میں یہہ سستی کہ  
اسی بنا پر انسانوں نے اُن خیالی قوتوں کی ترمیم  
اس نقشہ کے مطابق جو اُنکو خیال نے کنہیا تھا یا طبعی  
یہہ جس سے انکا خیال ظاہر ہوتا تھا بنا لینا کیسکو  
بڑے رکہ کیسکو بڑے پیٹ کا کیسکو خوبصور و لہیز  
کیسکو کالی بیہت ڈا این بنا لیا۔ اس سے نہ حضرت  
ابراہیم پیغمبر سے نہ خبا نصیب کیا ہوا بہتر بت کیا ہے الخ  
کہلاتا ہے نہ حضرت اسمعیل و یعقوب علیہ السلام جو بنی اسرائیل  
پہر کٹر کر کے اس پر تیل ڈالتے تھے۔ نہ حضرت  
موسیٰ نہ حضرت داود و سلیمان پیغمبر سے نہ خبا نصیب

اور ٹھوکر اس یادگار کے لئے کہ ایک زمانہ میں خدا  
نے اسرائیل کے لئے دربار کو دوحہ کر دیا تھا انکو ایک  
جگہ نصب کیے انہیں جو نا پھر وادیا ہوتا تھا تیل  
اور ہونے ہی نہیں ڈالا۔

پھر صفحہ ۱۲ میں تہذیب سے خدا کو شان ہے  
الفاظ نقل کئے ہیں۔ جو تیل سروپ نرنگا ر وحہ  
لاشریک اور اس پر ہوا اخذہ کیا ہے کہ جو تیل  
سروپ نرنگا کے ساتھ اپنے وحہ لاشریک کا جملہ  
کیا خوب ملایا۔ جو تیل سروپ کے منہ نورانی  
صورت اور نرنگا کے منہ اسکی کوئی صورت نہیں  
ہے پس یہ وحہ لاشریک کے ساتھ گندہ بیرون  
بانشکالہ کا لطف ظاہر کیا۔

پھر اسی صفحہ میں تہذیب کا یہ فقرہ نقل کیا ہے۔  
مُقریون کے بڑے مندر پر یہ فقرہ کندہ تھا۔  
اور کیا عجب ہے کہ انکی کسی مقدمہ کتاب سے ہو  
کہ میں وہ شے ہوں جو ہمیشہ سے تھا۔ اور اب  
ہی ہوں۔ اور ہمیشہ رہو لگا۔ جو تیل ہی لائی ہے  
کہ مسلمانوں کی مسجدوں کے دروازہ پر کندہ کیا  
جاوے۔ پھر اسکا یہ جواب دیا ہے جو بعینہ  
آجکی عبارت سے منقول ہوا تھا۔

خاندان بھادور کی نقض معلوم کی کہ انکے شکست

بارہ بہتر بارہ قوموں کے لئے کہڑے کر کے خدائی  
عبادت کے لئے انہیں تیل ڈالا اور خیمہ عبادت بناوے  
اور بیت المقدس بنایا۔

پھر اس پر کئی وجہ سے مواخذہ کیا ہے۔ از انجملہ  
وجہ سوم ہے کہ جو گمان بت پرستی کا آپ حضرت  
ابراہیم کی نسبت رکھتے ہیں یہ باتفاق یہود  
و نصاریٰ و اہل اسلام کی غلطی ہے۔ وہ بہتر حضرت  
ابراہیم کا نصب کیا ہوا کسی زمانہ میں معبود قرار  
نہیں پایا اور نہ اسکی طرف کبھی سجدہ ہوا ہے  
وجہ چہارم یہ کہ حضرت اسحق نے کوئی بن  
بہتر کہا انہیں کیا۔ جن حضرت یعقوب نے بہتر  
کہڑا کیا تھا سہی بطور یادگار تھا نہ بغرض عبادت  
حضرت یعقوب ایک بہتر کوہ کے نیچے رکھا ہو گئی  
تو انہوں نے ایک متبرک خواب دیکھا اسکو بطور  
یادگار رکھ کر دیا تیل سے ڈالا تھا اور بہتر جن  
میں سے وہ پہچانا جائے۔

وجہ پنجم یہ کہ آپکا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ داؤد  
وسلیمان نے بارہ بہتر کہڑے کر کے تیل ڈالا  
صریح ہو رہا ہے نہ حضرت موسیٰ نے کبھی بارہ بہتر  
کہڑے کئے نہ حضرت داؤد نے نہ حضرت سلیمان نے  
البتہ حضرت یسوع نے بارہ بہتر دریا میں سے

کیجا وے خطاب من لفظ یہو واکے کہ عبرانی میں  
خدا اسم ذات ہے یہی معنی ہیں دعباری لغتہ میں  
دیکھو لو) پس مصریوں کی کتابوں میں وہ کہاں سے  
آگیا البتہ جیب یہودی مصر میں گئے اسوقت مصریوں  
نے اسے سیکھ لیا ہوگا پھر آپ جو فرماتے ہیں کہ  
یہہ فقرہ اسوقت ہی اس قابل ہے کہ مسلمانوں  
کی مسجدوں کے دروازے پر کندہ کیا جائے  
پس باوجود تہریت میں یہہ لفظ موجود ہونیکے  
مسلمان اس سے کب ناواقف ہو جو میری مذہب پر  
اسے دیکھ کر آپکی طرح مسلمانوں کی رال ٹپک پڑتی  
یہہ معنی چند فقرات کا خلاصہ کیا ہے۔ پورا  
لطف اصل رسالہ کے دیکھنے سے حاصل ہو سکتا  
ہے ناظرین شائقین اصل رسالہ دہلی مطبعہ نصرت  
المطابع سے طلب فرما کر مطالعہ میں لاویں۔ تو  
ان سب مضامین نفیس کا حظ اٹھاویں۔

اب میں اس مضمون کو شکریہ و افسوس  
یہ ختم کرتا ہوں۔ شکریہ تو مولف رسالہ  
مذکورہ کا حق ہے جنہوں نے باوجود اشتغال  
و مصروفیت خیال کے ایک فن مناظرہ اہل کتاب  
میں ادھر یہی قلم کو چلایا اور اچھا تہہ دکھایا۔  
انکی اس جیت مذہبی و نصرت دینی کا میں دل سے

شکر گزار ہوں۔ اور انکے لئے توفیق و نصرت کا  
حق تعالیٰ سے خوشگوار مہلتا اللہم ایدہ بروح القدس  
واجعلنا من راضیوں و اجعلنا من راضیوں۔  
افسوس! ان علماء و فضلاء کے حال یہ ہے جو  
ہر فنی کہلاتے ہیں اور رت دن معقول و منقول  
بڑھاتے ہیں پھر آنکھ ہوا ٹٹا کر نہیں دیکھتے کہ دنیا پر  
کیا ہو رہا ہے اور دین کس حالت کو پہنچ گیا ہے۔  
مخالفین دین کس داؤد بیچ سے مخرب کے در پہ ہیں  
اور کس کن تدبیروں سے اسکی بیخ کنی کر رہی ہیں۔  
کبھی مشابہات قرآن و حدیث کے ذریعہ سے اصول  
دین چھوڑاتے ہیں کبھی عقل و نیچر کی پبندی میں  
انکو تہیات ہیں۔ باہرین مہم ہمارے علماء و فضلاء  
انکی طرف آنکھ نہیں اٹھاتے اور انکی کسی تباہی کا جو  
نہیں دیتے آپس میں فروعات کے جھگڑوں کے لئے  
بلاؤ تو حاضر ہیں۔ مقلدین محدثین کے مقابلہ کو  
تیار۔ محمد بن مقلدین کے رد میں جیت و ہوشیا پڑتے  
اہل سنت بتدعین بکھر دین سرگرم ہے مبتدعین سنہ  
مقابلہ میں تیز قدم۔ یہہ کسیو خیال نہیں آتا کہ  
ہم باوجود اس اختلاف کے اصل اصول اسلام پر  
متفق ہیں۔ پھر سب نکرانینی اتفاقی اصول کی نصرت  
کیون نہیں کرتے اور باہمی جھگڑے چھوڑ کر ان



مخالفین کے جو اصولاً و فروعاً کل فرقہ اہل اسلام سے مخالف ہیں کیوں نہیں خبر لیتے۔ میں نہیں جانتا جو لوگ پہلے تہذیب الاخلاق کی خدمت گزاری کرتے تھے کہاں چلے گئے۔ اور انکی ہمت و کمالات کیا ہوئے۔

سب کے سب ایسی خوب رحمت میں بڑ گئے ہیں کہ باوجود جگانے و ہلانے کے بھی بیدار نہیں ہوتے معلوم نہیں انکے علوم و کمالات کس دن کام آویں گے۔ اور جب سب کے سب مخالفین کی پھندی میں پھنس کر فلسفہ بیکن صاحب وغیرہ علماء فرنگ کو دین ٹھہرائیں گے تو پھر یہ حضرت بخاری و مسلم اور ہادی و ترمذی و قایہ و شمس بن زعم و ابو نامہ کے گویاں و نیکی او۔ اپنی مولویت و حاجت سے کیا کام لیں گے۔ اسی معاشرہ المسلمین کے زمرہ علماء محدثین و متقدمین و اہل تشیع و سنیین ذرہ آنکھ نہ کہو لو ہوش سببا و نبیہ غفلت کا نون سے نکالو اور سب ملکر مخالفین دین کی خبر لو و ما علینا الا البلاغ المبین۔

معیار

ہر چند یہ رسالہ ایسے مسائل میں تالیف ہوا جو بالفعل ہماری مباحث مقصود نہیں ہیں

ولیکن چونکہ کبھی کبھی ہماری مباحث میں اوپر مسائل کا ذکر بھی ضرورتاً آجاتا ہے اور ہم کو ان مسائل کی ثبوت و دلائل میں ایسے رسائل کا حوالہ دینا پڑتا ہے اسلئے اس سالہ کا اجمالی بیانا اس مقام میں مناسب ہے۔

یہ رسالہ مجمع کمالات جناب مولو سید محمد نضر علی خان صاحب خلف الرشید سید ابو المنصور امام فن مناظرہ اہل کتاب کی تالیف ہے۔

اس میں مؤلف مدوح نے توریت و انجیل کی تحریف کا اثبات و تثلیث کا ابطال و تعلیمات قرآن کے فضائل و حقانیت اسلام کے دلائل کا بیان ہے اس اختصار و شائستگی سے کیا ہے کہ گو یاد یا گو کو ذرہ میں بند کر دیا ہے۔

یہ مختصر جائزہ کا رسالہ بڑی بڑی ضخیم کتابوں کی (جو مناظرہ اہل کتاب میں تالیف ہوئی ہیں) قائم مقام ہو سکتا ہے۔ اور مذہب اسلام کی محافظت و مذہب اہل کتاب کی مدافعت کے لئے اوں بڑی بڑی کتابوں کا کام دے سکتا ہے۔

ابن الاسعری نے سنن ابی داؤد کے حق میں کہا ہے لو ان رجال لم یکن عنده من العلم الا مصحف و نذر الکتاب لم یحتمل ہما الی شئی من العلم یعنی

نام تو ہمارے مخاطب عالی مقام انراہیل سید احمد  
خالص صاحب بہادر کا انہی زیادہ ہے مگر اصول  
و فردوس دین سے علاوہ اعتقاداً مستغنی ہو کر نام  
پیدا کرنا کس کام ہے۔

نام ہو تو ایسا ہو جیسا اس خاندان کا ہے جو شب  
و روز نصرت دین و الزام مخالفین میں لگ رہا  
ہیں پہر یو آفیو آ نیک نام ہوتے جاتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ ہمارے دینی بھائیوں کو سہی ایسی ہیبت  
و حرمت عطا کرے اور دین و دنیا کے فنون کو کمال  
میں ترقی پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

### پشیمانی و تکلف

چرا کارے کند عاقل کہ با آید پشیمانی

جناب مخاطب منکر نہی و جملہ احکام مذہبی کو درجہ  
و یقعدہ شدہ میں کافر کہنے پر اب بچھتاتے ہیں  
اور اس بات کو توجیہ و تاویل کے لباس میں جھپٹا  
جاتے ہیں۔ مگر مضمون مثل (آن قطرہ بالین سوزا)  
کو خیال میں نہیں لاتے اور یہ غور نہیں فرماتے  
کہ ہماری قلم میں اسباب میں ایسے الفاظ نکل  
چکے ہیں جو کسی جلیل و تاویل سے صحیح نہیں ہو سکتے  
اور اس فساد عرض کو یہ تکلیفات قاصدۃ الذیل  
محکمہ دولن لیلعل العطار افسدہ الدہر جھپٹا نہیں سکتے

جب کو بجز قرآن و سنن ابی داؤد کی اور علم ہو  
وہ ان دونوں کے ہوتے اور علم کا محتاج نہیں۔  
میں یہ بات اس رسالہ کے حق میں کہتا ہوں  
اور یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ  
رسالہ ہو وہ یہود و نصاریٰ کے الزام اور ان کے  
مقابلہ میں اثبات حقاقت اسلام کے لئے دوسری  
کتاب کا محتاج نہیں اس رسالہ کے مؤلف نے اس  
عمر شباب میں مختلف اندر و علوم میں ایسا کمال  
حاصل کیا ہے کہ ایک عالم میں نام پیدا کر لیا ہے  
میں نے انکار رسالہ اسانید جو رسالہ اسناد و قصری  
سے (نزد ہے) معاینہ کیا اور اس میں پنجاب  
سندھ۔ ہندوستان۔ عربستان۔ انگلستان  
روم۔ روس۔ فرانس۔ بنگالی۔ بلجیم۔ ڈنمارک  
پرتگال۔ وغیرہ بلاد کے سلاطین و اراکین کو انکی  
صفت و ثنا علمی کمالات سے عذب البیان  
و رطب اللسان پایا تو تجھے اس سے پرلے درجہ کا  
تعجب لاحق ہوا کہ اللہ اللہ یہ عمر اور یہ کمال  
اور یہ فضل اور یہ جلال۔

پھر غور و تامل سے اپنی دیاد و مصار میں انکی نظیر  
کو تلاش کیا تو اس نام و کمال کا شخص ہے ویسویون  
میں کوئی نظیر آیا۔

اس فساد کے اصلاح کے لئے انکار میریجہ و توبہ بکافی ہے  
سولہ ازمان بنائے کر شاو عاوسی نہایت دور دور کیا ہے۔  
برجیہ و یقعدین آجے منکر نبی کے کافر ہونے سے عموماً  
و مطلق انکار کیا تھا اور بلا تفصیل کفر شرعی و کفر  
مطلق کی اسے کفر کو اٹھایا تھا۔ جب استاء آئندہ  
نمبر ۱۲۰ میں خوب و ظہر سے اس پر مواخذہ ہوا

اور لفظ صریح قرانیہ سے منکر نبی کا کافر ہونا  
بتایا گیا تو آپ کو فکر پڑا اور انہی غلطی کا عیب پاسوجا  
یہاں غلطی کی تاویل و توجیہ میں ابنہ برجیہ محرم  
میں یہ افادہ فرمایا کہ منہر جو منکر نبی و حکم  
نہیج کافر ہونے سے انکار کیا اسے ہماری سراد کفر مطلق  
دیغی عام و ہر نوع کافر جسمین خدا کا پہلی نکار ہو

اسلام جناب وجوہ اب امام غزالی کے اس قول کے کہ ”نبی کا منکر و کذب کافر ہے اس پر پکے صفحہ ۱۱۰  
زب رتم ہوا ہے“ ایہ ہے اس مقام پر امام صاحب بات کو خطا مطرک دیا ہے۔ یہ ٹیک پر کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور حکم  
یا کذب رسول کافر ہے مگر شرعی کافر نہیں ایک موجود جو پورا پورا ٹیک طور پر کامل و حد ہو مگر وہ نفس رسالت ہی  
منکر ہے اور اس لئے کسی رسول کو نہیں مانا اس کا کفر بھی شرعی کفر ہے مگر اس پر غلو و فی النار کا حکم دینا جیسا  
اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہیں۔ موجود کفر کو فی نفس وارد نہیں ہے۔ بلکہ بخلاف اسکے  
نفس آتی ہے قیاس ہی جو نفس پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس ہی موجود نہیں ہے۔ انبیاء صرف خدا کی نسبت  
پر یقین و لائیکو اور انسیکی عبادت کی ہدایت کر لیکو مبعوث ہوئے ہیں۔ اور موجود اس پر کامل یقین رکھتا ہے  
پھر اس کا کفر مطلق پر قیاس ہی موجود نہیں ہے کفر شرعی اور کفر مطلق دو علاحدہ علاحدہ چیزیں ہیں جنہیں عموماً نہ سمجھ  
منہر جو کہ لبت ہے اور غلو و فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے اور وہ کفر صرف شرک حقیقی سے تواء ذہن میں ہے  
تواء نہانات میں تواء عبادت میں متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے۔ انہی فیض مادون و انکار فہم انہی

۱۱۰ نون میں محرم و خصوص میں وجہ نہیں ہے بلکہ عموم و خصوص مطلق ہے اس لئے کہ جہاں کفر مطلق

ستو جب غلو و فی النار اصطلاح جناب متحقق ہوتا ہے وہاں کفر شرعی ضرور پایا جاتا ہے۔ ایسا مادہ  
کوئی نہیں جو جسمین کفر مطلق متحقق اور کفر شرعی منتفی اس قسم کی ملاطفتی آنکلی کا ہم ہم کثرت پائین پر آئے  
تعمیر کر لیکو اصل مقصود جنہی سمجھ کر غفلت کرنا میں اور اس بنا جناب میں ایک بوی مشہور شجرت توبہ کے خدشہ میں ہے

جسکی سزا غلو فی النار یعنی ہمیشہ آگ میں جہنم ہے  
کفر شرعی دجکو خدا و رسول اور شرع نے کفر قرار دیا  
ہے اور اسکی سزا میں غلو فی النار تجویز نہیں کی  
ہماری مراد نہیں ہے۔ اور نہ منکر کجی کا شرعی  
ہونے سے حکمو انکار ہے۔

اس کلام خباب کا صاف صاف یہ مطلب ہے کہ منکر  
نبی کا فرض مطلق نہیں ہے کہ ہمیشہ آگ میں لگیا بلکہ شرعی  
کا فرض ہے جو انکار رسالت کی سزا بہت کر آگ سے  
نجات پائیگا۔

یہ مطلب آپکے پرچہ و یقعدہ سے کہ ”کافر  
نجات نہیں پائیگا مگر وہ حد سے تو خدا سے وعدہ  
نجات کیا ہے“ نیز ”شرع ہو آیتا اور خیال یہ  
آتا تھا کہ لفظ نجات سے شاید جہنم میں داخل  
ہو کر پھر نجات پانا انکی مراد ہو۔ گناہ آیتے ہیں  
مطلب کو صاف طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور  
منکر نبی کو صرف کافر محمد فی النار ہونے سے انکار  
اور کافر فی الجملہ معذب ہونیکا اقرار اس کلام  
کا مطلب بتایا

ہر چند یہ بات کہہ کر آپ مخالفت رسول اسلام  
سے بری نہیں ہو سکتے اور نہ اس تاویل سے ہر  
فدا کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسلئے کہ کافر منکر

نبی کو عذاب بہت کرنا جی قرار دینا ویسا ہی مخالف اصل  
اسلام ہے جیسا کہ اسکو بلا مس عذاب جہنمی قرار دینا مخالف  
ہے مگر قطع نظر اس سے یہ تاویل خباب ایسی  
وکیلک و پرتکلف ہے کہ کلام سابق خباب میں اسکی  
گنجائش نہیں ہے۔ آجکی قلم سے ایسے الفاظ نکل  
چکے ہیں کہ اس تاویل کو پاس آنے نہیں دیتے۔

آجے پرچہ یقعدہ میں جرم انکار رسالت کو  
دجکو آب کفر شرعی ٹھہرا کر توجہ غول مارنے کی ہر  
 وعدہ آیتہ (و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء) کا شمول

فرمایا اور لایتی مغفرت و معافی ٹھہرایا ہے اور ظفر  
یہ کہ پرچہ مجرم میں بھی اسکی نسبت لاندہ یغفر ما دون  
ذلک قلم خباب سے نکل گیا ہے۔ اور پرچہ  
رحیب میں اس وعدہ مغفرت کو آیتہ ایسا  
قطععی و یقینہ ہوا ہوا قرار دیا ہے کہ مفہوم لمن  
یشاء کو بے اعتبار ٹھہرا کر شرط مشیت خداوندی کو  
بھی اس سے اوڑا دیا ہے اور ظاہری معنی  
کے یہی ہیں کہ مجرم کو بلا سزا چھوڑا جا دے  
جرم کے عوض سزا نہ دیجاوے۔ اور پرچہ  
ذلیقعدہ میں آیتہ منکر رسالت کو انشائیہ  
ظاہر خوف غلبہ ولا ہم فیہ ذلک انکا ممدق ٹھہرا کر  
یہ فردہ سنایا کہ انکو کسی قدر اور کسی نہ کا بھی



## بقیہ مضمون مذہب لاندھی

والی کا ہر پسند نہیں کرتے۔ اس فقرہ مانید میں آپ کے اس عبارت سے پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ ہماری سمجھ میں اعمالِ قییم فطرت کے رو سے قییم ہیں اور اعمالِ حسنہ فطرت کے رو سے حسن ہیں تو ہم قییم کو حسن اور حسن کو قییم سمجھ ہی نہیں سکتے شاید وہ لوگ جو کسی کام کو صرف اس وجہ سے کہ نامور بہ ہو حسن اور صرف اس وجہ سے کہ وہ ممنوعہ عذہر قییم سمجھتے ہیں اس کو کہہ میں بڑا جاوین تو تعجب نہیں۔

ان کلماتِ طیبہ سے جو اپنی تہذیب و انصاف کی داد دی ہے اور جو اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص علماء اسلام کی فضیلت کی ہے سو ظاہر ہے و لیکن انصاف اور غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ جو باتیں آپ نے اہل مذہب کے ذمہ لگائی ہیں وہ سب کی سب نہیں ہیں یا ان باتوں میں اور لاندھی کے خواص لازمہ اور لوازم مساویہ سے ہیں۔ مذہب کو ان باتوں سے پوری منافات ہے۔ اور اہل مذہب

لفظ لاندھ کا آزاد لوگوں کے لئے جسے تجویز نہیں کیا بلکہ یہ خطاب شراب مخاطب نے خود انکو دیا ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ ۱۳۸۶ میں نقل اس طوائفی عبارت کے جو پہلے نقل ہوئی ہے آپ نے فرمایا ہے مذہب ان رجوم و نیو و میز موٹے بنے ہر ایک مذہب مقید و محدود ہیں ان قیود و سمیٹوں کو مانتا لاندھی کہہ سکتا ہے۔ پھر اگر مذہب ان قیود و سمیٹوں کو جسے ایک مذہب جس سے نہیں ہوا نکال ڈالے تو وہی کوئی حیران کنی رہیگی جو بلا تخصیص ہوگی اور وہی عین اسلام ہے۔ اور وہی عین نبی و عین فطرت ہے۔

جس عہد کے لئے کہنے اس عبارت کو نقل کیا وہ بخوبی اس قابل ہے۔ علاوہ بران اس اسلام منہ پر فطرت کی حقیقت کو جو یائین ہم لوگ مضمون کلام سے نکالتے (جس کا بیان مذہب تو ہو مگر وہ سب تک ہو چکا ہے) ان پر اس میں قیود و سمیٹوں کو لکھ کر دیک وہی لاندھی ہے جس کو کوئی قید مذہبی (جس کو کہہ کر مانتا مانتا غرض و کار پرانہ روزہ رکھنا خاص سمیٹ خدا کا ماننا)

حلال حرام کا پابند نہ ہو وغیرہ تو اس مذہب (جس کو کہہ کر مانتا مانتا غرض و کار پرانہ روزہ رکھنا خاص سمیٹ خدا کا ماننا) اسی سے کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کو ہمارا دین۔ اور اس کو ہر دین و مذہب و اسلام سمجھتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی بقدر قیود و سمیٹوں میں خدا و رسول نے لگا کر دیا ہے وہ انکو نزدیک حقیقت و قوام اسلام سے خارج ہیں اور ان کو ہمارا خدا و گنہگار نہیں ہے۔ جو ایک عہد مذہب کا رہا و مشافہا میں لگتا ہے چنانچہ میرا حق میں اس پر اوکلی تصریحات مرقول ہو چکی ہیں۔

(جب تک کہ وہ مذہب کے باندہ رہیں اور احکام مذہبی کو ملحوظ رکھیں) ان باتوں کا صدور ممکن نہیں ہو سکتا۔  
 آپ نے اون باتوں کو اہل مذہب میں پائے جانے پر ایک دلیل یہ بیان کی ہے کہ چونکہ اہل  
 مذہب بھلائی و بُرائی اشیاء صرف (مذہب میں) انکی نسبت امر و نہی آجاتے اور بانی مذہب  
 (خدا و رسول) کے کہدینے سے تقلید مانتے ہیں اسلئے انکے دل پر اسکا کوئی لازم و آل اثر نہیں ہوتا  
 پس بعید نہیں کہ یہ انکی تقلید ہی سمجھ بدل جائے اور وہ بُرائی کو بھلائی سمجھ کر بے ابائی کرنے  
 لگیں۔ بخلاف لاندہوں کے کہ وہ بتحقیق عقل بھلائی و بُرائی اشیاء کو جانتے ہیں اسلئے وہ اپنی  
 کو بھلائی کہی نہیں سمجھ سکتے۔ اور نہ یہ سمجھ کر اس کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

اس کے معارضہ میں اون باتوں کے لاندہوں میں پائے جانے پر یہ دلیل موجود ہے کہ لاندہ  
 کسی چیز کی بھلائی و بُرائی کو کسی شے دہی کی ہدایت سے نہیں مانتے صرف اپنی عقل یا کائناتش دلی  
 شریعت یا خیالی نیچر کے شہادت سے کچھ کچھ سمجھتے ہیں۔ اور کائناتش کا بدل جانا ایسا ممکن بلکہ قبح  
 امر ہے کہ آپ ہی اسکو مان چکے ہیں چنانچہ آپ کا مضمون کائناتش جو نمبر ۲ جلد ۶ تہذیب الاخلاق  
 میں مندرج ہے۔ اور نمبر ۳ جلد ۲ اشاعت السنۃ میں منقول ہو چکا ہے۔ اسپر شاہد ہوا خیالی  
 نیچر کا موم کے ناک کی طرح اول بدل ہو کر رہنا بلکہ اندھ کے نہ ہونے کی مانند واقعہ میں کچھ نہ ہونا صرف  
 وہم و خیال انسان ہے کی تابع ہوا اپنے اشاعت السنۃ نمبر ۳ و ۶ جلد ۲ میں ایسا ثابت  
 کیا ہے کہ اب تک آپ کو اسکا جواب نہیں آیا اسلئے لاندہوں کی اس خیال کا جو ایسی بدیہی  
 والی چیزوں پر مبنی اور اسکی تابع ہے بدل جانا نیز ممکن ہے۔

اور اس تبدیل و تغیر سے یقین کیا جاتا ہے کہ لاندہوں کو دلون پر کوئی لازم و آل اثر بھلائی

† اس ضمن میں آپ کے یہ تقریرات ہیں "کائناتش انسان کو مختلف ملک متفاوہ بلکہ نقیض باتوں کی طرف متوجہ  
 کرتا ہے۔ اگر ایک شخص کو کائناتش ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا تو یہی یقین ہو سکتا کہ اسکا نیچر ایسا ہے  
 بلکہ وہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔" تا آخر عبارت۔ کہجئے کے قابل ہے۔

یہ ائی اشیاء کا موجود نہیں ہوتا ہے۔ پس وہ ایک آن میں کسی چیز کو برا جائیگے اور دوسری آن میں موجب اُنکا خیال بدل جاوے، اسکو اچھا سمجھ کر کام میں لا دینگے۔ اور کبھی ایک چیز کی حقیقت کچھ سمجھے لگین کبھی اسکے برخلاف کچھ اور۔

### تمثیلات

۱، ایک آن میں ہے خیال سے خدا کو بے جون و بیچگون سمجھینگے دوسری آن میں لاشہاد دارانِ خیر و عقلی اصول کے دُشمن تہا ہے انسان رکلف ہے اسکا عقل میں آجانا ضرور ہے اور جو بات عقل میں نہ آوے اسکا ماننا فضول ہے۔ خدا کا کوئی خیالی نقشہ بنا لینا پھر چونکہ خیالی چیز سے انسان کو محبت و توجہ نہیں ہو سکتی اسلئے اس خیالی نقشہ کا اصلی یا فرضی نشان بنا کر سامنے رکھ کر لینا طبعی امر ہے) کیا تو اس بے جون و بے جگہ کو ایک بزرگ نو دسالہ سفید ریش جاگٹ بتلون پہنی ہوئی سر پہ لال ہندی دار ٹوٹی موٹہ میں جڑ کسی عالیشان کو بیٹی یا بھول میں کرسی منیر لگا کر بیٹھے ہوئے انسان کی صورت خیال کرینگے۔ اور کیا اس خیال سے کہ جو چیز صورت و نشان و نہیں رکھتی اور آنکھ وغیرہ حواس میں نہیں آتی وہ موجود نہیں ہوتی اسکو وجود سے بالکل انکار کیا ہوینگے

+ یہ بات نمبر ۲ جلد ۶ تہذیب الاخلاق میں کہی گئی ہے۔ اور اشاعت النہر نمبر ۲ جلد ۲ میں بعضہ ۹۹ منقول ہے

# یہ بات تہذیب ماہ رجب ۹۶ ۹۷ میں بعضہ ۵۲ مرقوم ہے۔

## یہاں ہی پرچہ رجب کے صفحہ ۵۵ میں موجود ہے۔

++ ہزاروں اشخاص مذہبِ اَوام (خو کہ ہمارے مخاطب والا مناقب سر ابراہیم) کے وجود خدا سے انکار کیا

میں اور یہی خیال اُنکے انکار کا مستند ہے۔ ایک دن ایک جٹلمین مذہب سے خدا کے وجود میں

گفتگو ہوئی تو نے یہی بتا (کہ اگر خدا ہے تو دکھاؤ) پیش کی اسکے جواب میں اسکی سمجھ کے موقوف

ہیجے کہا کہ ہر چیز موجود کے لئے مرنی و محسوس ہونا ضروری ہے اور مردہ دشتے بد زب اسکا محسوس نہ ہوا کیلئے

ہر قوم روح کو دکھاؤ در نہ اس سے ہی انکاری ہو جاؤ اس سے وہ ساکت ہوا اور کچھ نہ بولا۔



(۲) کبھی اس خیال کا لاشعش یا عقل خطا کرتی ہے۔ اور مختلف راہ دکھاتی ہے اسلئے کسی اور ٹاڈی کی دھوکہ اہل مذہب پیغمبر کہتے ہیں ضرورت ہی انبیاء کی قایل ہو جائیگی۔ اور کبھی اس خیال سے کہ کاشعش کا رہبر و خطا سے محافظ نیچر موجود ہے جو پیغمبروں کا رہبر ہے اسلئے ناظرین نیچر کے لئے ان پیغمبروں کی کچھ ضرورت نہیں ہے انبیاء سے منکر ہونگے۔

(۳) کبھی اس خیال سے کہ جھوٹ بولنے سے لوگوں میں بے اعتباری ہو جاتی ہے جھوٹ کو بُرا سمجھتے کبھی اس خیال سے کہ ہمارے جھوٹ پر کوئی مطلع نہ ہوگا اور اگر کوئی مطلع ہوا تو یہی ہماری رفعت شان و علو مکان کے لحاظ سے ہماری جھوٹ کو بھی سچ سمجھ کر مان لیگا بلا تردد جھوٹ بولینگے اور اخباروں میں لے لے روئے آئیز آرٹیکل لکھ کر شائع کرینگے۔ وقس علیٰ هذا الواقع من الظاہر۔

غرض کہ جو ان کے خیالات بدلتے جاوینگے تو ان وہ صن و قیام و حقائق اشیا کی جانچ و بین بلشاید کہا نیگی جدہر انکی عقل۔ کاشعش۔ و خیالی نیچر ان کو پیرائیگی اودہر ہی پھرتی جائیگی کبھی کسی امر و خیال پر قائم نہ رہیگی۔

و نیا رعلیمہ وہ اگر کسی عورت بے گناہ محسوس کو بہکا کر لیجانا چاہیگی تو کسی نہ کسی نیالی جیل سے بہکا کر لیگا وہ اگر کیا مال بے وجہ دبا لینا چاہیگی تو دلی شریعت کے فتوے سے دبا لیگی۔ وہ دیکھو دھوکہ دینا جھوٹ بولنا فریب کرنا جائیگی تو خیالی نیچر کی شہادت لیکر بھی کچھ کر لیگی۔

انکے دلائل انکے فتوے انکی شریعت اُسی جگہ میں جہاں انکی خواہشیں و نفسانی خیالات ہیں رہتے ان کے دل و دماغ میں گویا مستفتی و مفتی ایک ہی مسند پر بیٹھتے ہیں یا یوں کہو کہ ایک ہی شخص ہے پس وہ جسکی سرغی کو چاہیگی آپ ہی حلال کر لیگی۔ کہیں پوچھنے پوچھنے

† اسی خیال سے نمایاں خطبے مضمون کاشعش میں حکماء کی نسبت پیغمبروں کی ضرورت کو ادا کیا ہے اور اپنے جیسے حکماء کے لئے منصب پیغمبری کو تجویز کیا ہے چنانچہ ہم وہ جلد ۱۲ شہادت میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

حیلہ تلاش کر لیکونہ جاوینگے۔ اور اگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سوسے شرک کی کسی بُرائی پر جھوٹ ہو خواہ فریب کرنا یا کسی بے گناہ عورت کو بہکا کر لیجانا، مواخذہ آخر وی کا ڈنہ نہیں پڑے اور کوئی عمل نیک بامید نہشت یا بغرض حصولِ خدا الہی نہیں کرتے تو یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ان کاموں کو باوجود بُرا جاننے کے بدون کسی حیلہ کے جائز و مساجد کر لینگے اور اسمین اجازت و فتویٰ عقل و نیچر کی بھی حاجت نہ کہیں گے اسلئے کہ بہتری بُرائیوں پر دنیا میں مواخذہ نہیں ہوتا اور خود مواخذہ آخر وی کو اوہوں نے خود ادا کیا کہا ہے پھر ان کو بُرائی سے کون مانع ہے اگر کہ عقل و نیچر خود مانع ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ نیچر کا حکم نہ ماننے سے ان کو کیا ڈر لگتا ہے۔ کیا نیچر بُرائی کرنے پر سینگ، مارتا ہے یا دانت سے کاٹ کہتا ہے دنیا میں ہزار و ہزار ایسا واقعہ ہوتی ہیں نیچر نیچر کی طرف سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور نہ افسران پولیس نیچر سے کوئی شخصلِ نیچر اطلاع پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ناظرینِ دیوانِ نیچر کہلاتے ہیں اور جھوٹ اور فریب و زنا کو بحکمِ نیچر برا سمجھتے ہیں وہ خود ان افعال کے مرتکب ہوتے ہیں پھر نیچر کی طرف سے سزا نہیں پاتے۔ پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ نیچر خود انکو بُرائی سے مانع ہے۔

اصلی اور قوی مانع بُرائی کرنے سے دوزخ کا ڈر ہے جسکے سینگ مارنے اور دانت سے کاٹنے کا اہلِ مذہب مشاہدہ نظر کی طرح یقین ہوتا ہے جو اندھیری کو بٹھری میں گناہ سے روک دیتا ہے اور چونکہ یہ ڈران لوگوں میں نہیں ہے اسلئے انکا بُرائی سے (باوجود علمِ اسکی بُرائی ہونے کو) باز رہتا تو قہرِ نہشتی اور یہ دوسری دلیل ہے جو انکو خیالِ حسن و قبحِ اشیا کو بے اعتبار کرتی ہے۔

تہذیب الانفاق ماہِ جمادی الثانیہ - وریب و ذیقعدہ ۹۷۹ میں طرے نور سے دعویٰ کیا ہے کہ سوسے شرک

کے کسی گناہ پر مواخذہ نہیں ہے چنانچہ اشاعتِ استہ ۹۷۹ و ۱۰۱۱ میں اسکی تفصیل موجود ہے۔

تہذیب ماہِ ربیع الثانی میں بیان کیا ہے کہ بنابرِ اصولِ جدید جنہر امن ماننے کے نوجوان تعلیم یافتہ مرتے ہیں نیچر کی

بہشت یا رفاقتی خدا حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ ہمارے نیچر کا مقتضای ہے ۱۰۱۱۔

**الحاصل** اولاً نسبتاً خلاف و انقلاب اُس کے لئے دیون (عقل کا شنش و خیالی پنجر) کو کسی جہتی پہلائی و برائی کے جاننے کا اسکے دل پر کوئی لازم اثر نہیں ہوتا اور اگر بالفرض کوئی اثر اسکے دل پر ہو بھی ہو تو ایک مواخذہ آخری سیلہ ڈر ہوئی اس اثر کا کوئی نتیجہ یعنی نہیں ہے جب کام کو وہ حکم عقل یا پنجر و پنجنے ہیں اس سے بھی انکا پنجر مباحثہ متوقع نہیں ہے۔

**مخلاف** اہل مذہب کے کجب وہ پیغمبر کی ہدایت سے پہلائی کو پہلائی اور برائی کو برائی مان لیتے ہیں اور ہر نیکی پر ثواب کی امید رکھتے ہیں اور ہر بدی پر مواخذہ عذاب جہنم سے ڈرتے ہیں تو یہ وہ (تا وقتیکہ اس مذہب کا قائل اور سمن داخل ہو چکے) کہیں آدم مرگ ہدایت پیغمبر کی خلاف پہلائی کو برائی اور برائی کو پہلائی خیال کر کے اگر اصلاً انکو عقل میں ہدایت نبی کی کوئی وجہ نہ آئیگی اور وہ ہدایت نبی کا خلاف کرنا چاہیں گے تو وہ یہ سمجھ کر پہلائی عقل قاصر ہے اہل احکام نبوی کو کہاں پہونچ سکتی ہے جو کچھ نبی نے کہا ہو اسکی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی جو ہمارا سمجھنے نہیں آتی۔ عقل کو ہدایت نبوی کو تابع کر لیں اور اس نصیحت پر کار بند ہو گئے۔

بدرو و صاف ترا حکم نیت دم و کش کہ ہر چہ ساقی مار نیت صین الطاف است  
اور وہ بانی مذہب و صاحب شریعت کو اگر ایسے ہو چکے جسے نہاد اگر کہ ہوں یا دیا کی ہوجون میں مردہ بر اختیار ہو گیا اور اگر انکی عقل اپنے نفس خلاف ہدایت نبی کشی یغیر کا اچھا ہونا چاہیے تو ہستی کی توان فعل سے اسکی کوئی حق و تہری تہری تہری کر لیں اگر اس جہتی پہلائی کسی طور ایسی تھیں تو ان فعل شارع سے معلوم کیجئے کہ وہ اس تلاش کرے میں حکم کرین اور ٹیک مرنے سے رخ کو نہ پہونچیں تو اس چیز کو کام میں لا دینگے ورنہ اسکے نزدیک چاہینگے۔

خدا تعالیٰ کہ وہ ان صفات پر لنگر چنے خدا فی انہو ایک خود مونس و نایاب رسول کو وہ ایسا جبار رسول کا حکم قرآن اور رسول کی

۱۔ یہ وہ آیت قرآنیہ میں تھی تشریح وہ وہ صداقت ہو وہ ہے اور کہیں ہمارے خطب والا مناقب ہی  
ہی آیت اور ہدایت پیغمبر کی اتباع میں ہی خیال کرتے ہیں پنجر سالہ سنت میں قرآنی میں اور ہائی مسلمانوں انہو میں ہر طرف  
وہ تشریعت میں ہیں الفا و ہر طرف انکی سو میں ایجاوین خوشی جلاو انہو تہہ پاؤن مت ہاد مبارکہ کہ ہر چہ چک جاو  
نہوین جلاو کہ وہ ہر سو ایک چارہ پیچے ایسا ہی اس سال میں اور قاتل جبار کا جو تہہ سات میں ہوا ۱۹۰۰ ق۔ ل۔ جہاں ہے۔  
۲۔ ان لوگوں کا نیت کہا گیا ہے جو نیک مذاہب یا مذہب محمدی کے متبع ہیں۔

زبان پر آیا ہے وہ کسی عورت کو جب تک کہ خدا انکو اجازت نہ دے اپنے تصرف میں نہ  
 لاوینگے وہ کسی کا مال جب تک کہ خدا اسے نہ دلاوے نہ داینگے۔ وہ بریا کاری کو حکم  
 ان یسیر لویا لشربک بے ایمانی سمجھینگے۔ جھوٹ بولنے کو حکم اس حدیث کو کہ مومن  
 جھوٹا نہیں ہوتا خلاف ایمان خیال کرینگے وعدہ خلافی کو حکم اس حدیث کے کہ جبکہ  
 قیل لوسول اللہ ان یدکن المؤمن کذا قال لا دواہ لک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمان لک  
 امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد والہ السقی کرینگے۔

چوری اور زنا کو اس حدیث کے روئے کرانی میں  
 کرنا ہے تو مومن نہیں رہتا اور جو جب چوری کرتا ہے  
 تو مومن نہیں رہتا موجب نقصان ایمان خیال کرینگے۔  
 اور حکم اس حدیث کے کہ اجنبی عورت کو بری نظر سے  
 دیکھنا آئیکہ کا زنا ہے۔ بدینتی سے اسکی باتیں  
 سنا کرنا کا زنا ہے۔ اس سے بری نیت سے  
 بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ اسکو دہتہ سے کہنا  
 دہتہ کا زنا ہے اسکی طرف چل کر جانا پاؤں کا زنا  
 ہے۔ ان سبھی اقسام زنا کو گناہ سمجھینگے۔

اور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمان لک  
 لولدھا اعطیتک امانۃ لہ ولا دواہ لک  
 لولدھا اعطیتک امانۃ لہ ولا دواہ لک  
 قال سلمہ لا ینفی الزانی حین  
 ینفی وهو مومن ولا ینفی المسافر  
 حین لیس فیہ مومن دواہ النبیان  
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العینا زنا لک  
 والاذا ذنا لک اما الاستقام واللسان  
 ذناہ الکلام والید ذناہ البطون والرجل  
 ذناہا الخطی والقلب یحوی سکر ویتنہ لک  
 لک الفرج ویکن بہ دواہ مسلم

† یعنی تہوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔

اور جب تک وہ ان تعلیمات مذہبی کو ملحوظ رکھیں اور مذہب کے پابند رہیں گے۔

کبھی ان گناہوں کے مرتکب نہ ہوں گے۔ اور اگر احیاناً وہ ان تعلیمات سے غفلت اور

اپنی بشریت کے مقتضائے سے کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیگا تو اس پر سخت پچھتاہیں گے

اور عذابِ جہنم و ناراضگیِ خدا سے بچنے کے لئے جلد اس سے تائب ہوں گے۔ اور ان

لا مذہبوں کی طرح کسی گناہ کو دلی شریعت کے فتوے سے حلال و مباح سمجھ کر لڑیں گے۔

ان الذین اتقوا اذا هم

طُف من الشیطان

اذکر و اذا اہم بمصر

واخوانہم عیل و نعم

فی الغیثم لا یقصر و ن

سورۃ اعراف ۲۴

جانبِ قرآنِ مجید میں ذکر ہے کہ جو لوگ پرہیزگار رہیں جب

انکو شیطان و سوسہ لگتا ہے (یعنی گناہ کر بیٹھے ہیں) تو وہ

خبردار ہو جاتے ہیں اور جھٹ اپنے عیب کو دیکھ لیتے ہیں

اور جو شیطان کے بہائی ہیں انکو شیاطینِ گراہیہ میں

کہتے ہیں پھر ڈھیل نہیں دیتے۔

با این ہمہ وہ خود بند نکریں گے اور اپنی بہلائی دینکو بد نماز ان نہ ہوں گے اور اپنی نجات

کو محض فضل پروردگار پر منحصر سمجھیں گے۔ جانبِ قرآنِ شریف میں ارشاد ہے کہ نیکوین

والذین یولون ہاتق

وقلوبہم وجہ توبہ کو

یہ ہم دیانت و امانت و صداقت و استقامت مذہبی اصول و تعلیمات کا نتیجہ و لازم

ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مذہب کا پابند ہوگا اسکو امانت و ایمان داری کا

ہونا لازم ہے اور جو اسکے خلاف میں اپنے دلیل بیان کی ہے وہ محض مغالطہ ہے۔

دوسری دلیل آپ نے اہل مذہب کے لئے ایمانی پر یہ بیان فرمائی ہے کہ ہم نے

تجربہ و مشاہدہ کیا تو اہل مذہب کی نسبت لا مذہبوں کو نہر اور جہنمک و ایمان

دار پابا۔

اسکے معارف میں ہم کہتے ہیں کہ جہانگیر ہلکو تجربہ و مستادہ ہوا ہے جسے لائق  
 کی نسبت اہل مذہب کو ہزار درجہ ایمان دار و نیک پایا ہے۔ اور جن باتوں کو آپ نے  
 اہل مذہب کی نسبت بیان فرمایا ہے (یعنی جھوٹ بولنا دہوکہ دینا معصوم عورت کو بھگا کر  
 لیجانا) ان سب باتوں کو جتنے لاندھبوں میں بخشم خود متادہ کیا ہے۔

یہ باتیں اہل مذہب کے جالہوں اور غافلوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ اور لاندھبوں  
 کے بڑے بڑے فاضلوں اور مقدسوں میں پائے جاتے ہیں۔

اہل مذہب سے کوئی سست و غافل انتہا الہکبر و وعدہ خلافی کرتا ہوگا ان لوگوں سے  
 بڑے بڑے عالی ہمت و زفار مرغلطہ قسین کہا کرو وعدہ خلافی اور جھوٹ کی پرواہ نہیں  
 کرتے۔

اہل مذہب سے تو کوئی نا اہل کسی جلیہ سے کیسکا مال دبا لیتا ہوگا۔ ان میں ایسے ایسے  
 جذب و لئق بے حلیہ و بلا وجہ لوگوں کے حقوق دبا رکھتے ہیں۔

مجھے ان لوگوں میں سے جس شخص سے کام پڑا ہے میں نے اسکو وعدہ خلاف و دروغ  
 گو پایا۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قسمیں کہا کر جھوٹ بولتے ہیں اور بیسوں وعدوں کا  
 عذر خلاف کرتے ہیں۔ اس بات پر جس قسم کی کوئی پایا ہے میں قسم کھاتا ہوں اور اگر  
 اُسیر لفتہ اللہ علی الکاذبین کہے تو میں اُسیر آئین اور بیش باد کہنے کو حاضر ہوں۔

اس سے زیادہ میں اُنکے اور حالات و معاملات و عادات کی تفصیل نہیں کر سکتا اور صحت  
 وقت و تہذیب کی اُس میں اجازت نہیں پاتا۔ کیونکہ اس میں خاص شخص اس کے ذاتی افعال  
 و عادات سے بحث ہوتی ہے اور یہ امر تہذیب کے خلاف ہے اگر یہ امر جائز ہے  
 تو ہمارے محاطین کے لئے جائز ہے جو ہر پرچہ اخبار میں لوگوں کی ادا کرتے ہیں۔  
 اور بعض ان میں بر ملا گالیاں دیتے ہیں مگر یہ امر جائز نہیں ہے اور نہ ہمارے  
 عادت ہے نہ ہمارا یہ منصب ہے۔

ہمارا مقصود و مطلوب صرف اتنا ہی تھا کہ نیکی و ایمان داری مذہب ہی کا خلاصہ ہے لاندہی کو اس سے کچھ علاوہ و مناسبت نہیں ہے سو ایسے دلائل سے بیان کیا گیا ہے کہ جسمین مخاطبین کو دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔ آئندہ جانہین کے دلائل کا باہم موازنہ کرنا۔ اور اس پر انصاف سے داودینا ناظرین کے اختیار میں ہے۔

## اطلاع

حسب تجویز مندرجہ صفحہ ۵۵ نمبر سابق مضمون ابعد کو علیحدہ کرنے کے لئے یہ جگہ سفید چھوڑی گئی ہے اور آئندہ یہی مضامین طولانی کے علیحدہ کرنے کے لئے ایسا ہی ہوگا۔

## اعلام

ان نظام جدید رسالہ پر اکثر نمبروں کا اتفاق ہو گیا ہے اور لاہور میں <sup>نیا نیا</sup> چھاپکا مانگا۔ بندھی نظر گذرے۔ لودانہ۔ وغیرہ مواضع سے اس اتفاق کی متضمن تحریروں ہمارے پاس آچکی ہیں۔ صرف ان کس ممبروں کا توافق یا مخالف نامعلوم ہے۔ ہر چند اتفاق اکثرین کے بعد مخالف قائل کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ تاہم بنظر مزید احتیاط ان صاحبوں کے نام بھی مراسلات جاری کر دیئے ہیں امید ہے کہ ایک فرد کو بھی اس میں مخالفت نہ رہے گا۔ اسکی اطلاع ہم پر آئندہ میں دینگے اور بعض معتبر زمین رجو نہ ممبرین نہ ممبروں کے بھائی پر مابہ تحقیق جو شخص حدود عدا سے اس نظام پر متعصب ہیں اس کے عراض کو جواب تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

## بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فلاسفہ کی غلطی کا بیان یہ ہے کہ اگر جمیع انواع و اقسام کا حصول کسبی و اختیاری ہو تو حصول بلا کسب کسب بلا حصول پایا نہ جاتا۔

یعنی کوئی نوع تجرد (کامل ہو خواہ ناقص) کی کویدون کسب و اختیاری وسائل کے حامل نہوتا اور جو اس کسب و اختیاری وسائل کے بہم یونچانے میں کمال کر گئے ہیں اُنکو نوع کمال تجرد حاصل ہوتا حالانکہ اپنا امر بالعکس ہے۔ حصول بلا کسب کسب بلا حصول ثابت ہو چکا ہے۔

حصول بلا کسب کا ثبوت یہ ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہیں جو کسب اختیار کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ (جیسے مخدوب۔ مجنون۔ چیمان) پہر ایک نوع تجرد (ناقص ہی کیون نہوتا) بنا برتسلیم فلاسفہ اُنکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بعض اشخاص ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ کسب و ریاضت کی لیاقت رکھتے ہیں مگر انکا کسب کرنا و ریاضت وغیرہ اختیاری وسائل کو بہم پہنچانا ثابت نہیں ہے و مع ذلک اُنکو اعلیٰ و اکمل درجہ کا تجرد حاصل ہوتا ہے۔

یہ لوگ انبیاء کہلاتے ہیں جنہیں تجرد کے پائے جانے اور قوت اطاعت معیت کر متحقق ہونے سے <sup>فلاسفہ</sup> انکا رکی گنجائش نہیں ہے۔ باوجودیکہ کسی نقل و تواریخ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت انبیاء و حضرت مولئی حضرت عیسیٰ حضرت داؤد و سلیمان و حضرت محمد صلی اللہ علیہم وسلم ان مشرقین فلاسفہ کی طرح مجاہدہ سے یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ جہانگ اُنکی تواریخی حالات منقطع ہیں اونسے یہی معلوم ہوتا کہ یہ رتبہ اُنکو بلا کسب اختیار محض جذبہ الہی موہبت خداوندی سے حاصل ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیبؑ کی نوکری کرتے ہوئے۔ حضرت داؤد و سلیمان کو حکومت

یہ اوں فلاسفہ کے خطاب میں کہا گیا ہو جو انبیاء زمین اس تجرد اور اس قوت کو جو دوسرا انکاری نہیں ہیں اور جو لوگ ہسکے متکرمین اونسے اسکا تسلیم کرانا اوں آٹا رواضار کے زور و دست آور سے ممکن ہے جبکہ ذکر ضمن بیان اتی نہر لغایت ۱۲ جلد ۲۔ اسخذا النعمہ میں مفصل ہو چکا ہے ۱۲۔



و تحت پر بیٹھے ہو کر۔ حضرت مسیح کو گہوارہ میں پرورش پاتے ہوئے۔ حضرت محمد رسول اللہ کو تجارتوں میں پہرتے ہوئے۔ یہ منصب حاصل ہو گیا ہے۔

کسبِ بلا حصول کا ثبوت یہ ہے کہ بہت لوگ کسب و ریاضت میں کمال کو پہنچے مگر وہ جمیع انواعِ تجرؤ میں کامیاب نہ ہوئے گو نوعِ نقصان کو حاصل کئے مگر نوعِ کمال سے محروم رہے۔

یہ لوگ عرب و غیرہ بلاد کو کاہن اور یونان کو فلاسفہ میں خلبے حجابات و ریاضات مشہور میں وسیع ذلک جہا انبیاء علیہم السلام بلا کسبِ ریاضت پہنچے ہیں یہ اس مقام کو قریب ہی نہیں پہنچے اور حیر مخزنِ علوم پر وہ مطلع ہو سکتے ہیں اس کے پاس نہیں پہنچتے۔

فلاسفہ کے نقصان پر یہ دلیل ہے کہ کمالِ تجرد کو نفسِ الامری علوم کا حصول لازم ہے اور یہ علم فلاسفہ پایا نہیں جاتا۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انکو کمالِ تجرد حاصل نہ تھا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ تو فلاسفہ کا مسلم ہے دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہ ہے کہ فلاسفہ کے معلومات و مکاشفات میں تناقض پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا کامل ثبوت نمبر ۳ و ۵ جلد ۲ شائعہ التدریس گذر چکا ہے۔ اور تناقض کذب و مخالفتِ نفسِ الامر کا مستلزم ہوا و مخالفتِ نفسِ الامر عدمِ علم نفسِ امریت ہے اور کاہنوں کا نقصان خود فلاسفہ کو نزدیک مسلم اور انکو اصول سے ثابت ہے۔ اور انکو معلومات کا نفسِ الامر سے متناقض ہے نیز اسکا مودیہ انکو معلومات اکثر مخالف نفسِ الامر ہوتے ہیں۔ اور جو موافق ہو ہیں وہ بھی نسبتاً ناقص رہتے ہیں۔

۱۔ اذہر انباء کی طرف دیکھو کہ حضرت آدم سے محمد رسول اللہ تک کسی شخص کو معلومات و مکاشفات میں تناقض نہیں ہے۔

۲۔ ملک عرب میں ایک کاہن ابنِ صیاد نامی تھا اسکا امتحان ایک تجرد و تقابل الی اللہ محمد رسول صلعم نے لوگوں کو کر کے دکھایا تو اسکا نقصان ظاہر ہوا۔ اسلامی مورخوں (بخاری و مسلم وغیرہ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت صلعم ابنِ صیاد کو یہ سگے اور اوس سے دریافت کیا کہ تجھے کیا نظر آتا ہے تو اسنے کہا کہ مجھے سچ کچھ چاہیے۔

قال رسول اللہ لا بن صیاد ہذا ذاتی

قال یاتینہ صادق و کاذب قال صیاد

اللہ صلعم حفظ علیک الا سر قال النبی

(اور دل میں یہ آتے فادق بوجہ تاقی الساعۃ بل صیاد)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا تجرد (جس پر انکے علوم متفرع ہیں) نیز ناقص نہ قاصر ہے۔

اس بیان سے جیسا کہ صحیح انواع تجرد کا کسی نہ ہونا ثابت ہوا ویسا ہی وسیع نہ ہونا قوت علمیان اشخاص کا جنکو فلاسفہ تجرد میں کامل سمجھتے ہیں نیز ثابت ہوا۔ کیونکہ وسعت علمی کمال تجرد کی فرع ہے۔ اور جہاں اصل کا وجود ہیں ہر تو فرع کا وجود کب ممکن ہے۔ اور نیز جب انکے علوم میں مخالفت واقعہ و نفس الامر کی پائی جاتی ہے یہہر کمال و وسعت علم کے کیا مضیٰ ہیں۔

اور صوفیہ کے غلطی کا بیان یہہر ہے کہ جو لوگ اس تجرد میں کامل و مکمل تسلیم کئے گئے ہیں۔ (یعنی انبیاء علیہم السلام) انکی قوت علمیہ وسیع و غیر محدود نہیں ہے کہ جب چاہیں مخزن علوم پر مطلع ہو جائیں اور جس چیز کا علم چاہیں لوح محفوظ یا قلم یا ملائکہ سے حاصل کر لیں تو پہر جو لوگ اُنسے فو تر و درجہ میں ہیں اور اُنسے کامل نہیں مانی جاتے کیونکہ وسیع اور غیر محدود قوت کا محمل ہو سکتے ہیں۔

ان لوگوں کے مقابلہ میں صرف اُن آیات و احادیث پیش کرنا کافی ہے جنہیں اُن حضرت کا علم غیبی محیط نہ ہونا اور بہت چیزوں کو نہ جاننا ثابت ہوتا ہے۔

کو خیال کیا اسنے اتنا کہا کہ جو آپ نے چہا یا ہر وہ شخص ہے اور اس سے کچھ زیادہ نہ بتا سکا۔ انحضرت نے فرمایا دور ہو تو اس رتبہ سے زیادہ بڑھو گا۔

اسبق اُن حضرت معلم کے معنی علماء اسلام نے یہ بیان کر دیا کہ اس رتبہ سے جو کہاں رکھتے ہیں اور بت سے باتوں میں سے بذریعہ شیاطین ایک دہ بات جانتے ہیں بخاور نکارتے۔ اور رتبہ انبیاء و انبیاء کامل و اضم علم غیب اور وحی اکو ہرگز نہ پہنچے گا۔ جو بابت سوال حضرت نے اُسنے یہی بیان کیا کہ میں پائی پر سخت کی صورت

سَلَامُ اِنِّیْ قَدْ خَبَرْتُ لَکَ خَبْرًا قَالِ  
هُوَ الدِّخَالُ قَالِ اَحْسَاؤُ فَلَیْنِ قَدْ وَفَدَ لَکَ  
اَخْرِجْہِمْ سَلَّمَ ثُمَّ اَجْلَدَ ۲۰ اَلْجَوَادِ ۳۱ وَالْفُطْلَہ  
قَالَ الْغَوْدِیْ وَالْقُسْطَلَانِیْ قَدْ رَاَ اِیْقَدَ  
اَمَّا اَمَّا مِّنَ الْکَلْبَانِ الَّذِیْنَ یُحْفَظُونَ مِّنَ الْمَقَامِ  
الشَّیْطَانِ یَلْتَمِسُ وَاحِدَةً مِّنْ جُلُوسِہِمْ فَيُخَالِہَا اَلْاَنْبِیَا  
فَاَنْہَمُ لَعْنِیْ اَللّٰہِ مِنْ عِلْمِ الْغِیْبِ مَا یُوحِیْ فَبِکُلِّ وَاصِحًا اَمَلًا  
وَبِخِلَافِ مَا یَاہِمُّہُ اللّٰہُ اَلَا وَلِیَاءُ مِّنَ الْکُفْرِ مَا  
قَالَ اَلْاَسْوَلُ مَلْعَمٌ مَاذَا تَرٰی قَالَ اَمْرًا

قل لا اهلک لنفسی نفعاً ولا ضرراً الا ما استأذن الله وکلنت  
اعلم الغیب مستکثرت من الخیر وما منی السوء ان  
اذا الا نذیر ونبیر القوم یؤمنون (سورہ نعرہ ۲۰۶)

تو تمہاری اجبی باتیں حاصل کر لیتا۔ اور مجھ پر نقصان کبھی پہنچتا۔ میں تو صرف ڈرانے والے اور خوش خبری سننے والے ہوں اور ان لوگوں کو جو ماننے والے ہیں۔ تفسیر نیشاپوری وغیرہ میں لکھا ہے کہ اہل مکہ نے ہجرت

قل ابن عباس ان اهل مکة قالوا محمد الا  
یخبرک دیک بالسعر الا حصی قبل ان یغلو فنتشر  
وفرج عند الغلاء وبا الا دض التي تردین ان  
تجد ب فنتحل منها الی ما قد احتصب فأنزل الله  
لعالی الخ۔ (معالم ونبیسا جودی)

سلم سے سوال کیا کہ جب نرخ غلہ کا گراں ہوئے لگے تو  
آپ بکھو پہلے سے خیر کر دیا کریں۔ تاکہ ہم پہلے سے  
غلہ خرید کر نفع اٹھاویں اور جب کسی زمین میں قحط  
پڑنے لگے تو آپ پہلے اطلاع دیں تاکہ اس زمین کو  
ہم چھوڑ دیں اس پر یہ حکم نازل ہوا اور خدا فرماتا

عندنا نبوت

عشر۔ علی الماع قال رسول الله صلعم  
تروی عشرش المیس علی الخیر اخرجه مسلم  
دیکتا ہوں آن حضرت نے فرمایا کہ تو شیطان کا  
تحت پالی پر دیکھتا ہے۔

اس قصہ سے استدلال کرنے پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قبل اثبات نبوت و حقانیت اسلام کی  
اسلامی کتاب کی نقل سے کیوں استدلال کیا اسلئے کہ اولاً تو یہ استدلال نہیں ملتا۔ استنباط و تدبیر  
ہے۔ اصل استدلال اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کاہنوں کا نقصان فلاسفہ کی تسلیم و قبول  
ثابت ہے نہ نیا استنباط وہی اس نظر سے ہوا ہے کہ یہ تاریخی واقعہ ہے جو منہ سے  
ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ ایک اسلامی کتاب میں لکھا ہے۔ ثانیاً زیادہ تر مقصود  
اس قصہ کے نقل کرنے سے اور ان لوگوں کی فہمائش ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں پھر ایسی باتوں  
کے منکر ہیں۔ اور جو قوت علم غیب کی انبیاء میں ہی قابل نہیں اور نکو چاہا گیا ہے کہ یہ قوت  
رگوں ناقص ہے کیوں نہ ہو کہ ان میں ہی موجود ہے پھر ان میں سے انکار مسلمان کو کب زیادہ ہے۔

عندنا نبوت

## بقیہ مضامین مذہب و معاشرت

موسسین تیر انداز مذہبون۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ تو ریت میں مچ کرتے۔ اور اس پر یہ جانتے لگا دیتے کہ یہ بات خدا نے کوہ سینا پر کہی۔ اور موسیٰ نے یہ آواز سنی۔ اس صورت میں ہمارا تو اتنا ہی نقصان نہیں ہماری الزامی دلیل قائم نہ رہیگی۔ آپکا اس میں اس قدر نقصان ہے کہ صدر رمضان خباب (جو تہذیب و نقل و بیان کتب مقدسہ پر موقوف ہیں) کے بڑے اعتباری ہوگی۔ خاص کر تفسیر پر از تحریف و بدار نقل کتب مذکورہ پر ہے کہی تو بالکل بے بیخ کنی ہو جاوے گی۔ آپ اس بات کو صاف صاف زبان پر نہیں لے سکتے نتائج کا لطف پاویں۔ اگر اب بھی آپ مضمون تمیزین الکلام کو صحیح جانتے ہیں اور جواب الفاظ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہیں وہی بعینہا تو ریت میں مندرج سمجھتے ہیں تو حکم سود منجانب اللہ ہونا منہض تو ریت ثابت ہے اور ہماری دلیل دوم کی تسلیم آپ پر واجب ہے۔

دوسرا حکم دمخدا احکام تو ریت جو یقیناً منجانب اللہ ہیں حکم حجم دینے زانی کو زنا کی منہرائی بہتر و نصیحت (نام) ہے۔ جو تو ریت کی کتاب احبار باب ۲۰ کتاب استنابا باب ۲۲ میں مذکور ہے استنابا کی عبارت یہ ہے اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرتا پایا جائے۔ تو وہی دونوں نکاح جائیں۔ مرد جس نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت بھی۔ سو تو نبی اسرائیل میں سے شتر کو دفع کیجیو جو لڑکی کے کنواری ہے اور وہ کسیکو منگیتے ہو اور کوئی اور شخص اسی شہر میں باک رہے صحبت ہو تو تم ان دونوں کو اس شہر کے دروازہ پر نکال لاؤ اور تم انہیں بہتر اوکرو کہ وہ سر جاویں۔“

اس حکم کے منجانب اللہ ہونے پر بھی دو دلیلین تحقیقی و الزامی موجود ہیں دلیل تحقیقی کا بیان یہ ہے کہ اس حکم کے تو ریت میں نازل ہونے اور حکم بانی ہونے کی خدانے قرآن میں خبر دی ہے۔ اور ان حضرت کے سامنے اسکی خوب تشریح و تصدیق ہو چکی ہے اور اسیکے موافق اس امت کے لئے اس حکم کی تشریح ہوئی اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔

یا ایہا الرسول لا یحزک الذین یسارون اور رسول تجھے غم میں نہ ڈالیں وہ جو کفر میں دوڑے  
فی الکفر من الذین قالوا ائمانا فواہم بیٹے ہیں۔ جو مونہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لاؤ

و لم تؤمن قلوبهم من الذين هادوا وسمعت  
 للکذب سماعون لقوم اخرين لم يؤمنوا  
 یخرجون الکلم من بعد ما وضعوا یقولون  
 ان او تمیتهم هن ائمن وہ وان لم تؤتوه فاحذروا  
 سے بڑا لگتے ہیں۔ اور انکو بھیجئے ولیم کہ بہترین کہ اگر تمکو اس بھی ہے) وہی حکم ملا (جو تمہارا  
 از خود و تجویز کر رکھا ہے و کہ زالی کا نہ نہ کالاکر کے اسکو کہ ہے پسوار کیا جاوے) تو اسکو کو قبول رہا۔  
 اگر وہ حکم نہ ملا و بلکہ وہ ملا جو نہیں تو ریت میں نازل ہے تو اس سے سچا بیہ لوگ (اسباہین) تجویز  
 و کیف یحکونک و عند ہم التوریت  
 فیما حکم اللہ ثم یتولون من بعد ذلک  
 و ما اولئک بالمؤمنین۔ ۴۴

ابراہیم کے دل نہیں مانتے۔ اور یہودیوں نے بعض  
 کو اپنے (میشواؤں) کو خوب سننے ہیں۔ اور  
 وہ باتیں سننے کو (یعنی خبری کو) کرتے ہیں۔ ان  
 طرف سے جو خود نہیں آئے۔ وہ خدا کو اسکا حکم کو  
 منصف بناتے ہیں۔ حالانکہ خود اسکا تابع ریت ہے  
 ہمیں خدا کا یہ حکم موجود ہے پہر اس سے یہ  
 موند پہرتے ہیں اور یہ مانتے والے نہیں ہیں۔

صحیحین اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ان آیات کی تفسیر و شان نزول میں ہر روایت میں  
 اخرج ابو داؤد عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول  
 من الیہود و امرأۃ فقال یفعل بعض ذہبوا  
 الی ہذا البنی فانہ نبی یفعل بالتخفیف فان افترنا  
 یقتلنا حون الیوم قبلنا و اجتہدنا ہا عند اللہ  
 قلنا فافترنا نبی من انبیائک فافترنا علی اللہ  
 و سلم فقالوا یا ابا القاسم ما تدری فی ہذا  
 و امرہ ذینا لم یحکمہم کلمۃ حتی اتی بیت حداد  
 و فی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ  
 علیہ وسلم اذا سادۃ مجلس عابوا ثم قال رسول اللہ  
 و فی روایت المسلم فانطلق رسول اللہ علی اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما و برار بن عازب رضی اللہ عنہما و ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما  
 مروی ہے کہ یہودیوں میں ایک مرد او عورت نے فرمایا  
 یہودیوں نے جانا کہ یہ ہم سے جو کچھ تو ریت میں  
 حکم ہے (سچ) رہیں۔ اور ہم بھی موروں و انحراف نہ ہوں  
 نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاوے۔ یہ  
 دین با تخفیف کے ساتھ ہیجا گیا ہے۔ اس سے  
 کوئی بلکا سا حکم ملے گا۔ سو اگر اسنے رجم سے تر  
 کر کوئی حکم دیا تو اسکو ہم قبول کرینگے۔ اور خدا  
 کے سامنے یہ سب پیش کرینگے کہ منجہ تیرے  
 ایک نبی کے فتوے پر عمل کیا تھا اور اگر یہ بھی حکم

علیہ وسلم حتی جاء یسود فقال ما تجدون  
 فی التوراة علی من ذنا قالوا فسود وجوههما  
 فی النار او تخالف بین وجوههما ویطاف بهما  
 فی النار یا التوراة انکم تم صادقین  
 فی التوراة لابی داود فانی جها فترجم الوسا  
 الی کل من وضع التوراة علیها وقال اعنت  
 ثم قال یتونی با علمکم فانی  
 شتاب و فی رواية لمسلم فجا و بها  
 فهو وها حتی اذا مروا بایة الوجد وضع  
 الفقی الذی یقر ید علی اية الوجد وقرعها  
 بیدیه وها وها وواثما فقال له عبد اللہ بن سلام  
 و هو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو فلیخ  
 یل فو غیها فاذا تحتھا اية الوجد فامر بها رسول فحما  
 و فی رواية البخاری فوقع یدک فاذا فیھا اية الوجد  
 قالو صدق یا محمد ان فیھا اية الوجد فامر  
 بهما رسول اللہ فرجما - و فی رواية لمسلم  
 فقال رسول اللہ الصمد انی اول من حی  
 امرک اذا احاطوه فامره فوجیه فانزل  
 اللہ یا ایھا الرسول لا یحرفک الذین یشادون  
 فی الکفر الی قولہ ان اذ یتقم هن الخ و ہ  
 یقول یتوا محمد افان امرک بالتحیم

رجم ہے وحق تو اسکو نہ لینگے۔ آن حضرت مکر  
 ساتھ چلے گئے مدرسہ میں تشریف لائے۔  
 اوہوں نے آن حضرت کے لئے دو اضعا تکبیر  
 پیش کیا آپ اوسپر ٹپک لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت  
 نے پوچھا تمہارے مان زانیوں کے لئے کیا  
 ہے اونہوں نے کہا یہی سزا ہے کہ انکا مونہ کالا  
 کیا جاوے اور دنوں کی پیٹھ ٹک جوڑ کر کد ہے  
 پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھرایا جاوے  
 آن حضرت نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو  
 تورتہ لاؤ اور پڑھ سناؤ۔ تورتہ لائے  
 تو آن حضرت نے تکیہ نکال کر تورتہ کے  
 نیچے رکھا۔ اور یہ کلمہ فرمایا۔ میں تجھ پر  
 ایمان لایا۔ اور اسپر غصے تجھے اُتارا۔ پھر  
 ایک جوان جو تورتہ خوب پڑھتا تھا آیا  
 اور اسنی پڑھنا شروع کیا جب آیتہ رحمتی  
 تو پڑھنے والے اسپر تہہ رکھ دیا۔ عبد اللہ  
 بن سلام صحابی جلیل الشان جو یہودی مسلمان ہو  
 اور تورتہ کے بڑے عالم تھے نے کہا یا رسول  
 اسکو آپ فرماوین کہ ماٹھ کو اوٹھاوے  
 ماٹھ اوٹھایا تو وہین آیت رحمت کو پایا۔  
 پھر وہ یہودی معترف ہو کر کہان یا محمد و صلعم

والجلب فخلوه وان افتاكم باله بسم  
فاحذروه فانزل الله ومن لم يحكم بما  
انزل الله فاولئك هم الكفرون ومن  
لحكم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون  
ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون  
في الكفاد كلها۔

پر شکایت تھم تو راء میں موجود ہے۔ پس آن حضرت  
سہم نے اُن زانیوں کو لئے رجم کا حکم دیا اور انکو  
سنگسار کیا گیا۔ پھر آن حضرت نے جناب بتواریک  
میں عرض کیا کہ الہی انہوں نے تیرے حکم کو تو مٹو دیا تھا۔  
میں نے حکم سے پہلے زندہ کیا ہے۔ اور اس پر آیت  
نزل ہو یا ایہا الذین لایخزنک الذین الخ۔

ان آیات و احادیث سے حکم رجم کا نورات میں خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہوا اور اسکے  
ضمن میں اس امت کے لئے اسکی مشروعیت کا ذکر بھی آگیا کیونکہ ان میں آن حضرت کا حکم ہے کہ ہاری  
کرنا اور اسکے زندہ کرنے میں بیش قدمی کا اظہار کرنا مذکور ہوا ہے۔

اس سے بڑھ کر صریح و وضاحت سے ہی اس حکم کی مشروعیت اس امت کو لئے ثابت ہے اور کتاب  
وست ایشاد ہر کتاب الدین یہاں نازل ہوئی تھی الشیخ والشیخہ اذ انیا فارجمہما انما یفقیہ  
یعنی جب مرد و عورت متزوج و متاہل ہو کر پیرزنا کے مرتکب ہوں تو انکو سنگسار کرو مگر اگر ایک یا ایک کے بعد  
اسکا (قرآن کی طرح) پڑھنا اور قرآن میں لکھنا منسوخ ہو گیا اور حکم باقی رہا اور سنت نبیہ میں اسکا حکم جاری  
رہا۔ آن حضرت نے اسکو جاری رکھا۔ اور آپ کے بعد خلفائے میں برابر جاری رہا۔

بخاری اور مسلم وغیرہ ہمارے حضرت ابن عباس  
سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آن حضرت  
صلعم کے منبر پر (خطیبین) فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا اور اسکو بکر کتاب  
اور تیری جسمیں آیت رجم بھی تھی۔ ہمارا سنا ہے کہ  
اور یاد رکھا اور سمجھا۔ پس آنحضرت نے رجم کیا  
آپ کے بعد پیغمبر (یعنی خاندانی) بھی کیا پیغمبرؐ

عن ابن عباس یقول قال عمر بن الخطاب علی منبر  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثت محمداً  
بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل آية الدیم  
فقتلها ووجنباها وعقلناها فرجم رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم وجنباہ و عقلتہا فاحتمل ان طار ما لک  
اذما ان یقول قائل ما نجد آية الدیم فی کتاب اللہ  
فیموتہ یموت فی بیۃ انزل لہا اللہ وان الوحی فی

فی کتاب اللہ حق من ذنا اذا احصن من الوجہ والنساء اذا قامت البینۃ او کان الحکل ارہ  
اختلاف اخرجہ التجادی وحسبہم واللفظ لہ  
وعن ابن عباس نزلت آیتہ الوجہ فی النور ثم  
دفعت الیہ الوجہ فی التلاوة وبقی الحکم - اخرجہ  
ذہابین - ذکرہ فی التیسیر -

کہ لو گوئیں زمانہ دراز گزرتے تو یہ کہہ گئے کہ  
کہ حکم بجمہر نزل میں نہیں ہو پس وہ ایک حکم نزل کے  
ترک کرنے سے گمراہ ہو جاویں - یہ حکم بجمہر قرآن میں تھا  
ہو چکا ہو - اس شخص پر جو متاہل ہو کر نہ کرے  
اس شخص پر کہ زمانہ کا اقرار یا اس پر شہادت دے  
زمانہ کا حل ہر یہ جاد -

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آیتہ بجمہر سورہ نور میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا بڑبڑنا منسوخ ہوا اور حکم  
اور حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آیتہ بجمہر کی جیسے باغرا سلمی یا غاندیہ جہنہ (وکی تقصیر صحیح مسلم میں صفحہ ۶۷ جلد ۲) میں  
یہ حکم بجمہر منجانب اللہ ہو پر تحقیق دلیل کا بیان ہے اور دلیل الزامی کا بیان اسباب میں دیا  
ہے جیسا کہ حکم سو کے باب میں نمبر سابق میں صفحہ ۱۳۰ گزر چکا ہے اس لئے کہ اس حکم کا منجانب  
ہو چکا ہے (حکم سو کی مانند) سابق و سابق تورات سے ثابت ہے - احباب کے بیسویں یا  
دسویں یہ حکم ہے) کا شروع یہ ہے - پھر خدائے موعظ کو خطاب کر کے فرمایا: اے اللہ! پھر اسی سیاق  
میں وہ حکم بیان کیا گیا اور استثنائی عبارت میں (جو سابقاً منقول ہے) صاف پایا جاتا ہے  
تو موعظ علیہ السلام اس حکم میں مخاطب ہیں اور خدا متکلم اس حکم کا منجانب اللہ ہونا سابق و سابق  
تورات سے ثابت ہے اور حسن امر کا منجانب اللہ ہونا سابق و سابق تورات سے ثابت ہوا اسکا  
واقعی خدا کی طرف سے ہونا آپ کو نزدیک مسلم ہے بعینہ اس تقریر سے جو نمبر سابق میں صفحہ ۱۳۰ گزر چکا  
ہے اور ایک طرف وجہ الزام یہ بھی ہے کہ خود بدولت ابنی بڑائی کتاب میں کلام اللہ  
اس حکم کا منجانب اللہ اور حکم اللہ ہونا بڑے ضرور و ضرور سے ثابت کر چکے ہیں حتیٰ کہ اس حکم  
کے ثبوت سے تورات کی تحریف لفظی سے بری ہونے پر استدلال کئے ہیں اور اسکا کیا ثبوت  
میں انہی آیات و احادیث (جسے جیسے استدلال کیا ہے) کو معرض استدلال میں لائی ہیں نیز  
اس کتاب کی جلد اول میں صفحہ ۲۷۵ آجی اس حکم کے تورات میں موجود ہونے پر حدیث بخاری



سے (جو مذکور ہوئی) استدلال کر کے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آیت و کلام کو ایک معنی پر لکھا ہے۔  
 وعندہم التوراة فبدلت من قبلہم۔ یہاں ہے پہر بصرہ ۸۰ حدیث مذکور کا۔  
 ایک ٹکڑا نقل کر کے اس کا وہی معنی دیا۔ اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو  
 آیتہ بجم توراة میں ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب میں سے اسکو نکال ڈالا تھا۔  
 اب یہی توراة میں ہے۔ یہاں یہودیہ کے ہونے کا اشارہ ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ نے صاف اقرار ہے اور یہ آپ پر سخت لازم حجت  
 ہے کہ یہ حکم عجم کا منجانب اللہ حکم ہونا ثابت ہے اور توراة میں  
 یہ حکم نہیں ہے۔

اس آیت میں عام تورات علاوہ از احکام عشرہ مکم قصاص ہے جو کتاب فروع  
 میں ۲۴ - کتاب بشتنا میں باب ۱۹ میں وارد ہے۔ احبار کی عبارت یہ  
 ہے کہ بدلے بدلے توڑا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت۔ جیسا کوئی کہے گا  
 بالیا بائے۔ تخریج میں یہ بھی ذکر ہے جان کے بدلے جان لیجاوے اس حکم کے  
 بالبدھ ہونے پر وہی ہی دو دلیلین تحقیقی و الزامی موجود ہیں اور وہی تقریر و تحریر ہیں

نہیں۔ مگر خوف طواغیت سے سیاق سابق کو بدل کر، انکو مختصر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ چنے انکو حکم دیا کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ  
 وکتبا علیہم ان النفس بالنفس بالظن العین بالظن العین  
 والاف بالاف ولا ذن بالاذن والسن  
 بالسن واجی روح قصاص - عائدہ -  
 اور ذن بدلے ذن کے - اور سن بدلے سن کے -  
 بدلایا جاوے۔

اور تورات کے الفاظ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم خدا کی طرف سے ہی ہے۔ حین  
 سیاق میں اس حکم کا بیان ہے اس کے شروع میں یہ الفاظ فرمائے گئے ہیں۔ بہر خداوند  
 معہ سے کو خطاب کر کے فرمایا الخ۔ اور جناب مخاطب نے بھی تمہیں السلام صبیحہ ۲۷ میں

وہ لوگوں نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حکم فاطمہ کی طرف سے نہیں آیا ہے۔ نمبر کہا گیا ہے۔ چوتھا حکم نور  
الاسرار میں ہے جہاں کے حرام ہونے کا حکم ہے۔ بخاری: اللہ جل جلالہ اور نور سے ثابت ہے اور اگر  
اگر تصدیق کیا ہے۔ احبار باب ۷ میں ہے۔ پھر محدثان نے اسے خطاب کر کے فرمایا کہ سنئے  
وہ اب لوگوں حکم کر کہ بیل اور بٹیر اور کبکری کی چربی نہ کھائیے۔

وہاں میں ہا دو احرماں کل دی طوفان میں البقرہ  
محررہ۔ احرماں عظیم شتو میں الا ما حلت لہم وہا  
اور ہوا ادا ما اختلط بغيرہا جہنم وہا الباقی

یہ احکام اربعہ کے سواے اور بہت سے احکام قرآن میں ہیں جن کے متعلق جہاں جہاں اللہ  
 تعالیٰ نے احکام بیان کیے ہیں ان میں سے بعض احکام قرآن میں ہیں اور بعض احکام  
 حدیث میں ہیں۔ اسی کے موافق ارشاد ہو چکا ہے لیکن  
 یہ سب کی تفصیل موجب تطویل ہے لہذا ان میں سے چند احکام کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے اور اس میں  
 احکام کے مواضع بیان کا تو قرآن و حدیث میں نشان دیا جاتا ہے۔

نمبر سلسلہ	حکم	مواضع انیسویں از تواریخ تائید تصدیق آن از حدیث و قرآن	مواضع ازین	کیفیت
۵	تقنبہ	احبار باب ۱۲ - آیت ۳ ویدائش ۱۴ - ۱۱ حضرت ابراہیم فرشتہ کیا خدا تعالیٰ نے انکو مکہ دیا	احبار عربین یہ کہ خدا تعالیٰ یہ حکم کیا وہ انکو فرشتہ ابراہیم کو یہ حکم دیا اور جبرائیل کے لئے تمجیل کا اشارہ کیا۔	کیفیت
۶	ممانعت خشنودی	قرآن میں ہر کہ خدا نے مردار اور خون اور خمر کو کے گوشت کو حرام کیا ہے	احبار ۱۱ - ۸ استقنار ۱۲ - ۹	احبارین اس حکم کو ان کو اشارہ کیا ہے وہ ان کو سے ہم حکم سمجھ کر فرمایا







